تاریخ اور سیاسیات

دسویں جماعت

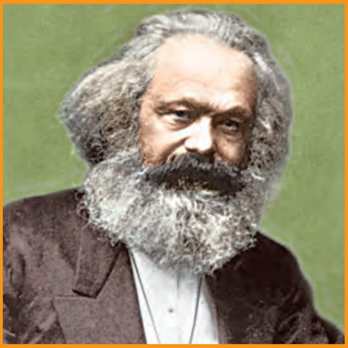

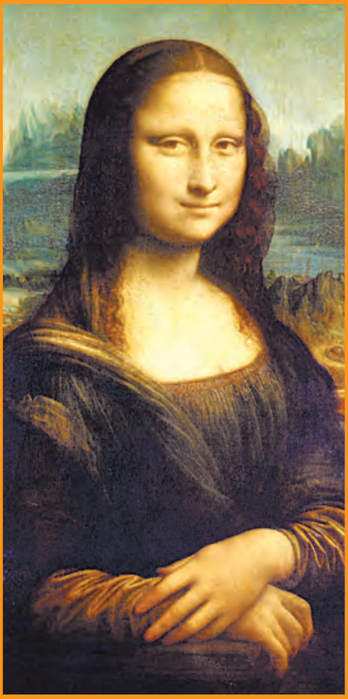

आम्हा घरी धन... शब्दांचीच रत्ने!

पुस्तकांचं गाव

بھارت کا آئین

حصہ 4 الف

بنیادی فرائض

حصہ 51 الف

بنیادی فرائض – بھارت کے ہر شہری کا یہ فرض ہوگا کہ وہ...

(الف) آئین پر کاربند رہے اور اس کے نصب العین اور اداروں، قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام کرے۔

(ب) ان اعلیٰ نصب العین کو عزیز رکھے اور ان کی تقلید کرے جو آزادی کی تحریک میں قوم کی رہنمائی کرتے رہے ہیں۔

(ج) بھارت کے اقتدارِ اعلیٰ، اتحاد اور سالمیت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کر کے ان کا تحفّظ کرے۔

(د) ملک کی حفاظت کرے اور جب ضرورت پڑے قومی خدمت انجام دے۔

(ہ) مذہبی، لسانی اور علاقائی وطبقاتی تفرقات سے قطع نظر بھارت کے عوام الناس کے مابین یک جہتی اور عام بھائی چارے کے جذبے کو فروغ دے نیز ایسی حرکات سے باز رہے جن سے خواتین کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہو۔

(و) ملک کی ملی جلی ثقافت کی قدر کرے اور اُسے برقرار رکھے۔

(ز) قدرتی ماحول کو جس میں جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جانور شامل ہیں محفوظ رکھے اور بہتر بنائے اور جانداروں کے تئیں محبت وشفقت کا جذبہ رکھے۔

(ح) دانشورانہ رویے سے کام لے کر انسان دوستی اور تحقیقی واصلاحی شعور کو فروغ دے۔

(ط) قومی جائداد کا تحفظ کرے اور تشدد سے گریز کرے۔

(ی) تمام انفرادی اور اجتماعی شعبوں کی بہتر کارکردگی کے لیے کوشاں رہے تاکہ قوم متواتر ترقی وکامیابی کی منازل طے کرنے میں سرگرمِ عمل رہے۔

(ک) اگر ماں باپ یا ولی ہے، چھے سال سے چودہ سال تک کی عمر کے اپنے بچے یا وارڈ، جیسی بھی صورت ہو، کے لیے تعلیم کے مواقع فراہم کرے۔

سرکاری فیصلہ نمبر : ابھیاس-۲۱۱۶/ (پر-نمبر۱۶/۴۳) ایس ڈی-۴ مورّخہ ۲۵/اپریل ۲۰۱۶ء
کے مطابق قائم کردہ رابطہ کار کمیٹی کی ۲۹/دسمبر ۲۰۱۷ء کو منعقدہ نشست میں اس کتاب کو
تعلیمی سال ۱۹-۲۰۱۸ء سے درسی کتاب کے طور پر منظوری دی گئی۔

تاریخ اور سیاسیات

دسویں جماعت

मा विद्या या विमुक्तये
महाराष्ट्र राज्य पाठ्यपुस्तक निर्मिती व अभ्यासक्रम संशोधन मंडळ

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ۔

3KJ385

اپنے اسمارٹ فون میں انسٹال کردہ Diksha App کے توسط سے درسی کتاب
کے پہلے صفحے پر درج Q.R. code اسکین کرنے سے ڈیجیٹل درسی کتاب اور
ہر سبق میں درج Q.R. code کے ذریعے متعلقہ سبق کی درس و تدریس کے
لیے مفید سمعی و بصری وسائل دستیاب ہوں گے۔

پہلا ایڈیشن : ۲۰۱۸ء (2018)

تیسرا اصلاح شدہ ایڈیشن : ستمبر ۲۰۲۱ء
(September 2021)

© مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی واَبھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴۱۱۰۰۴

اس کتاب کے جملہ حقوق مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ کے حق میں محفوظ ہیں۔کتاب کا کوئی بھی حصہ ڈائرکٹر، مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جاسکتا۔

مضمون تاریخ کمیٹی :

- ڈاکٹر سدانند مورے، صدر
- شری موہن شیٹے، رکن
- شری پانڈورنگ بلکوڑے، رکن
- شری باپوصاحب شندے، رکن
- شری بال کرشن چوپڑے، رکن
- شری پرشانت سرؤڈکر، رکن
- شری موگل جادھو، رکن-سکریٹری

مترجمین :

- ڈاکٹر غلام نبی مومن
- جناب خان حسنین عاقب خان محمد شہباز
- جناب وجاہت عبدالستار

رابطہ کار مراٹھی :

شری موگل جادھو، اسپیشل آفیسر، تاریخ وشہریت
شریمتی ورشا سرودے، اسسٹنٹ اسپیشل آفیسر، تاریخ وشہریت
بال بھارتی، پونہ

مضمون سیاسیات کمیٹی :

- ڈاکٹر شری کانت پرانجپے، صدر
- پروفیسر سادھنا کلکرنی، رکن
- ڈاکٹر موہن کاشیکر، رکن
- شری وینجناتھ کالے، رکن
- شری موگل جادھو، رکن-سکریٹری

مصنفین :

- ڈاکٹر گنیش راوت
- ڈاکٹر وَیبھوی پَل سُلے

مضمون تاریخ اور شہریت کی مجلسِ عاملہ :

- شری راہل پربھو
- شری سنجے وزریکر
- شری سبھاش راٹھوڑ
- شریمتی سنیتا دلوی
- ڈاکٹر شیوانی لیمے
- شری بھاؤصاحب اُماٹے
- ڈاکٹر ناگناتھ ایولے
- شری سدانند ڈونگرے
- شری رویندر پاٹل
- شری وِکرم اڑسول
- شریمتی روپالی گرکر
- ڈاکٹر میناکشی اُپادھیائے
- شریمتی کانچن کیتکر
- شریمتی شیوکنیا پٹوے
- ڈاکٹر انیل سنگارے
- ڈاکٹر راوصاحب شیلکے
- شری مریا چندن شیوے
- شری سنتوش شندے
- ڈاکٹر ستیش چاپلے
- شری وِشال کلکرنی
- شری شیکھر پاٹل
- شری سنجے مہتا
- شری رام داس ٹھاکر
- اجیت آپٹے
- ڈاکٹر موہن کھڑسے
- شریمتی شیوکنیا کدریکر
- شری گوتم ڈانگے
- ڈاکٹر وِنکٹیش کھرات
- شری رویندر جندے
- ڈاکٹر پربھاکر لونڈھے

Co-ordinator (Urdu) :

Khan Navedul Haque Inamul Haque,
Special Officer for Urdu,
M.S. Bureau of Textbooks, Balbharati

Urdu D.T.P. & Layout :

Asif Nisar Sayyed,Yusra Graphics,
305, Somwar Peth, Pune-11.

Cover & Designing :

Shri Muqueem Shaikh

Cartographer :

Shri Ravikiran Jadhav

Production :

Shri Sachchitanand Aphale,
Chief Production Officer
Shri Prabhakar Parab,
Production Officer
Shri Shashank Kanikdale,
Assistant Production Officer

Paper : 70 GSM Creamvowe

Print Order :

Printer :

Publisher :

Shri Vivek Uttam Gosavi
Controller,
M.S. Bureau of Textbook Production,
Prabhadevi, Mumbai - 25

بھارت کا آئین

تمہید

ہم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو
ایک مقتدر سماج وادی غیر مذہبی عوامی جمہوریہ بنائیں
اوراس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:

انصاف، سماجی، معاشی اور سیاسی؛

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت؛

مساوات بہ اعتبارِ حیثیت اور موقع،

اور ان سب میں

اُخوّت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور
سالمیت کا تیقّن ہو؛

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر ۱۹۴۹ء کو یہ آئین
ذریعۂ ہٰذا اختیار کرتے ہیں،
وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

راشٹر گیت

جَن گَن مَن - اَدِھ نایک جَیَہ ہے
بھارَت - بھاگیہ وِدھاتا۔

پنجاب، سِندھ، گُجرات، مَراٹھا،
دراوِڑ، اُتکَل، بنگ،

وِندھیہ، ہِماچل، یَمُنا، گنگا،
اُچّھل جَل دِھ تَرَنگ،

تَو شُبھ نامے جاگے، تَو شُبھ آشِس ماگے،
گاہے تَو جَیَہ گاتھا،

جَن گَن منگل دایک جَیَہ ہے،
بھارَت - بھاگیہ وِدھاتا۔

جَیَہ ہے، جَیَہ ہے، جَیَہ ہے،
جَیَہ جَیَہ جَیَہ، جَیَہ ہے۔

عہد

بھارت میرا ملک ہے۔ سب بھارتی میرے بھائی اور بہنیں ہیں۔

مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور مَیں اس کے عظیم و گوناگوں وِرثے پر فخر محسوس کرتا ہوں۔ مَیں ہمیشہ اِس وِرثے کے قابل بننے کی کوشش کروں گا۔

میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزّت کروں گا اور ہر ایک سے خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا۔

میں اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے لیے خود کو وقف کرنے کی قسم کھاتا ہوں۔ اُن کی بہتری اور خوش حالی ہی میں میری خوشی ہے۔

پیش لفظ

عزیز طلبہ!

آپ نے 'ماحول کا مطالعہ' کے تحت تیسری سے پانچویں جماعت میں 'تاریخ اور علمِ شہریت' کا مطالعہ کیا ہے۔ چھٹی جماعت سے تاریخ اور علمِ شہریت کو ایک آزادانہ مضمون کی حیثیت حاصل ہے۔ چھٹی جماعت سے ان دونوں مضامین کو ایک ہی درسی کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ دسویں جماعت کی کتاب آپ کے حوالے کرتے ہوئے ہمیں مسرت ہورہی ہے۔

درسی کتاب کی تشکیل میں مضمون کی موزوں تفہیم اور پُرمسرت آموزش کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ درسی کتاب کے مطالعے سے علم کے ساتھ ساتھ مسرت بھی حاصل کریں جس کے لیے کتاب میں رنگین تصاویر شامل کی گئی ہیں۔ درسی کتاب کے ہر سبق کو غور سے پڑھا جائے۔ اس کا جو حصہ آپ کے لیے مشکل ہو اسے اپنے استاد اور سرپرستوں کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ چوکونوں میں دیا ہوا مواد آپ کے علم میں اضافہ ہی کرے گا۔ اگر آپ مضمون تاریخ کو مسرت بخش اور اپنا دوست سمجھتے ہوئے کتاب کا مطالعہ کریں گے تو یقیناً آپ اسے پسند کرنے لگیں گے۔

تاریخ کے حصے میں 'اطلاقی تاریخ' دی ہوئی ہے۔ تاریخ ایک پُرتجسّس مضمون اور بہت سوں کو مشغلے کے طور پر پسند ہوتا ہے لیکن اسکولی نصاب میں اس کی قرار واقعی ضرورت پر توجہ دی جائے تو طلبہ کو اپنی زندگی میں کون سے مواقع دستیاب ہوسکتے ہیں اور اپنے اختیار کردہ پیشے میں انھیں اس مضمون کا کوئی خاص فائدہ حاصل ہوگا یا نہیں، اس کے بارے میں شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ ضروری معلومات نہ ہونے کی وجہ سے ان شکوک کو دور کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اس سے متعلق ضروری معلومات اس کتاب میں دی گئی ہے۔ روزمرہ زندگی کی کوئی بات ہو یا کوئی بھی پیشہ ہو، متعلقہ امور اور متعلقہ پیشوں اور شعبوں کے ارتقا کی اپنی تاریخ ہوتی ہے۔ اس کتاب میں وضاحت کی گئی ہے کہ اس تاریخ کے مطالعے کے ذریعے حاصل کردہ علم کا استعمال پیشہ ورانہ مہارت کے فروغ کے لیے کیا جاسکتا ہے۔

'سیاسیات' کے حصے میں 'بھارت کے دستور کی پیش رفت' سے متعلق معلومات دی ہوئی ہے۔ اس میں انتخابی عمل، قومی اور علاقائی سطح کی سیاسی پارٹیوں، ان کی کارکردگی، جمہوریت کو تقویت دینے والی سماجی و سیاسی تحریکوں کے علاوہ بھارتی جمہوریت کو درپیش چیلنجز کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔ اس جماعت کے طلبہ جلد ہی رائے دہندہ یعنی ووٹر بننے والے ہیں۔ طلبہ کو اپنے اس نئے کردار کے قابل بنانے کی خاطر اس درسی کتاب کا مواد نہایت مفید ثابت ہوگا۔

(ڈاکٹر سنیل مگر)
ڈائرکٹر
مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و
ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

پونہ۔
تاریخ : ۱۸/ مارچ ۲۰۱۸ء، گُڈی پاڑوا
بھارتیہ سَور : ۲۷/ پھالگُن ۱۹۳۹

– اساتذہ کے لیے –

تاریخ ایک پرتجسّس مضمون اور بہت سوں کے لیے مشغلے کے طور پر پسند ہوتا ہے لیکن اسکولی نصاب میں اس کی قرارِ واقعی ضرورت پر توجہ دی جائے تو طلبہ کو اپنی زندگی میں کون سے مواقع دستیاب ہوسکتے ہیں اور اپنے اختیار کردہ پیشے میں انھیں اس مضمون کا کوئی خاص فائدہ حاصل ہوگا یا نہیں اس کے بارے میں بہت سے لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ضروری معلومات نہ ہونے کی وجہ سے ان شکوک کو دور کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔لہٰذا اس سے متعلق ضروری معلومات اس کتاب میں دی ہوئی ہے۔

تاریخ کے مطالعے کا طریقہ اور تاریخ نویسی نیز تاریخ نویسی کی تاریخ کے بارے میں طلبہ کو اب تک کالج اور جامعاتی سطح پر ہی معلومات دی جاتی تھی۔اسکولی نصاب میں اسے شامل نہیں کیا گیا تھا۔اسی وجہ سے تاریخ کے سائنسی طریقے کے بارے میں طلبہ کے دل میں پیدا ہونے والے ابہام کے پیش نظر اس درسی کتاب میں تاریخ نویسی کے موضوع پر ابتدائی دو اسباق میں آسان طریقے سے مختصر معلومات دی ہوئی ہے۔اس کتاب کے ذریعے طلبہ کو وقتاً فوقتاً یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تاریخ صرف مختلف حکومتوں اور ان کے مابین ہونے والی جنگوں نیز عظیم بہادروں کے کارناموں کے تذکروں تک ہی محدود نہیں ہوتی۔اس کے باوجود ان امور سے آگے جاکر تاریخ کی اصل نوعیت اور زمانۂ حال سے تاریخ کے براہِ راست تعلق کی نوعیت کو سمجھنے کا موقع طلبہ کو فراہم نہیں ہوتا تھا۔اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے دسویں جماعت کے نصاب کی تشکیل کی گئی ہے۔اس کتاب کے اسباق کا خاکہ اسی مناسبت سے تیار کیا گیا ہے۔

دیکھا جائے تو روزمرہ زندگی سے تاریخ کا تعلق نہایت گہرا ہے۔اس بات کی وضاحت کرنے والی علم کی نئی شاخ 'اطلاقی تاریخ' یا 'تاریخ برائے عوام الناس' کئی دہائیوں سے ارتقا پذیر ہے۔غیر ملکی جامعات میں اس مضمون کے نصاب دستیاب ہیں۔اس درسی کتاب میں اس نئے مضمون کی معلومات دینے کے علاوہ مختلف پیشوں میں معاوضے پر مبنی خدمات کے لیے تاریخ کے مطالعے کی ضرورت نیز تاریخ کے واقف کاروں کی کس طرح ضرورت ہوتی ہے، بتایا گیا ہے۔اس سے متعلق نصاب اور یہ نصاب جن اداروں میں دستیاب ہے ان اداروں کی معلومات بھی دی ہوئی ہے۔

اس کتاب میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ چاہے روزمرہ زندگی کی کوئی بات ہو یا کوئی پیشہ ہو، متعلقہ اُمور اور متعلقہ پیشوں اور شعبوں کے ارتقا کی اپنی تاریخ ہوتی ہے۔

کالج میں داخلے کی دہلیز پر کھڑے دسویں جماعت کے طلبہ کو ڈگری حاصل کرنے اور اپنی آئندہ زندگی میں ترقی کے لیے موافق پیشے کا انتخاب کرنے کی خاطر مناسب سمت کا تعین کس طرح کیا جائے، اس سے متعلق کئی سوال ہوتے ہیں۔خصوصی طور پر تاریخ کے مضمون میں مہارت حاصل کرنے کے خواہش مند طلبہ کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کرنے والی کتابوں کا فقدان ہی ہے۔زیرِ مطالعہ کتاب کے ذریعے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کے لیے مفید معلومات کے ساتھ ساتھ پرمسرت معلومات اور برمحل تصاویر بھی اس کتاب میں شامل کی گئی ہیں۔

اسکولی سطح پر شہریت اور سیاسیات کے نصاب میں سماجی - سیاسی ماحول کے تعارف سے لے کر بین الاقوامی تعلقات اور اپنے ملک میں سیاسی عمل کی نوعیت تک، ایک وسیع مواد شامل کیا گیا ہے۔اس مواد کے آموزشی مقاصد آپ تدریس کے دوران حاصل کریں گے ہی، اس کے علاوہ دسویں جماعت میں باہمی عمل صرف معلومات پر مبنی نہ ہوں بلکہ اسے روزمرہ واقعات سے جوڑا جائے۔

بھارتی جمہوریت کو یقیناً بہت سے چیلنجز درپیش ہیں لیکن جمہوریت کو مضبوط کرنے والی بہت سی روایات بھی قائم ہیں۔اس کا معروضی تجزیہ، بحث ومباحثہ اور بات چیت کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔طلبہ کے چھوٹے گروہ بنا کر انھیں اس کا موقع دیا جاسکتا ہے۔

درسی کتاب میں مواد کی پیشکش طلبہ میں کچھ نیا سیکھنے کی خواہش پیدا کرنے والی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سلسلے میں اساتذہ اور سرپرست طلبہ کی بھرپور مدد کریں گے۔

متوقع صلاحیتیں

نمبر شمار	اکائی	صلاحیتیں
۱۔	زمانۂ قدیم سے دورِ جدید تک کی تاریخ کا تجزیاتی مطالعہ	• تاریخ نویسی کی روایات کی وضاحت کرنا۔ • تاریخ نویسی کے ارتقا میں مختلف مغربی مفکرین کے اہم کردار کو سمجھنا۔ • بھارتی تاریخ کے مختلف ادوار کا تجزیاتی اور تقابلی مطالعہ کرنا۔ • بھارت اور پوری دنیا میں ہونے والی تاریخی تحقیقات کی معلومات حاصل کرنا۔ • تاریخ ایک سائنسی مطالعاتی مضمون ہے، یہ بتا پانا۔
۲۔	اطلاقی تاریخ	• اطلاقی تاریخ کے تصور کو بیان کرنا۔ • زندگی اور مختلف مضامین میں تاریخ کے اطلاق کو سمجھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا۔ • تاریخی واقعات کی عصری معنویت کو پہچاننا۔ • تاریخ نویسی کے مختلف رجحانات کی شناخت کرنا۔
۳۔	ذرائع ابلاغ اور تاریخ	• مختلف ذرائع ابلاغ اور تاریخ کے باہمی تعلق کو سمجھنا۔ • مختلف ذرائع ابلاغ کی معلومات کے ذریعے ٹھوس طریقے سے اپنے ذاتی تاریخی نقطۂ نظر کو پروان چڑھانا۔ • متعلقہ پیشوں کے ذیلی شعبوں کی معلومات حاصل کرنا۔
۴۔	تفریحی ذرائع اور تاریخ	• تفریحات کی اہمیت واضح کرنا۔ • تفریح کے ذرائع اور تاریخ کے مابین تعلقات کا تجزیہ کرنا۔ • تفریح کے ذرائع میں ہونے والی تبدیلیوں کو سمجھنا۔
۵۔	فنون، کھیل و ادب اور تاریخ	• مختلف بھارتی فنون کی معلومات بیان کرنا۔ • مختلف کھیلوں میں بھارتیوں کے کارناموں کے تئیں فخر محسوس کرنا اور ان سے تحریک پانا۔ • فن، کھیل و ادب کے شعبوں کی مختلف اکائیوں کی معلومات بیان کرنا۔ • فنون اور کھیل و ادب کی تاریخی افادیت بتانا۔
۶۔	سیاحت اور تاریخ	• شعبۂ سیاحت میں تاریخ کے استعمال کو سمجھنا۔ • اپنے ملک میں سیاحتی مواقع بتا پانا۔ • سیاحت کے ذریعے لوگوں کو روزگار کے مواقع فراہم ہونے کے تعلق سے جاننا۔ • تاریخ اور سیاحت کے باہمی تعلق کو سمجھنا۔
۷۔	تاریخ اور دیگر شعبے	• تاریخ کے مطالعے میں عجائب گھر / لائبریریوں کی اہمیت بتا پانا۔ • تاریخ کے مطالعے کے ذریعے معروضی تجزیے کا احساس بیدار کرنا۔ • تاریخ کا تعلق دیگر مطالعات سے جوڑنا۔

فہرست

اطلاقی تاریخ

نمبر شمار	سبق کا نام	صفحہ نمبر
۱۔	تاریخ نویسی : مغربی روایت	۱
۲۔	تاریخ نویسی : بھارتی روایت	۷
۳۔	اطلاقی تاریخ	۱۵
۴۔	بھارتی فنونِ لطیفہ کی تاریخ	۲۲
۵۔	ذرائع ابلاغ اور تاریخ	۳۲
۶۔	تفریح کے ذرائع اور تاریخ	۳۹
۷۔	کھیل اور تاریخ	۴۶
۸۔	سیّاحت اور تاریخ	۵۲
۹۔	تاریخی ورثے کا تحفّظ	۵۹

۱۔ تاریخ نویسی : مغربی روایت

۱ء۱ تاریخ نویسی کی روایت

۱ء۲ جدید تاریخ نویسی

۱ء۳ یورپ میں سائنسی نقطۂ نظر کا ارتقا اور تاریخ نویسی

۱ء۴ اہم مفکرین

گزشتہ زمانے میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کو بالترتیب مربوط کرکے اس کی تفہیم کے مقصد کے تحت تاریخ کی تحقیق، تاریخ نویسی اور تاریخ کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ یہ مسلسل جاری رہنے والا عمل ہے۔

سائنسی علوم میں حاصل شدہ معلومات کی صداقت کی جانچ کے لیے تجرباتی طریقوں اور راست مشاہدے پر انحصار کیا جاتا ہے۔ اس طریقۂ کار کے ذریعے مختلف واقعات سے متعلق تمام ادوار کے عمومی اُصولوں کو پیش کرنا اور انھیں بار بار ثابت کرنا ممکن ہوتا ہے۔

تاریخ کی تحقیق میں تجرباتی طریقہ اور راست مشاہدے پر انحصار کرنا ممکن نہیں کیونکہ تاریخ میں واقعات وقوع پذیر ہوچکے ہوتے ہیں اور اس وقت ان کے مشاہدے کے لیے ہم اس جگہ موجود نہیں تھے۔ نیز ان واقعات کو دہرایا بھی نہیں جاسکتا۔ اسی طرح تمام ادوار کے عمومی اُصولوں کو پیش کرنا اور انھیں ثابت کرنا ممکن نہیں۔

تاریخی دستاویز لکھنے کے لیے جس زبان اور رسم الخط کا استعمال کیا گیا ہو، سب سے پہلے اس کے مطالعے اور تفہیم کے لیے اس زبان اور رسم الخط کو جاننے والے ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے بعد خوش نویسی یا کتابت، مصنف کا اندازِ بیان، استعمال شدہ کاغذ کی قسم اور اس کی تیاری کا زمانہ، حکم نامے کی مہر جیسی مختلف اشیا کے ماہرین کی مدد سے ہی طے کیا جاسکتا ہے کہ متعلقہ دستاویز اصلی ہے یا نہیں۔ اس کے بعد تاریخ کے ماہرین تقابلی جائزے کے ذریعے تاریخی دستاویز میں درج معلومات کی صداقت کی جانچ کرسکتے ہیں۔

تاریخ کی تحقیق کا طریقہ

تاریخ کی پیش کش

- دستیاب تاریخی معلومات کے حوالوں کی جانچ کرنا۔
- تاریخی وسائل کی تجزیاتی تحقیق کرنا۔
- ممکنہ تصورات پیش کرنا۔
- تاریخی حوالوں سے متعلق مناسب سوالات پیش کرنا۔
- مخصوص تاریخی واقعات سے متعلق حاصل شدہ معلومات کے زمانی و مکانی حوالے اور تاریخ کے مطالعے کے طریقے کے مختلف تصوراتی خاکوں کی تفہیم کرنا۔
- تاریخی معلومات کی ذخیرہ اندوزی تاریخی تبدیلیوں کے لیے ذمہ دار عوامل کی نشاندہی اور ان کا تقابلی تجزیہ کرنا۔

تاریخ کی تحقیق میں مختلف شعبۂ علوم اور ادارے معاون ہوتے ہیں مثلاً آثاریات، کتبات محافظ خانہ،مخطوطات کا مطالعہ، رسم الخط کا مطالعہ،حرف شناسی،لسانیات،سکّہ شناسی،علم شجرہ خوانی وغیرہ۔

۱ء۱ تاریخ نویسی کی روایت

ہم یہ جان چکے ہیں کہ دستیاب ثبوتوں کی تجزیاتی تحقیق کرکے ماضی میں وقوع پذیر واقعات کوتاریخ میں کس طرح پیش کیا جاتا ہے۔ پیش کش کے اس طریقۂ تحریر کوتاریخ نویسی کہتے ہیں۔ اسی طرح تاریخ کوتحقیقی طور پر پیش کرنے والے محقق کو 'مؤرّخ' یا 'تاریخ نویس' کہتے ہیں۔

تاریخ بیان کرتے وقت ماضی میں وقوع پذیر ہر واقعے کا اندراج کرنا اوراس کی معلومات فراہم کرنا مؤرّخ کے لیے ممکن نہیں۔ تاریخ پیش کرتے وقت مؤرّخ زمانۂ ماضی کے کن واقعات کا انتخاب کرتا ہے یہ اس بات پر منحصر ہے کہ اسے قارئین تک کیا پہنچانا ہے۔منتخب شدہ واقعات اوران کی پیش کش کے دوران اختیار کیے گئے نظریاتی زاویۂ نگاہ پر مؤرّخ کے طرزِ تحریر کا تعین ہوتا ہے۔

دنیا بھر کی قدیم تہذیبوں میں اس قسم کی تاریخ نویسی کی روایت موجود نہیں تھی۔ البتہ یہ بھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ ان لوگوں کو ماضی کی معلومات یا اس کے بارے میں تجسّس نہیں تھا۔ بزرگوں کے ذریعے سنے گئے آبا و اجداد کی زندگیوں اوران کی بہادری کے کارناموں کو اگلی نسل تک پہنچانے کی ضرورت اس وقت بھی محسوس کی جاتی تھی۔ غاروں میں کندہ تصاویر کے ذریعے مذہب کی حفاظت،قصہ گوئی،گیت اور پوواڑے گانے کی روایات دنیا بھر کی تہذیبوں میں انتہائی قدیم زمانے سے رائج تھیں۔ جدید تاریخ نویسی میں ان روایات کا استعمال وسائل کی حیثیت سے کیا جاتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

فرانس کے لُوور عجائب گھر میں سب سے قدیم کتبہ

درج بالا تصویر میں ہاتھوں میں ڈھال اور نیزے سے لیس فوجیوں کی منظّم صف اور ان کی قیادت کرنے والا سپہ سالار نظر آرہا ہے۔

فی الحال یہ کہا جاسکتا ہے کہ تاریخی واقعات کوتحریری طور پر درج کرنے کی روایت میسوپوٹامیا کی سُمیر تہذیب سے شروع ہوئی۔سُمیر حکومت کے بادشاہوں اور ان کے درمیان ہونے والی جنگوں کی کہانیوں کا تذکرہ اس زمانے کے کتبوں میں محفوظ ہے جس میں سب سے قدیم کتبہ ۴۵۰۰ برس پرانا ہے۔ اس میں سُمیر کی دو ریاستوں کے درمیان ہونے والی جنگ کا اندراج ہے۔ یہ کتبہ فی الوقت فرانس کے عالمی شہرت یافتہ عجائب گھر لور میں رکھا گیا ہے۔

۱ء۲ جدید تاریخ نویسی

جدید تاریخ نویسی کے طریقوں کی چار اہم خصوصیات ہیں :

(۱) یہ سائنسی طریقہ ہے جس کی ابتدا مناسب سوالوں کی پیش کش سے ہوتی ہے۔

(۲) یہ سوالات انسان مرکوز ہوتے ہیں یعنی یہ سوالات زمانۂ ماضی میں مختلف انسانی سماجوں کے افراد کے ذریعے مخصوص عرصوں میں انجام دی گئی سرگرمیوں سے متعلق ہوتے ہیں۔

تاریخ میں ان سرگرمیوں کا تعلق دیومالائی کہانیوں سے جوڑنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔

(۳) ان سوالوں کے جواب کی بنیاد قابلِ اعتماد تاریخی ثبوت ہوتے ہیں جس کی وجہ سے تاریخ کی پیش کش منطقی ہوتی ہے۔

(۴) ماضی میں کی گئی انسانی سرگرمیوں کے ذریعے انسانی ارتقا کا جائزہ تاریخ میں لیا جاتا ہے۔

مانا جاتا ہے کہ درج بالا خصوصیات سے پُر جدید تاریخ نویسی کی روایت کے بیج قدیم یونانی تاریخ نویسی میں پائے جاتے ہیں۔ لفظ 'ہسٹری' بھی یونانی ہے۔ پانچویں صدی قبل مسیح میں 'ہیروڈوٹس' نامی یونانی تاریخ داں نے اس کا استعمال اپنی کتاب 'دی ہسٹریز' کے عنوان کے لیے کیا تھا۔

۱ء۳ یورپ میں سائنسی نقطۂ نظر کا ارتقا اور تاریخ نویسی

اٹھارھویں صدی عیسوی تک یورپ میں فلسفے اور سائنس کے شعبوں میں قابلِ ذکر ترقی ہوئی۔ مفکروں کو اس بات پر اعتماد ہونے لگا کہ سائنسی طریقے کا استعمال کرکے سماجی اور تاریخی حقائق کا مطالعہ کرنا بھی ممکن ہے۔ اگلے دور میں یورپ اور امریکہ میں تاریخ اور تاریخ نویسی سے متعلق خوب غور وفکر کیا گیا۔ تاریخ نویسی میں ٹھوس ثبوتوں کو اہمیت حاصل ہوتی چلی گئی۔

اٹھارھویں صدی سے قبل یورپ کی یونیورسٹیوں میں ہر جگہ خدا سے متعلق مباحثے اور فلسفے جیسے مضامین کو ہی زیادہ اہمیت دی گئی تھی لیکن رفتہ رفتہ یہ تصویر بدلنے لگی۔ ۱۷۳۷ء میں جرمنی میں گاٹنگین یونیورسٹی قائم کی گئی۔ اس یونیورسٹی میں پہلی مرتبہ مضمون تاریخ کو آزادانہ درجہ دیا گیا۔ اس کے بعد جرمنی کی دیگر یونیورسٹیاں بھی تاریخی مطالعے کا مرکز بن گئیں۔

۱ء۴ اہم مفکرین

علمِ تاریخ نویسی کے ارتقا میں کئی مفکرین کا اہم کردار رہا ہے جن میں سے ہم چند مفکرین کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

رینے ڈیکارٹ (۱۵۹۶-۱۶۵۰ء) : یہ خیال پُرزور طریقے سے پیش کیا جاتا تھا کہ تاریخ نویسی میں استعمال ہونے والے تاریخی وسائل، خصوصاً دستاویزات کی تصدیق نہایت ضروری ہے۔ ان مفکرین میں رینے ڈیکارٹ نامی فرانسیسی فلسفی پیش پیش تھے۔ اُن کی تصنیف کردہ 'ڈسکورس آن دی میتھڈ' نامی کتاب کا ایک اُصول سائنسی تحقیق کے نظریے سے کافی اہم مانا جاتا ہے کہ ''جب تک بلاشک وشبہ کسی واقعے کی سچائی قابلِ اعتماد نہیں ہوتی اُسے ہرگز قبول نہیں کرنا چاہیے۔''

رینے ڈیکارٹ

والٹیر (۱۶۹۴-۱۷۷۸ء) : والٹیر کا اصلی نام فرانسوا مَری اَروئے تھا۔ اس فرانسیسی فلسفی نے تاریخ نویسی کے لیے نہ صرف ٹھوس حقائق اور واقعات کی ترتیب پر توجہ دی بلکہ یہ خیال بھی پیش کیا کہ اس زمانے کی سماجی روایات، تجارت، معاشی نظام، زراعت وغیرہ امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس وجہ سے یہ بات سامنے آئی کہ تاریخ مرتب کرتے وقت انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا ضروری ہے۔ اس اعتبار سے والٹیر کو جدید تاریخ نویسی کا بانی کہا جاتا ہے۔

والٹیر

جارج ولیم فریڈرِک ہیگل (۱۷۷۰-۱۸۳۱ء) : اس

جارج ولیم فریڈرک ہیگل

جرمن فلسفی نے اس بات پر زور دیا کہ تاریخ کو منطقی طریقے سے پیش کیا جائے۔ تاریخ میں واقعات کی ترتیب ارتقا کے مراحل ظاہر کرتی ہے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ مؤرّخ کو وقتاً فوقتاً حاصل ہونے والے ثبوتوں کے اعتبار سے تاریخ کی پیش کش کا بدلتے رہنا فطری امر ہے۔ اس کی وضاحت کی وجہ سے کئی فلسفیوں کو اس بات کا یقین ہوا کہ اگرچہ تاریخ کا طریقۂ تحقیق سائنس کے طریقوں سے مختلف ہے لیکن ان سے کم تر نہیں۔ 'انسائیکلوپیڈیا آف فلاسوفیکل سائنسز' نامی کتاب میں اس کے لیکچرز اور مضامین شامل ہیں۔ ہیگل کی تصنیف 'ریزن اِن ہسٹری' کافی مشہور ہے۔

ذرا یہ جان لیں۔

ہیگل کے مطابق کسی واقعے کا مطلب اخذ کرنے کے لیے اس کی درجہ بندی دو مخالف قسموں میں کی جاتی ہے۔ اس کے بغیر انسانی دماغ کو اس واقعے کا ادراک نہیں ہوتا مثلاً سچ - جھوٹ، اچھا - برا۔ اِس طریقے کو جدلیت کہا جاتا ہے۔ اس طریقے میں پہلے ایک اُصول پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس اُصول کو قطع کرنے والا مخالف اُصول پیش کیا جاتا ہے۔ اِن دونوں کے منطقی برتاؤ کے بعد ان دونوں کے خلاصے پر مشتمل اُصول کی ارتباطی پیش کش کی جاتی ہے۔

لیوپالڈ وان رانکے (۱۸۸۶ - ۱۷۹۵ء) : اُنیسویں صدی میں طریقۂ تاریخ نویسی پر خصوصی طور پر برلن یونیورسٹی کے لیوپالڈ وان رانکے کے خیالات کا اثر تھا۔ انھوں نے تاریخی تحقیق کے تشخیصی طریقے کے بارے میں بتایا۔ انھوں نے اس بات پر زور دیا کہ اصلی دستاویزات کے ذریعے حاصل شدہ معلومات انتہائی اہم ہوتی ہے اور تاریخی واقعات سے متعلق تمام اقسام کے کاغذات اور دستاویزات کی کڑی جانچ ہونی چاہیے۔ انھیں اس بات کا یقین تھا کہ اسی طریقے سے تاریخ کی صداقت تک رسائی ہوسکتی ہے۔ انھوں نے تاریخ نویسی میں خیالی واقعات پر تنقید کی اور عالمی تاریخ کی ترتیب پر زور دیا۔ 'دی تھیوری اینڈ پریکٹس آف ہسٹری' اور 'دی سیکریٹ آف ورلڈ ہسٹری' کتابوں میں ان کے مختلف مضامین یکجا ہیں۔

لیوپالڈ وان رانکے

کارل مارکس (۱۸۸۳ - ۱۸۱۸ء) : اُنیسویں صدی کے نصف آخر میں کارل مارکس کے پیش کردہ اُصولوں کی وجہ سے تاریخ کے زاویۂ نظر میں اہم تبدیلیاں لانے والا فکری نظام وجود میں آیا۔ اس نے خیال پیش کیا کہ ''تاریخ غیر مرئی تصورات پر نہیں بلکہ زندہ انسانوں کے تذکرے پر مبنی ہوتی ہے۔'' انسانوں کے آپسی تعلقات، ان کی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے میسر ذرائع پیداوار کی نوعیت اور ملکیت پر مبنی ہوتے ہیں۔ سماج کے مختلف طبقات کو یہ وسائل یکساں طور پر میسر نہیں ہوتے جس کی وجہ سے سماج میں طبقات پر مبنی غیر مساوی تقسیم کی وجہ سے طبقاتی کش مکش پیدا ہوتی ہے۔ انسانی تاریخ اسی طبقاتی عدم مساوات کی تاریخ ہے۔ جن طبقات کے پاس ذرائعِ پیداوار

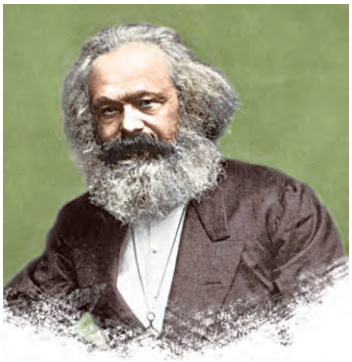

کارل مارکس

ہوتے ہیں وہ دیگر طبقوں کا معاشی استحصال کرتے ہیں۔ کارل مارکس کی تصنیف 'داس کیپٹل' دنیا بھر میں مشہور ہے۔

اینلس نظام : بیسویں صدی کی ابتدا میں فرانس میں اینلس تاریخ نویسی کا نظام وجود میں آیا۔ اس نظام کی وجہ سے تاریخ نویسی کو ایک الگ سمت ملی۔ تاریخ کے مطالعے کو صرف سیاسی اتھل پتھل، بادشاہوں، عظیم رہنماؤں اور ان کی سیاست، سفارت اور جنگوں پر مرکوز نہ کرتے ہوئے اس دور کے موسم، مقامی لوگ، زراعت، تجارت، ٹیکنالوجی، نقل و حمل، مواصلاتی وسائل، سماجی درجہ بندی اور اکثریت کا رجحان جیسے موضوعات کا مطالعہ بھی اہم سمجھا جانے لگا۔ اینلس نظام کی ابتدا اور ارتقا کا سہرا فرانسیسی مؤرّخوں کے سر بندھتا ہے۔

نسائی تاریخ نویسی

نسائی تاریخ نویسی یعنی خواتین کے نقطۂ نظر کے مطابق کی گئی تاریخ کی از سرِ نو تشکیل۔ سیماں - دَ - بووا نامی فرانسیسی دانشور نے نسائیت کا بنیادی کردار ثابت کیا۔ نسائی تاریخ نویسی میں خواتین کی شمولیت کے ساتھ تاریخ نویسی کے شعبوں میں مردوں کی فوقیت پر مرکوز زاویۂ نظر پر از سرِ نو غور کرنے پر زور دیا گیا۔ اس کے بعد خواتین کی زندگیوں سے جڑی ملازمت، روزگار، ٹریڈ یونین، ان سے مربوط مفاد میں سرگرم ادارے، خواتین کی خاندانی زندگی جیسے مختلف پہلوؤں پر مفصل غور و فکر پر مبنی تحقیق کی ابتدا ہوئی۔ ۱۹۹۰ء کے بعد خواتین کو ایک علیحدہ سماجی طبقہ تسلیم کر کے تاریخ نویسی پر زور دیا گیا۔

مائیکل فوکو (۱۹۲۶-۱۹۸۴ء) : بیسویں صدی میں فرانسیسی مؤرّخ مائیکل فوکو کے قلم سے تاریخ نویسی کا ایک نیا نظریہ سامنے آیا۔ اس نے 'آرکیالوجی آف نالج' نامی کتاب میں واضح کیا کہ تاریخ کو زمانی ترتیب سے ایک ساتھ پیش کرنے کا طریقہ غلط ہے۔ اس نے اس جانب توجہ مبذول کرائی کہ آثارِ قدیمہ کے تحت آخری سچائی تک پہنچنا ہی مقصد نہیں ہے بلکہ ماضی کے تغیرات کی وضاحت کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔ فوکو نے تاریخ میں تغیرات کی وضاحت پر زور دیا، اس لیے انھوں نے اس طریقے کو علم کا آثارِ قدیمہ نام دیا ہے۔

مائیکل فوکو

مؤرّخوں کے ذریعے سابقہ دور میں نظر انداز کیے گئے نفسیاتی امراض، علمِ طب/علم الادویہ اور قید خانوں کا نظام جیسے موضوعات پر انھوں نے تاریخی نظریے سے غور و خوض کیا۔

جدید تاریخ نویسی کی وسعت میں اس طرح اضافہ ہوتا گیا۔ ادب، فنِ تعمیر، مجسمہ سازی، تصویر کشی (ڈرائنگ)، موسیقی، رقص، ڈراما، فلم سازی، ٹیلی وِژن جیسے مختلف موضوعات کی آزادانہ تاریخ لکھی جانے لگی۔

(۱) (الف) دیے ہوئے متبادلات میں سے مناسب متبادل چن کر بیانات مکمل کیجیے۔

۱۔ جدید تاریخ نویسی کا بانی .... کو کہا جاتا ہے۔

(الف) والٹیر (ب) رینے ڈیکارٹ

(ج) لیوپالڈوان رانکے (د) کارل مارکس

۲۔ ’آرکیالوجی آف نالج‘ نامی کتاب .... نے لکھی۔

(الف) کارل مارکس (ب) مائیکل فوکو

(ج) لوسیاں فیبر (د) والٹیر

(ب) ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ جارج ولیم فریڈرک ہیگل - ریزن ان ہسٹری

۲۔ لیوپالڈوان رانکے - دی تھیوری اینڈ پریکٹس آف ہسٹری

۳۔ ہیروڈوٹس - دی ہسٹریز

۴۔ کارل مارکس - ڈسکورس آن دی میتھڈ

(۲) نوٹ لکھیے۔

۱۔ جدلیت

۲۔ اینلس نظام

(۳) درج ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ خواتین کی زندگیوں کے مختلف پہلوؤں پر غور وفکر پر مبنی تحقیق کا آغاز ہوا۔

۲۔ فوکو کے طرزِ تحریر کو علم کا آثارِ قدیمہ کہا گیا ہے۔

(۴) درج ذیل تصوّراتی خاکہ مکمل کیجیے۔

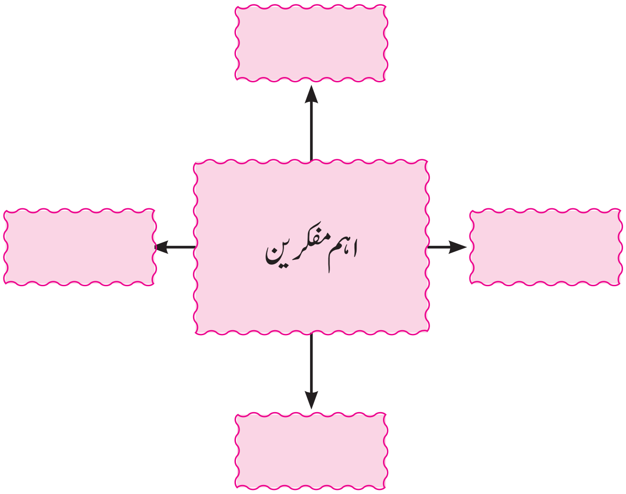

(۵) درج ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ کارل مارکس کا نظریہ طبقات واضح کیجیے۔

۲۔ جدید طریقۂ تاریخ نویسی کی چار اہم خصوصیات بیان کیجیے۔

۳۔ نسائی تاریخ نویسی سے کیا مُراد ہے؟

۴۔ لیوپالڈوان رانکے کا تاریخ سے متعلق نظریہ بیان کیجیے۔

سرگرمی

کسی ایک پسندیدہ عنوان پر تفصیلی معلومات حاصل کرکے اس کی تاریخ لکھیے۔ مثلاً

- قلم کی تاریخ
- فنِ طباعت کی تاریخ
- کمپیوٹر کی تاریخ

3KSYAF

۲۔ تاریخ نویسی : بھارتی روایت

۲٫۱ بھارتی تاریخ نویسی کی پیش رفت
۲٫۲ بھارتی تاریخ نویسی : مختلف فلسفیانہ نظام

۲٫۱ بھارتی تاریخ نویسی کی پیش رفت

ہم نے پہلے باب میں تاریخ نویسی کی یورپی روایت کے متعلق معلومات حاصل کی۔ اس باب میں ہم بھارتی تاریخ نویسی کی روایت کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

زمانۂ قدیم میں تاریخ نویسی : قدیم بھارت میں آبا واجداد کے کارناموں، دیوی دیوتاؤں سے متعلق روایات، سماجی تغیرات وغیرہ کی یادداشتیں صرف زبانی طور پر محفوظ کی جاتی تھیں۔

ہڑپّا تہذیب میں دریافت ہونے والے قدیم کتبوں کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے کہ بھارت میں فنِ تحریر تین ہزار سال قبل مسیح یا اس سے بھی پہلے سے موجود تھا لیکن ہڑپّا تہذیب کا رسمِ خط پڑھنے میں ابھی تک کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

بھارت میں تاریخی نوعیت کے زیادہ تر قدیم تحریری ادب کندہ کتبوں کی شکل میں موجود ہیں جس کی ابتدا تیسری صدی قبل مسیح میں موریہ سمراٹ اشوک کے زمانے سے ہوتی ہے۔ سمراٹ اشوک کی کندہ تحریریں چٹانوں اور پتھر کے ستونوں پر منقش ہیں۔

پہلی صدی عیسوی سے ہی دھاتوں کے سکے، مورتیاں اور مجسّے، تانبے کی تختیوں وغیرہ پر کندہ تحریریں دستیاب ہونے لگیں جن سے اہم تاریخی معلومات حاصل ہوتی ہے۔ ان تمام کندہ تحریروں کی وجہ سے متعلقہ بادشاہوں کا زمانہ، شجرہ، سلطنت کی وسعت، حکومتی نظام، اہم سیاسی اتھل پتھل، سماجی ڈھانچا، آب و ہوا، قحط جیسے اہم موضوعات کی معلومات حاصل ہوتی ہے۔

قدیم بھارتی ادب میں رامائن، مہابھارت جیسی طویل رزمیہ نظمیں ، پُران، جین اور بدھ مذہب کی کتابیں، مذہبی کتابوں کے علاوہ بھارتی مصنفوں کا تصنیف کردہ تاریخی ادب، غیرملکی سیاحوں کے سفرنامے بھی تاریخ نویسی کے اہم ماخذ سمجھے جاتے ہیں۔

زمانۂ قدیم کے بادشاہوں کی سوانح اور شاہی خاندانوں کی تاریخ پر مشتمل تحریریں بھارتی تاریخ نویسی کی پیش رفت

اسے سمجھ لیجیے۔

سوہ گوڑا تامرپٹ : یہ تامرپٹ (تانبے کی تختی) سوہ گوڑا (ضلع گورکھ پور، اُترپردیش) میں دریافت ہوا جسے موریہ عہد کا تامرپٹ مانا جاتا ہے۔ تامرپٹ پر کندہ تحریر براہمی رسم الخط میں ہے۔ تحریر کی ابتدا میں جو نشانات ہیں اس میں درخت کے گرد بنے چبوترے اور پہاڑ (ایک پر ایک موجود تین کمانیں) جیسے نشانات قدیم سکوں پر بھی دِکھائی دیتے ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ چار ستونوں پر کھڑی دومنزلہ عمارت کی طرح دِکھائی دینے والے نشانات اناج کے گوداموں کو ظاہر کرتے ہوں گے۔ اس تحریر میں اس گودام کے اناج کو احتیاط سے استعمال کرنے کا حکم درج ہے۔ مانا جاتا ہے کہ یہ حکم سوکھے اور قحط جیسے حالات سے نپٹنے کی خاطر احتیاطی اقدامات پر مشتمل ہوگا۔

کے اہم مراحل ہیں۔ ساتویں صدی عیسوی میں بان بھٹ نامی شاعر کی لکھی 'ہرش چرت' نامی سنسکرت نظم تاریخی سوانح کی شکل میں موجود ہے جس میں اس زمانے کی سماجی، معاشی، سیاسی، مذہبی اور تہذیبی زندگی کی عکاسی کی گئی ہے۔

عہدِ وسطیٰ میں تاریخ نویسی : بارھویں صدی عیسوی میں کلہن کی تحریر کردہ 'راج ترنگنی' کشمیر کی تاریخ پر مبنی کتاب ہے۔ اس میں کلہن نے لکھا ہے کہ یہ کتاب تاریخ نویسی کی سائنسی نوعیت کے جدید تصور سے رشتے کو ظاہر کرتی ہے جسے کئی کندہ تحریریں، سکے، قدیم عمارتوں کے باقیات، شاہی گھرانوں کے مصدقہ اندراجات اور مقامی رسم و رواج جیسے کئی وسائل کا باریک بینی سے مطالعہ کر کے لکھا گیا ہے۔

عہدِ وسطیٰ میں بھارت میں مسلم حکمرانوں کے درباری تاریخ نویسوں پر عربی اور فارسی کے اثرات غالب تھے۔ عہدِ وسطیٰ کے مسلم مؤرّخوں میں ضیاء الدین برنی اہم مؤرّخ تھے۔ 'تاریخِ فیروز شاہی' نامی کتاب میں انھوں نے تاریخ نویسی کے مقصد کی وضاحت کی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ تاریخ نویس کا فرض صرف حکمرانوں کے کارناموں اور فلاح و بہبود کے قصے بیان کرنے پر ختم نہیں ہوجاتا بلکہ حکمرانوں کی خطا کاریوں اور غلط پالیسیوں پر تنقید بھی کرنی چاہیے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ معاصر عہد کی عظیم شخصیات، محققین، ادبا اور سنتوں کے تہذیبی زندگی پر اثرات کا احاطہ بھی کرے۔ برنی کے ان خیالات کی وجہ سے تاریخ نویسی کی وسعت میں اضافہ ہوگیا۔

مغل بادشاہوں کے درباری مؤرّخوں کی تحریروں میں حکمرانوں کی تعریف اور ان سے وفاداری کے پہلوؤں کو خصوصی اہمیت حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ ان کے بیان میں نظم کے مناسب اقتباسات اور خوب صورت تصاویر کی شمولیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ مغل حکومت کے بانی بابر کی سوانح حیات 'تزکِ بابری' میں ان جنگوں کا حال رقم ہے جو اسے لڑنی پڑیں۔ اس کے علاوہ مختلف علاقوں کے سفر اور شہروں کی روداد، معاشی نظام، رسم و رواج، نباتات وغیرہ کا باریک بینی سے کیا گیا مشاہدہ بھی شامل ہے۔

تاریخ نویسی کے تجزیاتی طریقے کے نقطۂ نظر سے ابوالفضل کی کتاب 'اکبر نامہ' کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ تصدیق شدہ اندراجات کے ذریعے تاریخی دستاویزات کا باریک بینی سے لیا گیا جائزہ اور ان میں درج معلومات کی صداقت کی کڑی جانچ ابوالفضل کا تحقیقی طریقہ تھا جو مفروضات سے عاری اور حقیقت پسندانہ تھا۔

تاریخی ادب کی ایک اہم قسم 'بکھر' ہے۔ بہادروں کی

کیا آپ جانتے ہیں؟

ابو ریحان البیرونی نے مختلف سائنسی علوم میں بھارتیوں کی کارکردگی اور بھارت کی سماجی زندگی کی معلومات عربی زبان میں تحریر کی۔ اس کے بعد کئی بیرونی سیاحوں نے بھارت کی معلومات دینے والی کتابیں لکھیں جن میں حسن نظامی کی 'تاج المآثر'، منہاج السراج کی 'طبقاتِ ناصری'، امیر خسرو کی مختلف النوع تحریریں، امیر تیمور لنگ کی آپ بیتی 'تزکِ تیموری'، مؤرّخ یحییٰ بن احمد سرہندی کی 'تاریخِ مبارک شاہی' اہم کتابیں ہیں۔ ان تحریروں سے ہمیں بھارت کے عہدِ وسطیٰ کی اہم معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

بیرونی سیاحوں کے ذریعے لکھی ہوئی معلومات بھی بھارت کی تاریخ کے اہم وسائل ہیں۔ ابنِ بطوطہ، عبدالرزّاق، مارکو پولو، نکولو کانتی، باربوسا اور ڈامنگوس پیس ان میں سے چند اہم نام ہیں۔ ان کی تحریروں سے عہدِ وسطیٰ کے بھارت کی تاریخی معلومات حاصل ہوتی ہے۔ ایشور داس ناگر، بھیم سین سکسینہ، خافی خان اور نکولائے منوچی اورنگ زیب کے زمانے کے اہم تاریخ نویس تھے۔ مغلیہ دور کی تاریخ کو سمجھنے کے لیے ان کی تحریریں کافی اہم ہیں۔

تعریف وتوصیف، تاریخی اُتھل پتھل، جنگیں، عظیم شخصیتوں کی سوانح وغیرہ سے متعلق تحریریں 'بکھر' میں پڑھی جاسکتی ہیں۔

مراٹھی زبان میں مختلف قسم کے بکھر موجود ہیں جس میں 'سبھاسد بکھر' اہم ہے۔ یہ بکھر چھترپتی راجا رام مہاراج کے دورِ حکومت میں کرشناجی انت سبھاسد نے لکھا ہے۔ اس سے چھترپتی شیواجی مہاراج کے نظامِ حکومت کی معلومات حاصل ہوتی ہے۔

'بھاؤ صاحب کی بکھر' میں پانی پت کی لڑائی کا تذکرہ ہے۔ اسی موضوع پر مبنی 'پانی پت کی بکھر' ایک آزاد بکھر ہے۔ ہولکر کی سرگزشت بنام 'ہولکرانچی کیفیت' سے ہمیں ہولکر گھرانے اور ان کی خدمات کے متعلق معلومات حاصل ہوتی ہے۔

سوانح عمری، شجری سوانح عمری، واقعے کی روداد، فرقہ واری، آپ بیتی، سرگزشت، دیومالائی اور سیاسی بکھر کی قسمیں ہیں۔

جدید دور میں تاریخ نویسی اور برطانوی عہد کی تاریخ :

بیسویں صدی میں انگریزوں کے دَورِحکومت میں بھارتی آثارِ قدیمہ کے مطالعے کی ابتدا ہوئی۔ بھارتی محکمۂ آثارِ قدیمہ کے پہلے ڈائرکٹر الیکزینڈر کننگھم کی زیرِنگرانی کئی قدیم مقامات کی کھدائی کی گئی۔ انھوں نے خاص طور پر بدھ کتابوں میں مذکور مقامات پر توجہ مرکوز کی۔ جان مارشل کے زمانۂ کارکردگی میں ہڑپّا تہذیب کی دریافت ہوئی اور یہ ثابت ہوا کہ بھارتی تہذیب کی تاریخ تین ہزار سال قبل مسیح یا اس سے زیادہ قدیم ہے۔

جان مارشل

الیکزینڈر کننگھم

بھارت آنے والے کئی انگریز افسروں نے بھارتی تاریخ کے متعلق لکھا۔ ان کی تحریروں میں انگریزی نوآبادیاتی پالیسیوں کے اثرات نظر آتے ہیں۔

جیمس مل

جیمس مل کی لکھی ہوئی 'دی ہسٹری آف برٹش انڈیا' نامی کتاب ۱۸۱۷ء میں تین جلدوں میں شائع ہوئی۔ بھارتی حکمرانوں پر انگریز مؤرّخ کے ذریعے لکھی گئی یہ پہلی کتاب ہے۔ اس کی تحریر میں معروضی نظریے کا فقدان اور بھارتی تہذیب کے مختلف پہلوؤں کے متعلق متعصّبانہ مفروضات کا عکس صاف طور پر دِکھائی دیتا ہے۔ ۱۸۴۱ء میں ماؤنٹ اسٹوارٹ ایلفنسٹن نے 'دی ہسٹری آف انڈیا' نامی کتاب لکھی۔ وہ ممبئی کے گورنر (۱۸۱۹-۱۸۲۷ء) تھے۔

بھارت کی تاریخ میں مراٹھا دَورِحکومت کو اہم مقام حاصل ہے۔ مراٹھا حکومت کی تاریخ لکھنے والے انگریز افسروں میں جیمس گرانٹ ڈف کا نام اہم ہے۔ اس نے 'دی ہسٹری آف مراٹھاز' نامی کتاب لکھی جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ بھارتی تہذیب اور تاریخ کو کمتر لکھنے کی انگریزی افسروں کی ذہنیت گرانٹ ڈف کی تحریروں میں بھی جھلکتی ہے۔ یہی رویہ راجستھان کی تاریخ لکھنے والے کرنل ٹاڈ جیسے افسر کی تحریر میں بھی دِکھائی دیتی ہے۔ ولیم وِلسن ہنٹر نے بھارت کی دولختہ تاریخ لکھی جس میں اس کا غیر جانبدارانہ رویہ دِکھائی دیتا ہے۔

ڈف کی تاریخ نویسی کے نقائص اُنیسویں صدی میں نیل کنٹھ جناردن کیرتنے اور وی کے راجواڑے نے اُجاگر کیے۔

۲ء۲ بھارتی تاریخ نویسی : مختلف فلسفیانہ نظام

نوآبادیاتی تاریخ نویسی : بھارتی تاریخ کا مطالعہ اور اسے تحریر کرنے والے ابتدائی تاریخ نویسوں میں خاص طور پر

انگریز افسران اور عیسائی مبلغین شامل تھے۔ بھارتی تہذیب کمتر درجے کی ہے اس مفروضے کا عکس ان میں سے بعض کی تحریروں میں نمایاں نظر آتا ہے۔ برطانوی نو آبادیاتی حکومت کی تائید کے لیے ان کی تاریخ نویسی کا استعمال کیا گیا۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۳۷ء کے درمیان شائع ہونے والی ’کیمبرج ہسٹری آف انڈیا‘ کی پانچ جلدیں اس نو آبادیاتی تاریخ نویسی کی اہم مثال ہے۔

مستشرقی تاریخ نویسی : یورپ میں کچھ تحقیقی مطالعہ کرنے والوں میں مشرقی تہذیب اور مشرقی ممالک کے متعلق تجسّس پیدا ہوا۔ ان میں احترام اور قدر افزائی کرنے والے کچھ محقق بھی تھے۔ انھیں مستشرق کہا جاتا ہے۔

مستشرق محققوں نے سنسکرت اور یورپی زبانوں میں یکسانیت کا مطالعہ کیا۔ مستشرق عالموں کا زور ویدک اور سنسکرت ادب کے مطالعے پر تھا۔ وہیں سے یہ تصور سامنے آیا کہ ان زبانوں کو جنم دینے والی کوئی انڈو-یورپین زبان موجود تھی۔

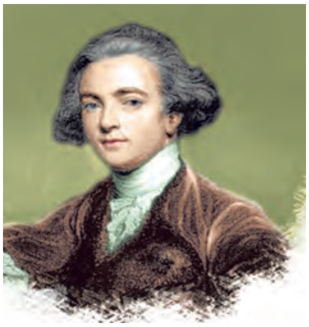

ولیم جونس

۱۷۸۴ء میں سر ولیم جونس نے کولکاتا میں ’ایشیاٹک سوسائٹی‘ کی بنیاد ڈالی جس سے قدیم بھارتی ادب اور تاریخ کے مطالعے کو تحریک ملی۔

مستشرق محققین میں فریڈرک میکس میولر نامی جرمن محقق کا خصوصی تذکرہ کیا جاتا ہے۔ ان کے نقطۂ نظر سے سنسکرت زبان ’ہند-یوروپی‘ زبانوں کے گروہ کی سب سے قدیم شاخ تھی۔ انھیں سنسکرت ادب سے خصوصی لگاؤ تھا۔ انھوں نے ’ہت اُپدیش‘ نامی سنسکرت کتاب کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا۔ اسی طرح ’دی سیکریڈ بکس آف دَ ایسٹ‘ کے نام سے پچاس جلدیں ترتیب دیں۔ انھوں نے رگ وید کی تالیف کا کام کیا جو چھے جلدوں میں شائع ہوئی۔ انھوں نے رگ وید کا جرمن زبان میں ترجمہ بھی کیا تھا۔

فریڈرک میکس میولر

حالیہ زمانے میں ایڈورڈ سَیِد نامی مفکر نے مستشرقین کی تحریروں میں پوشیدہ سامراجی مفادات پر سے پردہ اُٹھانے کا کام کیا۔

قوم پرستانہ تاریخ نویسی : اُنیسویں اور بیسویں صدی میں انگریزی تعلیم یافتہ بھارتی مؤرّخوں کی تحریروں میں بھارت کی قدیم ثقافت پر فخر اور بھارتیوں میں خودی کو بیدار کرنے کا رجحان دِکھائی دیتا ہے۔ ان کی تحریروں کو قوم پرست تاریخ نویسی کہا جاتا ہے۔ مہاراشٹر میں قوم پرستانہ تاریخ نویسی کو وشنو شاستری چپلونکر سے تحریک ملی۔ انگریز افسروں کی لکھی ہوئی قدیم بھارت کی مفروضہ غلط تاریخ کی انھوں نے مخالفت کی۔ اسی طرح قومی تاریخ لکھنے والے مؤرّخوں نے بھارت کی تاریخ کا سنہری دور تلاش کرنے کی کوشش کی۔ یہ کام کرتے وقت ان پر تنقید بھی کی گئی کہ انھوں نے تاریخی حقائق کی تجزیاتی چھان بین کو نظر انداز کیا۔ مہادیو گووند راناڈے، رام کرشن گوپال بھنڈارکر، ونایک دامودر ساورکر، راجندر لال مشر، رمیش چندر مُجمدار، کاشی پرساد جیسوال، رادھا کمد مکھرجی، بھگوان لال اندرجی، واسودیو وِشنو میراشی، اننت سداشیو اَلتےکر جیسے چند قوم پرست مؤرّخوں کی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

’دی رائز آف دَ مراٹھا پاور‘ کتاب میں جسٹس مہادیو گووند راناڈے نے مراٹھا حکومت کے عروج کا پس منظر تفصیل سے بیان کیا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ مراٹھا حکومت کا عروج جنگل میں اچانک لگنے والی آگ نہیں تھا بلکہ مہاراشٹر میں سماجی، تہذیبی اور مذہبی شعبوں میں اس کی تیاری کافی عرصے سے جاری تھی۔

وی۔کے۔راجواڑے

تاریخ نویسی، زبانوں کا تاریخی و تقابلی مطالعہ، الفاظ کی اصل، اشتقاق وغیرہ کا علم، قواعد جیسے کئی مضامین پر بنیادی تحقیق کرنے والے اور مراٹھی زبان میں تحریر کرنے والے مؤرّخ کی حیثیت سے راجواڑے مشہور ہیں۔ انھوں نے اپنی تاریخ خود لکھنے پر زور دیا۔ 'مراٹھوں کے تاریخی ماخذ' کے عنوان سے انھوں نے ۲۲؍ جلدیں ترتیب دیں، جس میں ان کا پیش لفظ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ''تاریخ صرف سیاسی اُتھل پتھل، حکومت حاصل کرنے کے داؤ پیچ اور جنگوں سے متعلق حقائق ہی نہیں بلکہ ماضی میں سماج کی ہمہ پہلو زندگی کی عکاسی کا نام ہے۔'' اصلی دستاویزات کے ذریعے تاریخ لکھے جانے پر ان کا زور تھا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

تاریخ کے تحقیقی مطالعے کے لیے وی۔کے۔ راجواڑے نے پونہ میں ۷؍ جولائی ۱۹۱۰ء کو 'بھارت اِتیہاس سنشودھک منڈل' قائم کیا۔

''انسانی تاریخ وقت اور مقام (زمان ومکاں) کی گرفت میں ہوتی ہے۔ کسی بھی واقعے کی وضاحت کرنے کے لیے اسے مخصوص زمانے اور مخصوص مقام پر پھیلا کر پرکھنا چاہیے۔ زمانہ، مقام اور شخص کے مثلث کو ہی واقعہ اور تاریخی واقعے کی اصطلاح دی جاسکتی ہے۔''

– وی کے راج واڑے

انگریزوں کے خلاف بھارتیوں کی آزادی کی لڑائی کو متحرک کرنے کے لیے قوم پرستانہ تاریخ نویسی کا استعمال ہوا جس میں ویر ساورکر کی تحریر کردہ 'دی اِنڈین وار آف اِنڈیپنڈنس – ۱۸۵۷ء' (۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی) کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

مجاہد آزادی ساورکر

قوم پرست تاریخ نویسی کے اثرات کی وجہ سے علاقائی تاریخ نویسی کو تحریک ملی۔ جنوبی بھارت کی جغرافیائی خصوصیات اور تاریخ کی جانب مؤرّخوں کی آزادانہ طور پر توجہ مرکوز ہوئی۔

مابعد آزادی تاریخ نویسی : ایک طرف شاہی خاندانوں کی تاریخ پر زور دینے والی تاریخ نویسی کی جارہی تھی تو تہذیبی، سماجی، معاشی تاریخ لکھنے کی ابتدا بھی ہوچکی تھی۔ آزادی کے بعد کے دور میں سماج، سائنس، معاشی نظام، سیاسی نظام، مذہبی رجحانات اور تہذیبی پہلوؤں کی تاریخ کا مطالعہ کرنے کی ضرورت مفکروں کو محسوس ہوئی۔ اس دَور کی تاریخ نویسی میں تین نئے رجحانات دِکھائی دیتے ہیں۔ (۱) مارکس وادی تاریخ (۲) محروموں کی تاریخ (۳) نسائی تاریخ۔

مارکس وادی تاریخ : مارکس وادی تاریخ نویسوں کی تحریروں میں معاشی نظام میں ذرائع پیداوار، طریقہ اور پیداواری عمل میں انسانی تعلقات کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ ہر سماجی واقعے کے عام لوگوں پر ہونے والے اثرات کا تجزیہ کرنا مارکس وادی تاریخ نویسوں کا اہم اُصول تھا۔

مارکس وادی تاریخ نویسوں نے ذات پات کے نظام میں ہونے والی تبدیلیوں کا مطالعہ کیا۔ بھارت میں مارکس وادی تاریخ نویسی پُر اثر طریقے سے پیش کرنے والے مؤرّخوں میں دامودر دھرمانند کوسمبی، کامریڈ شری پاد امرت ڈانگے، رام شرن شرما، کامریڈ شرد پاٹل وغیرہ کا اہم کردار ہے۔ ڈانگے 'انڈین

کمیونسٹ پارٹی' کے بانی ارکان میں سے ایک تھے۔ ان کی 'پری میٹو کمیونزم ٹو سلیوری' نامی کتاب مارکس وادی تاریخ نویسی کی مثال ہے۔

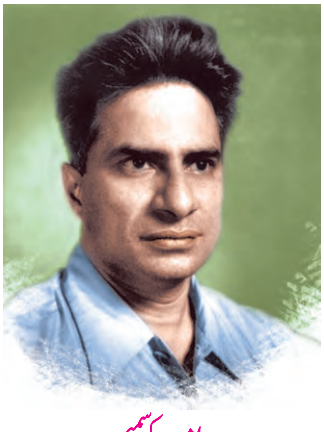

دامودر کوسمبی

محروموں (Subattern) کی تاریخ : یوں کہا جاتا ہے کہ محروم طبقات کی تاریخ لکھنے کی ابتدا مارکس وادی تاریخ نویسی کے سلسلے سے ہی ہوئی۔ تاریخ نویسی کی ابتدا سماج کے نچلے طبقات کے عام لوگوں کی سطح سے کرنی چاہیے۔ اس خیال کو پیش کرنے میں اٹلی کے فلسفی اینٹونیو گرام کا مقام اہم ہے۔

محروم طبقات کی تاریخ نویسی میں عوامی روایت کو ایک اہم ماخذ مانا جاتا ہے۔ رنجیت گُہا نامی بھارتی مؤرّخ نے محروموں کی تاریخ کو ایک اہم نظریے کی حیثیت دلائی لیکن اس سے قبل ہی بھارت میں مہاتما جیوتی با پھلے اور ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کی تحریروں میں محروم طبقات کی تاریخ نمایاں طور پر دِکھائی دیتی ہے۔ مہاتما پھلے نے 'غلام گیری' نامی کتاب میں نچلی ذاتوں کی تاریخ نئے سرے سے رقم کی۔

مہاتما جیوتی راؤ پھلے

مذہب کے نام پر خواتین اور نچلے طبقات کے استحصال کی طرف توجہ مبذول کرائی۔

بھارت کی تہذیبی اور سیاسی تعمیر میں دلت طبقے کا اہم حصہ ہے۔ بھارت میں نو آبادیاتی اور قوم پرست تاریخ نویسی میں انھیں نظر انداز کیا گیا۔ اس بات کے پیشِ نظر ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے مسلسل مضامین لکھے۔ ان کی اہم تحریروں میں 'ہُو وَر دَ شودراز' (شودر کون تھے؟) اور 'دَ اَنٹچ ایبلس' (اچھوت) نامی کتابیں محروموں کی تاریخ کی مثال کہی جاسکتی ہیں۔

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر

نسائی تاریخ : ابتدا میں بھارت کی تاریخ نویسی کے شعبوں میں خاص طور پر مرد محققین فعال تھے جس کی وجہ سے بھارتی تاریخ میں خواتین کا مقام اور کارنامے نظر انداز ہوتے رہے۔ اس پر مزید روشنی ڈالنا نسائی تاریخ کے مؤرّخوں کے سامنے ایک بڑا چیلنج تھا۔ اسی طرح خواتین کے تخلیق کردہ ادب کی تحقیق اور جمع کرنا بھی ضروری تھا۔ تاریخ میں خواتین کے مقام کا از سر نو جائزہ لینا ضروری تھا۔

اُنیسویں صدی میں خواتین کے متعلق لکھنے والے مصنّفین میں تارابائی شندے کا نام نمایاں ہے۔ انھوں نے مرد کو فوقیت دینے والے سماجی نظام اور ذات پات کے نظام کی مخالفت میں خوب لکھا ہے۔

تارابائی شندے

۱۸۸۲ء میں منظرِ عام پر آنے والی ان کی کتاب 'استری پرش تلنا' اوّلین نسائی تصنیف تسلیم کی جاتی ہے۔ ۱۸۸۸ء میں پنڈتا رما بائی کی کتاب 'دی ہائی کاسٹ ہندو وومن' شائع ہوئی۔

آزادی کے بعد کے دور میں لکھی گئی تحریریں، خواتین کے ساتھ گھر اور کام کاج کی جگہ روا رکھے جانے والے سلوک، سیاسی

مساوات کا حق جیسے موضوعات پر مرکوز دِکھائی دیتی ہیں۔ موجودہ دور میں شائع ہونے والی نسائی تحریروں میں میرا کوسمبی کی 'کراسنگ تھریش ہولڈس: فیمنسٹ ایسیز اِن سوشل ہسٹری' نامی کتاب کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس میں مہاراشٹر کی پنڈتا رَمابائی، بھارت کی پہلی فعال رہنما خاتون ڈاکٹر رکھما بائی جیسی خواتین کی زندگیوں پر تحریر کردہ مضامین شامل ہیں۔ دلت خواتین کے نظریے سے مہاراشٹر میں سماجی طبقات، ذات وغیرہ کے متعلق لکھا گیا جس میں شرمیلا ریگے کی تحریریں اہم ہیں۔ 'رائٹنگ کاسٹ، رائٹنگ جینڈر : ریڈنگ دلت وومنس ٹیسٹی مونیز' میں دلت خواتین کی سوانح پر لکھے گئے مضامین جمع کیے گئے ہیں۔

مخصوص نظریات کے حامل نہ ہوتے ہوئے تاریخ لکھنے والوں میں سر جادوناتھ سرکار، سریندرناتھ سین، ریاست کار گووند سکھا رام سردیسائی، ترمبک شنکر شیجولکر کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

گووند سکھا رام سردیسائی نے 'مراٹھا ریاست' شائع کر کے مراٹھی تاریخ نویسی کے شعبے میں نمایاں کام انجام دیا۔ ان کا یہ کارنامہ اتنا مقبول ہوا کہ لوگ انھیں 'ریاست کار' کے نام سے جاننے لگے۔ انھوں نے مراٹھوں کی مکمل تاریخ کئی جلدوں میں مرتب کی۔

موجودہ زمانے میں وائی ڈی پھڑکے، رام چندر گہا وغیرہ محققوں نے جدید تاریخ نویسی میں نمایاں کام انجام دیے ہیں۔ بھارتی تاریخ نویسی پر بھارت میں جنم لینے والی سماجی اور سیاسی تحریکوں کے اثرات تھے۔ اسی کے ساتھ بھارتی تاریخ نویسی کی روایت آزادانہ طور پر استحکام کے ساتھ ترقی پاتی نظر آتی ہے۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان کو دوبارہ لکھیے۔

۱۔ بھارتی محکمۂ آثارِ قدیمہ کے پہلے ڈائرکٹر .... تھے۔

(الف) الیکزینڈر کننگھم
(ب) ولیم جونس
(ج) جان مارشل
(د) فریڈرک میکس میولر

۲۔ .... نے سنسکرت کتاب 'ہِت اُپدیش' کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا۔

(الف) جیمس مِل
(ب) فریڈرک میکس میولر
(ج) ماؤنٹ اسٹوارٹ ایلفنسٹن
(د) جان مارشل

(ب) ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ ہؤ وَرد شودراز - محروموں کی تاریخ
۲۔ استری پرش تلنا - نسائی تاریخ
۳۔ دی اِنڈین وار آف اِنڈی پینڈنس 1857 - مارکس وادی تاریخ
۴۔ گرانٹ ڈف - نوآبادکاروں کی تاریخ

(۲) دیے ہوئے بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ علاقائی تاریخ نویسی کو تحریک ملی۔
۲۔ 'بکھر' تاریخی ادب کی اہم قسم ہے۔

(۳) درج ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ مارکس وادی تاریخ نویسی کی وضاحت کیجیے۔

۲۔ تاریخ نویسی میں مشہور مؤرّخ وی۔ کے۔ راجواڑے کی خدمات بیان کیجیے۔

(۴) (الف) درج ذیل جدول مکمل کیجیے۔

جیمس مِل	دی برٹش ہسٹری آف انڈیا
جیمس گرانٹ ڈف	....
....	دہسٹری آف انڈیا
شری پاد اے۔ڈانگے	....
....	ہوَ ورد شودرز

(ب) درج ذیل تصوّراتی خاکہ مکمل کیجیے۔

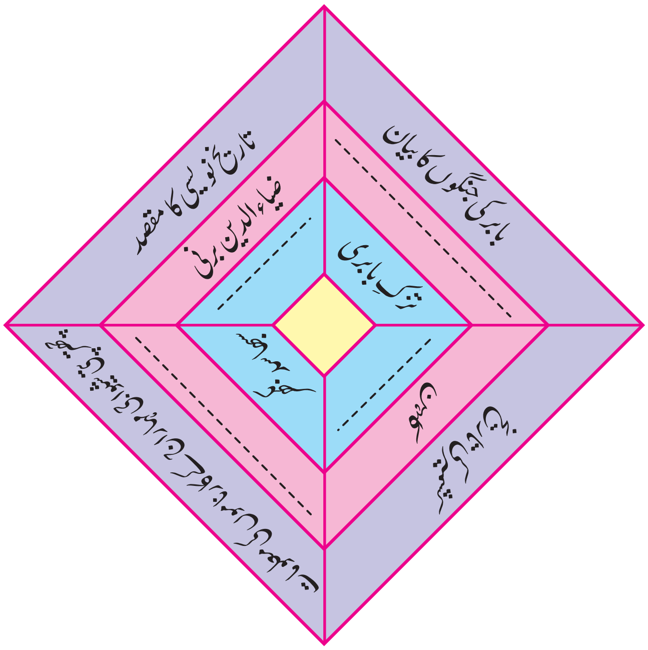

(۵) نوٹ لکھیے۔

۱۔ استشراقی تاریخ نویسی

۲۔ قوم پرست تاریخ نویسی

۳۔ محروموں کی تاریخ

سرگرمی

سبق میں جن مؤرّخوں کا ذکر آیا ہے، انٹرنیٹ کی مدد سے ان کے کاموں کی معلومات دینے والا باتصویر قلمی رسالہ تیار کیجیے۔

3L2UC3

۳۔ اطلاقی تاریخ

۳٫۱ اطلاقی تاریخ سے کیا مراد ہے؟
۳٫۲ اطلاقی تاریخ اور مختلف موضوعات کی تحقیق
۳٫۳ اطلاقی تاریخ اور موجودہ دَور
۳٫۴ ثقافتی اور قدرتی ورثے کا انتظام
۳٫۵ متعلقہ پیشہ ورانہ شعبے

۳٫۱ اطلاقی تاریخ سے کیا مراد ہے؟

اطلاقی تاریخ کی اصطلاح کے لیے 'عوامی تاریخ' کا متبادل لفظ رائج ہے۔ زمانۂ ماضی کے جن واقعات کا علم تاریخ کے ذریعے ہوتا ہے اس کا استعمال موجودہ دور اور زمانۂ مستقبل میں کس طرح کیا جائے، اس پر 'اطلاقی تاریخ' میں غور کیا جاتا ہے۔

ذرا یہ جان لیجیے۔

عوامی تاریخ : تاریخ سے متعلق عوام الناس میں کئی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں مثلاً تاریخ کا مضمون صرف تاریخ نویسوں اور تاریخ کا مطالعہ کرنے والے طلبہ کے لیے ہوتا ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں تاریخ جیسے مضمون کی کچھ افادیت نہیں۔ اسے معاشی طور پر ذرائعِ پیداوار سے جوڑا نہیں جاسکتا وغیرہ۔ ان تمام غلط فہمیوں کو دور کرکے تاریخ کا تعلق موجودہ دور کے لوگوں کی روزمرہ زندگی سے جوڑنے کا شعبہ 'عوامی تاریخ' ہے۔

بیرونی ممالک کی کئی یونیورسٹیوں میں عوامی تاریخ کے مضمون کا نصاب پڑھایا جاتا ہے۔ بھارت میں بنگلورو کے 'سرشٹی انسٹی ٹیوٹ آف ڈیزائن اینڈ ٹکنالوجی' ادارے میں 'سینٹر فار پبلک ہسٹری' ایک علیحدہ شعبہ ہے جہاں اس مضمون کے پروجیکٹس اور تحقیقاتی کام انجام دیے جاتے ہیں۔

موجودہ زمانے کے سماجی مسائل کا حل، سماجی افادیت کے فیصلے لینے میں ماضی کے واقعات کا تجزیہ مشعلِ راہ ثابت ہوتا ہے جس کے لیے تاریخ کا علم ضروری ہے۔

اطلاقی تاریخ کے شعبے میں صرف ماہرین ہی نہیں بلکہ عوام الناس بھی مختلف طریقوں سے شامل ہوسکتے ہیں۔ عجائب خانے، قدیم مقامات کی سیر کرنے والے سیاحوں کی شمولیت بھی اس میں اہم ہوتی ہے۔ سیاحت کی وجہ سے عوام میں تاریخ سے دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ سماج میں تاریخ کا شعور پروان چڑھتا ہے اور وہ اپنے گاؤں اور شہر میں موجود قدیم مقامات کی حفاظت اور نگہداشت کے منصوبوں میں بھی شامل ہوسکتے ہیں۔

۳٫۲ اطلاقی تاریخ اور مختلف موضوعات کی تحقیق

تاریخ کا تعلق ماضی کے واقعات سے ہوتا ہے۔ موجودہ زمانے میں دِکھائی دینے والی انسانی زندگی کی تعمیر انھی واقعات پر مبنی ہوتی ہے۔ یہ واقعات سیاسی، سماجی - مذہبی تنظیموں، فلسفہ، ٹکنالوجی اور سائنس جیسے مختلف شعبوں میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ہر شعبے کے ذخیرۂ علم کی آزادانہ تاریخ ہوتی ہے۔ ان شعبوں کی آئندہ پیش رفت کی سمت اس ذخیرۂ علم کی صورتحال پر منحصر ہوتی ہے۔ اس مناسبت سے تاریخ کا طریقۂ تحقیق کئی مضامین کی تحقیق میں کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً :

۱۔ **فلسفہ :** مختلف نظریات کی ابتدا، فکری روایات کا پس منظر اور اس کی پیش رفت کی تاریخ سمجھنے کے لیے فلسفے کی تاریخ کا مطالعہ کرنا ہوتا ہے۔ فلسفے کو سمجھتے وقت جس زبان میں اس کا اظہار کیا گیا ہے اس زبان کی تاریخ بھی کارآمد ثابت ہوتی ہے۔

۲۔ **سائنس :** سائنسی دریافتیں اور اُصول سازی کا دور اور ان دریافتوں کی پس پردہ وجوہات کے سلسلے کو سمجھنے کے لیے

سائنس کی تاریخ کا مطالعہ کرنا ہوتا ہے۔مثل مشہور ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ کئی مرتبہ سائنسی دریافت انسانی ضروریات کی تکمیل اور تجسّس کی آسودگی کے لیے کی گئی کوششوں سے حاصل ہوتی ہے۔اس کے لیے پہلے سے موجود سائنسی علم کا استعمال کیا جاتا ہے۔ان دریافتوں کی پس پردہ وجوہات اور زمانہ سمجھنے کے لیے سائنس کی تاریخ کا علم سودمند ہوتا ہے۔

۳۔ ٹکنالوجی : زرعی پیداوار، اشیا کی پیداوار، تعمیرات، انجینئرنگ وغیرہ میں ہونے والی تبدیلیاں اور اس کے پیچھے پوشیدہ وجوہات کو سمجھنے کے لیے ٹکنالوجی کی تاریخ کا مطالعہ کرنا ہوتا ہے۔ سائنسی دریافتیں اور ٹکنالوجی کا ارتقا ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں۔ انسانی ارتقا کی پیش رفت میں پتھر کے اوزار بنانے سے لے کر زرعی پیداوار کی ترقی تک اسے سمجھ میں آنے والا سائنس اور اس پر مبنی ٹکنالوجی کی ترقی انتہائی اہم تھی۔ سائنس کی ترقی کی وجہ سے پیداواری عمل میں میکانکیت آتی گئی۔ یہ کیونکر ہوا، سائنس اور ٹکنالوجی کس طرح ہمیشہ ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں اس بات کو جاننے کے لیے ٹکنالوجی کی تاریخ کو سمجھنا ضروری ہے۔

۴۔ صنعت وحرفت اور تجارت : صنعت وحرفت اور تجارت کی وجہ سے سماج میں لین دین کے شعبے میں ترقی ہوتی جاتی ہے جس کی وجہ سے تہذیبی تعلقات کے جال مسلسل پھیلنے لگتے ہیں۔ یہ صنعت وحرفت اور تجارتی انتظامیہ کا ہی ایک حصہ ہوتا ہے۔اس کی تاریخ سمجھنا انتہائی اہم ہے۔ بازار اور کاروبار کی شکلیں بدلتی گئیں اور ان کے ساتھ انسانی تعلقات کی نوعیت اور سماجی ساخت میں بھی تبدیلی آئی۔ان تمام باتوں کو جاننے کے لیے تہذیبی ارتقا، سماجی ڈھانچے، معاشی نظام وغیرہ کی تاریخ کا مطالعہ کرنا ہوتا ہے۔

۵۔ انتظامی علوم : ذرائع پیداوار، انسانی قوت اور پیداوار کے مختلف اعمال، بازار اور خرید وفروخت کے انتظامات کے سلسلے میں ماضی کے نظام کو سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔اس زنجیر میں مختلف سطحوں پر جڑے لوگوں کی روایتی ذہنیت سمجھنے کے لیے، ان تمام کا انحصار جن مختلف سماجی اور معاشی تنظیموں پر ہوتا ہے اس کی تاریخ جاننے سے موجودہ حالات میں مختلف سطحوں پر انتظامات میں سہولت پیدا ہوتی ہے۔

۶۔ فنون : مختلف شعبہ ہائے فنون میں اظہارِ ذات اور اس کے پسِ پردہ فکری، جذباتی اور تہذیبی روایات کی مدد سے ہونے والے فنون کا ارتقا سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔ کسی بھی فن پارے کی باریکیاں، فنکار کی ذہنیت اور مخصوص طرزِ فن کے ارتقا کی ترتیب تہذیبی تاریخ کے مطالعے کے ذریعے جان سکتے ہیں۔

۷۔ انسانی علوم : تاریخ، آثارِ قدیمہ، سماجیات، بشریات، سیاسیات، معاشیات جیسے علوم کی ابتدا اور ارتقا کی تاریخ سمجھنا ان علوم کے مطالعے کا لازمی حصہ ہے۔ فلسفے کو سائنس اور دیگر تمام علوم کی ماں کہا جاتا ہے۔ کائنات کی وسعت اور اس میں انسان کے وجود کے باہمی تعلق کو سمجھنے کے تجسّس میں دنیا کے تمام انسانی سماج میں لوگ اس کے متعلق قیاس آرائیاں کرنے لگے جس سے دنیا کے وجود میں آنے کی کہانیاں، کائنات کا چکر اور انسانی زندگی سے متعلق موہوم باتیں، دیوی دیوتاؤں کے متعلق تصوّرات، انھیں خوش کرنے کے لیے ادا کی جانے والی رسومات کے متعلق فلسفیانہ خیالات کا ارتقا ہوا۔ قدیم زمانے کے لوگوں کی حکایات میں ہی فلسفیانہ خیالات کے بیج پوشیدہ ہیں۔ یہاں مذکور انسانی علوم کے مختلف شعبوں کی ترقی میں فلسفیانہ اُصول بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ تاریخ کی مدد سے اس پیشرفت کو سمجھا جاسکتا ہے۔

۳ء۳ اطلاقی تاریخ اور موجودہ دَور

یہ سوال ہمیشہ سے پوچھا جاتا رہا ہے کہ روزمرہ کے معاملات میں تاریخ کا کیا استعمال ہے؟ اِطلاقی تاریخ سے کیا مراد ہے؟ اس سوال کے جواب میں مذکورہ بالا سوال کا جواب بھی

خود بخود مل جاتا ہے۔ ماضی کی کئی باقیات مرئی اور غیر مرئی صورت میں موجودہ زمانے میں پائی جاتی ہیں۔ ان کے متعلق ہمارے دلوں میں تجسّس ہوتا ہے۔ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہم ان کی تاریخ جانیں کیونکہ وہ ہمارے آبا و اجداد کے فنون و روایات کی باقیات ہوتی ہیں۔ یہ ہمارا تہذیبی ورثہ اور ہماری شناخت ہوتی ہے۔ ان کی تاریخ کی معلومات ہمیں اپنی ابتدا کی طرف لے جاتی ہے۔ اس لیے اس تہذیبی ورثے کو اپنے اور اگلی نسل کی بھلائی کے لیے لمبے عرصے تک محفوظ کرنے اور اسے پروان چڑھانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اطلاقی تاریخ کے ذریعے مرئی اور غیر مرئی صورتوں میں موجود تہذیبی ورثے کی حفاظت اور نشو و نما کی جاتی ہے جس کی وجہ سے روزگار کے کئی مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ تاریخ کے ذریعے موجودہ زمانے کی مناسب تفہیم اور مستقبل کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت سے 'اطلاقی تاریخ' کی وضاحت کی جاسکتی ہے۔

۴ء۳ ثقافتی اور قدرتی ورثے کا انتظام

(الف) ثقافتی ورثہ : یہ انسان کے ذریعے وجود میں آتا ہے۔ مرئی اور غیر مرئی اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مرئی ثقافتی ورثہ : اس میں قدیم مقامات، عمارتیں، اشیا، قلمی تحریریں، مجسّمے، تصاویر وغیرہ شامل ہیں۔

(۲) غیر مرئی ثقافتی ورثہ : اس میں درج ذیل چیزوں کو شامل کیا جاتا ہے۔

* زبانی روایات اور اس کے لیے استعمال کی گئی زبان۔
* روایتی علوم
* تہوار، جشن منانے کے سماجی طور طریقے اور مذہبی رسومات
* فنون کی پیش کش کا طریقہ
* مخصوص روایتی مہارتیں
* اس قسم کی روایات، طور طریقوں، مہارتوں وغیرہ کی نمائندگی کرنے والے گروہ، مجمع۔

(ب) قدرتی ورثہ : قدرتی حیاتیاتی تنوع کا شمار قدرتی ورثے میں کیا جاتا ہے جس میں درج ذیل اشیا شامل ہیں:

(۱) جاندار (۲) نباتات (۳) ان کی بقا کے لیے لازمی ادارے اور زمین کی ساختی خصوصیات۔

آئندہ نسلوں کی بہبود کے لیے اپنے ورثے کا تحفظ ضروری ہے۔ ناپید ہونے والے تہذیبی اور قدرتی ورثے کے تحفظ اور نگہداشت کے مقصد کے تحت عالمی ادارے یونیسکو نے کچھ رہنما اُصول متعین کیے ہیں۔ ان رہنما اُصولوں کی بنیاد پر عالمی وراثت کے اہل مقامات، روایات وغیرہ کی فہرست شائع کی جاتی ہے۔

یونیسکو کی عالمی قدرتی ورثے کی فہرست میں مغربی گھاٹ کے غاروں کو ۲۰۱۲ء میں شامل کیا گیا ہے۔ ضلع ستارا کی کاس سطحِ مرتفع مغربی گھاٹ کے سلسلوں میں ہی ہے۔ تہذیبی اور قدرتی ورثے کا نظم و نسق اطلاقی تاریخ کا اہم حصہ ہے۔ اس ورثے کے تحفظ اور نگہداشت کا ڈھیر سارا کام مرکزی حکومت کا محکمۂ آثارِ قدیمہ اور ہر ریاست کے ریاستی آثارِ قدیمہ کے محکمے کرتے ہیں۔ اِن ٹیک (انڈین نیشنل ٹرسٹ فار آرٹ اینڈ کلچرل ہیریٹیج) نامی فلاحی تنظیم اس میدان میں ۱۹۸۴ء سے سرگرمِ عمل ہے۔ تہذیبی اور قدرتی ورثے کے مقامات کا تحفظ اور نگہداشت کے منصوبوں میں کئی مضامین کے ماہرین کی شرکت ضروری ہوتی

کیلاش مندر - ایلورا

یک نظر:

عالمی طور پر زبانی اور غیر مرئی ورثے کی فہرست میں شامل کی گئی بھارتی روایات

۲۰۰۱ء : کیرالا کی ’کُٹی یتّم‘ سنسکرت ڈرامے کی روایت
۲۰۰۳ء : ویدوں کے جاپ کی روایت
۲۰۰۵ء : شمالی بھارت میں پیش کی جانے والی ’رام لیلا‘
۲۰۰۹ء : گڑھوال (اُتراکھنڈ) میں رمّن کا مذہبی تہوار اور رسمی ڈراما
۲۰۱۰ء : راجستھان کا کالبیلیا لوک سنگیت اور لوک ناچ
۲۰۱۰ء : مغربی بنگال، جھارکھنڈ اور اوڈیشا کا ’چھاؤ ناچ‘
۲۰۱۰ء : کیرالا کا ’موڈی ایٹو‘ مذہبی ڈراما اور ڈرامائی رقص
۲۰۱۲ء : لداخ، جموں اور کشمیر کے بدھ منتروں کے جاپ کی روایت
۲۰۱۳ء : منی پور کی ’سنکیرتن‘ روایت
۲۰۱۴ء : پنجاب کے ٹھٹھیرا قبیلے کی تانبے اور پیتل کے برتن سازی کے فن کی روایت
۲۰۱۶ء : نوروز
۲۰۱۶ء : یوگا

بھارت میں موجود عالمی ورثے کے مقامات - تہذیبی

۱۹۸۳ء : آگرے کا قلعہ
۱۹۸۳ء : اجنتا کے غار
۱۹۸۳ء : ایلورا کے غار
۱۹۸۳ء : تاج محل
۱۹۸۴ء : مہابلی پورم کے مندر
۱۹۸۴ء : کونارک کا سوریہ مندر
۱۹۸۶ء : گوا کے چرچ اور کانوینٹ
۱۹۸۶ء : فتح پور سیکری
۱۹۸۶ء : ہمپی کی تعمیرات
۱۹۸۶ء : کھجوراہو کے مندر
۱۹۸۷ء : گھاراپوری (ایلی فینٹا) کے غار
۱۹۸۷ء، ۲۰۰۴ء : چول منادر۔ تنجاور کا برہدیشور مندر، گنگیکونڈ چوڑیشورم کا برہدیشور مندر اور دارا سُرم کا ایراوتیشور مندر
۱۹۸۷ء : پٹّدکل کے مندر
۱۹۸۹ء : سانچی کا استوپ
۱۹۹۳ء : ہمایوں کا مقبرہ
۱۹۹۳ء : قطب مینار اور قرب وجوار کی عمارتیں
۱۹۹۹ء : (۱) دارجلنگ ہمالین ریلوے، (۲) نیل گری ماؤنٹن ریلوے، (۳) ڈ کا لکا شملہ ریلوے
۲۰۰۲ء : بودھ گیا کا مہابودھی مندر
۲۰۰۳ء : بھیم بیٹکا کے سنگی آشرم
۲۰۰۴ء : چمپانیر پاوا گڑھ کے قدیم آثار
۲۰۰۴ء : چھترپتی شیواجی مہاراج ٹرمینس، ممبئی
۲۰۰۷ء : لال قلعہ، دلّی
۲۰۱۰ء : جنتر منتر، جے پور
۲۰۱۳ء : راجستھان کے پہاڑی قلعے
۲۰۱۴ء : نالندا مہاوہار آثارِ قدیمہ مقام
۲۰۱۴ء : گجرات میں پاٹن کا ’رانی کی باؤ‘
۲۰۱۶ء : چندی گڑھ کا کیپٹل کمپلیکس
۲۰۱۷ء : احمد آباد - تاریخی شہر

بھارت کے عالمی ورثے کے مقامات - قدرتی

۱۹۸۵ء : قاضی رنگا قومی باغ
۱۹۸۵ء : کیول دیو کا قومی باغ
۱۹۸۵ء : مانس کا جنگلاتی مامن
۱۹۸۷ء : سندر بن قومی باغ
۱۹۸۸ء : نندا دیوی اور ویلی آف فلاورز
۲۰۰۵ء : قومی باغات
۲۰۱۲ء : مغربی گھاٹ
۲۰۱۴ء : گریٹ ہمالین پارک

بھارت کا مخلوط عالمی ورثہ

۲۰۱۶ء : کانچن گنگا قومی باغ

ہے۔ ان سب میں متعلقہ مقامات کی تہذیبی، سماجی، سیاسی تاریخ کا شعور پیدا کرنے کا کام اطلاقی تاریخ کے ذریعے کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے؛

(۱) منصوبوں کے ذریعے وراثتی مقامات کی بنیادی ساخت تبدیل نہ کرتے ہوئے اس کا تحفظ اور نگہداشت ممکن ہوتا ہے۔

(۲) مقامی سماج کی تعمیر اور رجحانات، ان کو درپیش موجودہ زمانے کے مسائل اور مقامی لوگوں کی توقعات کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

(۳) تہذیبی وراثتی مقامات کا تحفظ اور نگہداشت کرتے ہوئے مقامی لوگوں کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے، اس کے لیے مسائل کے حل کی منصوبہ بندی کی جاسکتی ہے۔

(۴) مقامی لوگوں کو اس منصوبے میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

(۵) مقامی لوگوں کی روایتی صلاحیتوں کو بڑھاوا دینے والے کاروبار کو تحریک دینے کے لیے منصوبہ بندی کی جاسکتی ہے۔

۵ء۳ متعلقہ پیشہ ورانہ شعبے

ذیل میں مذکورہ شعبوں سے متعلق قانونی اُصول اور عوامی پالیسی کے تعین میں تاریخ کا علم کارآمد ہوتا ہے۔

۱۔ عجائب خانے اور دستاویزی حفاظت خانہ (آرکائیوز)

۲۔ تاریخی مقامات کا تحفظ اور نگہداشت

۳۔ سیاحت اور میزبانی

۴۔ تفریحی اور مواصلاتی ذرائع

کیا آپ جانتے ہیں؟

دنیا کا سب سے قدیم چھٹی صدی قبل مسیح) عجائب گھر میسوپوٹامیا کے 'اُر' شہر کی کھدائی کے وقت دریافت ہوا۔ یہ کھدائی انگریز ماہرِ آثارِ قدیمہ سر لیونارڈ وُلی نے ۱۹۲۲ء سے ۱۹۳۴ء کے درمیان کی تھی۔ یہ عجائب گھر اینی گالڈی نامی میسوپوٹامیا کی شہزادی نے تعمیر کیا تھا اور وہ خود ہی اس عجائب خانے کی اعلیٰ نگراں کار کی حیثیت سے کام کیا کرتی تھی۔

قدیم اشیا کی وضاحت کرنے والی مٹی کی ٹکیا

اس عجائب خانے میں دریافت شدہ قدیم اشیا کے ساتھ ان کی تفصیل بیان کرنے والی مٹی کی ٹکیا (clay tablets) بھی تھیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اِنڈین میوزیم - کولکاتا

کولکاتا میں واقع 'انڈین میوزیم' کی بنیاد ایشیاٹک سوسائٹی کی جانب سے ۱۸۱۴ء میں رکھی گئی تھی۔ ڈنمارک کے ماہر نباتیات نیتھنیل والک اس کے بانی اور پہلے نگراں کار

تھے۔ اوپر دی ہوئی میوزیم کی تصویر ۱۹۰۵ء کی ہے۔ میوزیم کو تین مرکزی حصوں فنون، آثارِ قدیمہ اور انسانی علوم میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان حصوں کے ذیلی حصوں کے طور پر نگہداشت، نشر و اشاعت، تصویر سازی، نمائش - پیش کش، ماڈل / مظاہر کی تخلیق، تربیت، کتب خانہ اور حفاظت کے شعبے قائم کیے گئے ہیں۔

اس کے ہر شعبے کے نظم و نسق میں مخصوص صلاحیت کے حامل افراد کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً ماہرِ تعمیرات، انجینئر، تاریخ داں، ماہرِ آثارِ قدیمہ، عجائب گھر کے نگراں کار، ماہرِ سماجیات، ماہرِ مخطوطات، ماہرِ دستاویزات، ماہرِ قانون، ماہرِ فوٹوگرافر وغیرہ۔ یہ فہرست یہیں ختم نہیں ہوتی۔ قدیم مقامات، اشیا اور عمارات کے تاریخی پس منظر کا تمام ماہرین کو علم ہونا ضروری ہے۔ اطلاقی تاریخ کے شعبوں کے منصوبوں کی وجہ سے مذکورہ شعبوں میں روزگار کے کئی مواقع میسر آسکتے ہیں۔

اس سبق میں ہم نے دیکھا کہ اطلاقی تاریخ کے ذریعے عوام الناس میں تاریخ کے تئیں رغبت کس طرح پیدا کی جاسکتی ہے، اپنے تہذیبی اور قدرتی ورثے کے تحفظ اور نگہداشت کے متعلق سماج میں بیداری کس طرح پیدا کی جاسکتی ہے، اس کے لیے تاریخ کے علم کا استعمال کس طرح کیا جاسکتا ہے، اس مناسبت سے تجارتی صلاحیتوں اور صنعت و حرفت کے میدان میں کس طرح اضافہ کیا جاسکتا ہے جیسی باتوں پر غور و فکر، جائزہ اور منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔

تاریخی اور عوامی مقامات کو مزید خراب ہونے سے بچانے اور آئندہ نسل کی بہبود کے لیے ان کی مناسب طریقے سے نگہداشت کرنے کے لیے یہ ضروری ہے۔

معلوم کیجیے۔

دستاویزات کے محافظ خانے (آرکائیوز) میں پرانے اور اہم کاغذات، فائلیں، پرانی فلمیں وغیرہ محفوظ رکھی جاتی ہیں۔

بھارت کا دستاویزات کا قومی محافظ خانہ نئی دہلی میں ہے اور ہر ریاست میں آزاد دستاویزی محافظ خانے موجود ہیں۔

مخصوص دستاویزات کے محافظ خانے

ادارہ 'نیشنل فلم آرکائیوز' کا صدر دفتر پونہ میں واقع ہے۔ ۱۹۶۴ء میں حکومتِ ہند کے محکمۂ اطلاعات و نشریات کے میڈیا یونٹ کے طور پر اس کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اس کے قیام کے تین اہم مقاصد تھے:

- آئندہ نسلوں کے لیے نایاب بھارتی فلموں کی تلاش، ان کا حصول اور فلموں کے اس ورثے کی حفاظت کرنا۔
- فلموں سے متعلق اہم امور کی درجہ بندی کرنا، ان کا مستقل اندراج کرنا اور تحقیق کرنا۔
- فلم کے تہذیبی ورثے کی اشاعت کے لیے ایک مرکز قائم کرنا۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان کو مکمل کیجیے۔

۱۔ دنیا کا سب سے قدیم عجائب گھر .... شہر کی کھدائی کے دوران دریافت ہوا۔

(الف) دلّی (ب) ہڑپّا

(ج) اُر (د) کولکاتا

۲۔ بھارت کا قومی دستاویزات کا محافظ خانہ .... میں ہے۔

(الف) نئی دہلی (ب) کولکاتا

(ج) ممبئی (د) چینّئی

(ب) ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ کُٹی یٹّم - کیرالا کی سنسکرت ڈرامائی روایات

۲۔ رمّن - مغربی بنگال کا رقص

۳۔ رام لیلا - شمالی بھارت کی پیش کش

۴۔ کالبیلیا - راجستھان کا لوک سنگیت اور عوامی رقص

(۲) نوٹ لکھیے۔

۱۔ اطلاقی تاریخ

۲۔ دستاویزات کا محافظ خانہ (آرکائیوز)

(۳) درج ذیل تصوراتی خاکہ مکمل کیجیے۔

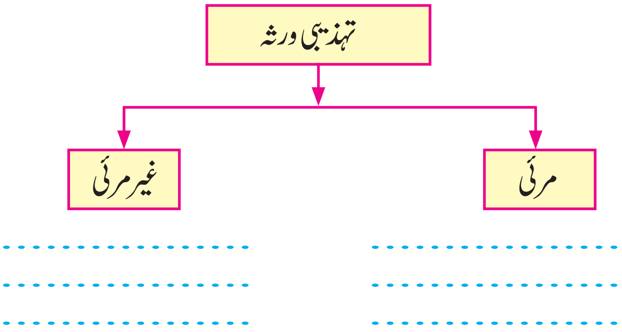

(۴) درج ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ ٹکنالوجی کی تاریخ کا مطالعہ ضروری ہے۔

۲۔ یونیسکو کی جانب سے عالمی ورثے کے مستحق مقامات، روایات کی فہرست شائع کی جاتی ہے۔

(۵) درج ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ ذیل کے مضامین کی تحقیق میں تاریخ کا تحقیقی طریقہ کس طرح کارآمد ثابت ہوگا؟

(الف) سائنس (ب) فنون (ج) انتظامی مطالعات

۲۔ اطلاقی تاریخ اور موجودہ زمانے کے تعلق کی وضاحت کیجیے۔

۳۔ تاریخی ماخذ کی حفاظت کے لیے کم از کم دس طریقے بتائیے۔

۴۔ قدرتی اور تہذیبی ورثے کے حفاظتی منصوبے کے ذریعے کون سے مقاصد حاصل ہوتے ہیں؟

سرگرمی

بھارت کے نقشے میں وراثتی مقامات بتائیے۔

3LBQDQ

۴۔ بھارتی فنونِ لطیفہ کی تاریخ

۴ء۱ فنونِ لطیفہ سے کیا مراد ہے؟

۴ء۲ بھارت میں بصری فنون کی روایت

۴ء۳ بھارت میں فنونِ لطیفہ کی روایت

۴ء۴ فنونِ لطیفہ، اطلاقی فنون اور روزگار کے مواقع

۴ء۱ فنونِ لطیفہ سے کیا مراد ہے؟

ہر شخص کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے تجربات اور ان سے حاصل شدہ علم نیز اپنے دلی جذبات سے دوسروں کو باخبر کرے۔ اس فطری جبلت کی تحریک سے جب کوئی حسین شے وجود میں لائی جاتی ہے تو اسے فن کہتے ہیں۔ فنی تخلیق کی بنیاد میں فنکار کا تخیل، احساسات، جذبات اور اس کی فنی مہارت کارفرما ہوتی ہے۔

بصری فنون اور فنونِ لطیفہ : فنون کی دو قسمیں قرار دی گئی ہیں۔ 'بصری فنون' اور 'فنونِ لطیفہ'۔ فنونِ لطیفہ کو حرکی فنون بھی کہتے ہیں۔ بصری فنون کا آغاز ماقبل تاریخ عہد ہی میں ہو گیا تھا۔ اس کا ثبوت وہ فنی نمونے ہیں جو دنیا بھر میں پتھر کے زمانے کے غاروں سے حاصل ہوئے ہیں۔

عوامی فن اور فنِ لطیف : فن کی دو روایتیں 'عوامی فن' اور 'فنِ لطیف' (کلاسیکی فن) تسلیم کی جاتی ہیں۔ عوامی فن کی روایت پتھر کے زمانے سے مسلسل جاری ہے۔ اس کی تخلیق لوگوں کی روزمرہ زندگی کا جز ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اس روایت میں فنی اظہار میں بے ساختگی پائی جاتی ہے۔ عوامی فن سماج، گروہوں، افراد کی عملی شرکت سے تخلیق پاتا ہے۔ 'فنِ لطیف' کی تخلیق طے شدہ اُصولوں کے مطابق ہوتی ہے۔ اس لیے طویل عرصے تک تربیت حاصل کرنا ضروری ہے۔

طرزِ فن : ہر فنکار کا فن تخلیق کرنے کا اپنا طریقہ یعنی طرز ہوتا ہے۔ جب کوئی طریقہ روایت کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے تو اسے مخصوص طرزِ فن کہا جانے لگتا ہے۔ ہر تہذیب میں مختلف ادوار اور علاقے کی خصوصیات کے لحاظ سے فن ترقی پاتا ہے۔ ان اسالیب کی مدد سے اس تہذیب کے فنون کی تاریخ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

۴ء۲ بھارت میں بصری فنون کی روایت

بصری فنون میں مصوری اور سنگ تراشی کا شمار ہوتا ہے۔

مراٹھا طرزِ مصوری: طرزِ مصوری کی مثال کے طور پر مراٹھا طرزِ مصوری پر غور کیا جا سکتا ہے۔ سترھویں صدی عیسوی کے نصف آخر سے مراٹھا طرزِ مصوری کا آغاز ہوا۔ اس طرز کی تصویریں رنگین ہیں جو دیواری تصویر اور قلمی مسودوں میں مصغّر (چھوٹی) تصویر کی شکل میں پائی جاتی ہیں۔ وائی، مینولی، ستارا جیسے مقامات پر پرانے واڑوں (بڑی عمارتوں) میں مراٹھا طرزِ مصوری کی چند دیواری تصویریں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ مراٹھا طرزِ مصوری پر راجپوت طرزِ مصوری کے اثرات دِکھائی دیتے ہیں۔

کسی مخصوص طرزِ مصوری کی ابتدا جس زمانے میں ہوئی ہے اس زمانے کے رہن سہن، پوشاک، رسم و رواج وغیرہ کا مطالعہ اس طرز کی تصویروں کی مدد سے کیا جا سکتا ہے۔

مصوری : مصوری دوابعادی ہوتی ہے مثلاً قدرتی مناظر، اشیا اور انسان کی تصویریں اور عمارتوں کے خاکے وغیرہ تصویریں بنائی جاتی ہیں۔اس کے لیے پتھر کی سلیں، دیواریں، کاغذ، سوتی یا ریشمی کپڑے کے ٹکڑے، مٹی کے برتن جیسے وسائل استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً اجنتا کے غار میں بودھی ستّو پدم پانی کی دیواری تصویر۔

دیواری تصویر: بودھی ستّو پدم پانی

عوامی طرزِ مصوری : حجری عہد کے غاروں میں بنی ہوئی تصویریں کئی ملکوں میں پائی جاتی ہیں۔

بھارت میں مدھیہ پردیش، اُتر پردیش، بہار، اُتراکھنڈ، کرناٹک، آندھرا پردیش اور تلنگانہ ریاستوں میں ایسے مقامات ہیں جہاں غاروں میں بنی ہوئی تصویریں موجود ہیں۔ مدھیہ پردیش میں بھیم بیٹکا کے غاروں کی تصویریں مشہور ہیں۔بھیم بیٹکا کو عالمی تہذیبی ورثے میں شامل کیا گیا ہے۔

غار میں بنی ہوئی تصویروں میں انسانی شکل، جانور اور چند ہندسی شکلیں شامل ہیں۔عہدِ قدیم سے زراعت شروع ہونے تک کے زمانے میں ان تصویروں کے طرز اوران کے موضوعات میں تبدیلیاں ہوتی گئی ہیں۔تصویروں میں نئے نئے جانوروں اور نباتات کو شامل کیا گیا ہے نیز انسانی شکلوں کے خاکے بنانے کے طریقے اور رنگوں کے استعمال میں بھی فرق ہوتا گیا ہے۔ان تصویروں میں قدرتی مادّوں سے تیار کیے گئے کالے، لال، سفید رنگ استعمال کیے گئے ہیں۔ان تصویروں کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مختلف زمانوں میں لوگوں نے اپنے اطراف کے علم اور قدرتی سرچشموں کو استعمال کرنے کی تکنیک کو کس طرح فروغ دیا ہوگا۔

عوامی فنِ مصوری کی روایت غاروں کی تصویروں کی روایت سے اپنے رشتے کو بیان کرتی ہے۔گھروں میں شادی بیاہ اور تہواروں کے موقع پر دیواروں پر تصویریں بنانے، آنگن میں رنگولی تیار کرنے اور تصویروں کے ذریعے پرانی کہانیاں بیان کرنے کے ذریعے علاقائی عوامی فن کی روایتوں میں تصویر کشی کے مختلف طرز وجود میں آئے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مہاراشٹر میں وارلی تصویروں کی روایت اور پِنگل یا چترکتھی کی روایت عوامی فنِ مصوری کی نادر مثالیں ہیں۔ضلع تھانہ میں وارلی فنِ مصوری کو مقبول بنانے میں جِویا سومیا مشے کا بڑا ہاتھ ہے۔انھیں ان کی وارلی تصویروں کے لیے ملکی اور عالمی سطح پر کئی انعامات حاصل ہوئے ہیں۔۲۰۱۱ء میں انھیں پدم شری خطاب سے نوازا گیا۔

ذرا یہ جان لیجیے۔

بارھویں صدی عیسوی میں چالوکیہ راجا سومیشور کی کتاب 'مانسولاّس' یا 'ابھلشی تارتھ چنتامنی' میں چترکتھی روایت کا

ذکر ملتا ہے۔ اس سے اس روایت کی قدامت کا اندازہ ہوتا ہے۔ کٹھ پتلیوں یا تصویروں کی مدد سے رامائن، مہابھارت کی کہانیاں بیان کرنے کی روایت سے مراد چترکتھی (چترکتھا) روایت ہے۔ اس روایت کی تصاویر کاغذ پر بنا کر ان میں قدرتی رنگ بھرے گئے ہیں۔ عموماً ایک کہانی کو بیان کرنے کے لیے ۳۰ سے ۵۰ تصاویر استعمال کی جاتی ہیں۔ مختلف کہانیاں بیان کرنے کے لیے اس طرح کی تصویریں نسل در نسل چلی آرہی پوتھیوں کو چترکتھی روایت میں سنبھال کر رکھا گیا ہے۔ اِس مٹتی ہوئی روایت کے احیا کے لیے حکومت اور فنکار کوشش کررہے ہیں۔

لطیف فنِ مصوری : قدیم بھارتی ادب میں مختلف فنون کے بارے میں تمام پہلوؤں سے غور کیا گیا ہے۔ ان میں کل ۶۴ رفنون کا ذکر ہے۔ اس میں فنِ مصوری کا ذکر 'آلیکھیم' یا 'آلیکھیہ وِدّیا' (علم خاکہ نگاری) کے نام سے کیا گیا ہے۔ علم خاکہ نگاری کے 'مسدس' یعنی چھے اہم پہلو ہیں۔ قدیم بھارتیوں نے ان پر انتہائی باریکی سے غوروخوض کیا تھا۔ اس میں روپ بھید (مختلف شکلیں)، تناسب (متناسب ساخت اور پیمائش)، جذبہ (چہرے سے تاثرات کا اظہار)، حسن (احساسِ حسن)، مشابہت (حقیقت سے قریب تصویرکشی) اور ورنیکا بھنگ (رنگوں کا اہتمام) شامل ہیں۔

مختلف مذہبی جماعتوں کی مقدس کتابوں، پُرانوں اور فنِ تعمیرات کی کتابوں میں مندر کی تعمیر کے ضمن میں تصویرکشی اور سنگ تراشی کا ذکر پایا جاتا ہے۔

مخطوطات میں مصغّر تصاویر : قلمی مسودوں میں چھوٹی جسامت کی تصویروں پر ایرانی طرز کا اثر تھا۔ جنوب میں مسلم حکومت کی زیر سرپرستی دکنی طرز کی مصغّر تصویریں بنائی جانے لگیں۔ مغل شہنشاہ اکبر کے دورِ حکومت میں ایرانی اور بھارتی

مغل طرز

مصوروں کے طرز کی آمیزش سے مغل طرز کی مصغّر تصویرکشی کا آغاز ہوا۔

یورپی طرزِ مصوری : برطانوی دورِ حکومت میں بھارتی طرزِ مصوری پر مغربی طرزِ مصوری کا اثر دِکھائی دیتا ہے۔ پونہ کے شنیوار واڑہ میں سوائی مادھو راؤ پیشوا کے عہد میں ایک اسکاٹش مصور جیمس ویلس کی قیادت میں ایک مدرسۂ فن (اسکول آف آرٹ) قائم کیا گیا تھا۔ اس نے سوائی مادھو راؤ اور نانا فڑنویس کی تصویریں بنائی تھیں۔ ویلس کے ساتھ کام کرنے والے ایک مراٹھا مصور گنگا رام تانبٹ کا خصوصی طور پر ذکر کرنا چاہیے۔ انھوں نے ایلورا اور کارلا کے غاروں میں تصویریں بنائی تھیں۔ ان کی کئی تصویریں امریکہ کے ییل یونیورسٹی کے 'ییل سینٹر آف برٹش آرٹ' میں محفوظ ہیں۔

سوائی مادھوراؤ اور نانا فڑنویس

گنگارام تانبٹ کی اپنے استاد کے ساتھ اپنے ہاتھوں بنائی ہوئی تصویر

اشیا کی ہو بہو تصویر کشی مغربی طرزِ مصوری کی اہم خصوصیت سمجھی جاتی ہے۔ ممبئی میں ۱۸۵۷ء میں قائم کردہ جے جے اسکول آف آرٹ اینڈ انڈسٹری مغربی طرزِ مصوّری کی تربیت دینے والے آرٹ اسکول میں کئی نامی گرامی مصور ہو گزرے ہیں۔ ان میں سے پیسٹن جی بومن جی نے اجنتا کے غاروں کی تصویروں کے ماڈل بنانے کا کام کیا۔

فنِ سنگ تراشی : سنگ تراشی سہ ابعادی فن ہے مثلاً مورتی، مجسمہ، منقش برتن اور اشیا۔ پتھر کی سِلیں تراشی یا کندہ کی جاتی ہیں۔ اس کے لیے پتھر، دھات اور مٹی استعمال کی جاتی ہے۔ ایلورا کا کیلاش غار پتھر کی سالم سِل سے تراشا ہوا بے نظیر مجسمہ ہے۔ سارناتھ میں اشوک کی لاٹ کے اوپری حصے میں چار شیروں کے مجسّے پر مبنی تصویر بھارت کا قومی نشان ہے۔

اشوک ستون

عوامی فنِ سنگ تراشی : مصوری کی طرح سنگ تراشی کا فن بھی حجری عہد سے پایا جاتا ہے۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ پتھر کے اوزار بنانے کا آغاز بھی ایک طرح سے سنگ تراشی کے فن کا آغاز ہے۔ بھارت میں مذہبی مواقع پر مٹی کی مورتیاں بنا کر ان کی پوجا کرنے یا انھیں نذر کرنے کا رواج ہڑپا تہذیب کے زمانے ہی سے چلا آ رہا ہے۔ یہ رواج آج بھی بنگال، بہار، گجرات، راجستھان جیسی کئی ریاستوں میں پایا جاتا ہے۔ مہاراشٹر میں بنائی جانے والی گنیش کی مورتیاں، گوری کے مکھوٹے، بیلوں کے پولا تہوار کے لیے تیار کیے جانے والے مٹی کے بیل، اجداد کی یاد میں قائم کیے جانے والے لکڑی کے مکھوٹے کا کھمبا، سنگی یادگاریں، ادی واسی گھروں میں اناج ذخیرہ کرنے کے لیے کوٹھریاں وغیرہ فنِ سنگ تراشی کی عوامی روایت کے گواہ ہیں۔

کلاسیکی فنِ سنگ تراشی : ہڑپا تہذیب کی مہریں، پتھر اور کانسے کے مجسّمے پانچ ہزار سال یا اس سے زیادہ قدیم بھارتی مجسمہ سازی کی روایت کی گواہ ہیں۔ ایسا سمجھا جاتا ہے کہ موریہ سمراٹ اشوک کے عہد میں پتھر کے ستونوں کو تراش کر صحیح معنوں میں سنگی مجسّمے تیار کرنے کا آغاز ہوا تھا۔

مدھیہ پردیش میں سانچی اور بھارہوت کا استوپ پہلی بار سمراٹ اشوک کے زمانے میں تعمیر کیا گیا۔ اس پر دیدہ زیب سنگی سلوں کی سجاوٹ بعد کے دور یعنی دوسری صدی قبل مسیح میں کیے جانے کا قیاس ہے۔ بدھ مذہب بھارت کے باہر دور تک پھیلا۔ اس وجہ سے ان ملکوں میں بھی استوپ تعمیر کرنے کی روایت کا آغاز ہوا۔ انڈونیشیا میں بوروبدور کے مقام پر تعمیر کردہ استوپ دنیا کا سب سے بڑا استوپ ہے۔ اسے آٹھویں یا نویں صدی عیسوی میں تعمیر کیا گیا تھا۔ یونیسکو نے ۱۹۹۱ء میں بورو بُدور کو عالمی ورثے کا درجہ دیا۔

بھارہوت استوپ - سنگ تراشی

بوروبدور استوپ

بھارتی علمِ مجسمہ سازی : افغانستان اور آس پاس کے علاقوں میں دوسری صدی قبل مسیح میں فنِ سنگ تراشی کا گندھار (قندھار) طرز وجود میں آیا جس پر ایرانی اور یونانی اثرات تھے۔

پہلی سے تیسری صدی عیسوی یعنی کشان کے عہد میں مقامی طرزِ فن اور قندھار طرز کے امتزاج سے سنگ تراشی کا متھرا طرز وجود میں آیا۔ اس طرز نے بھارتی علمِ مجسمہ سازی کی بنیاد ڈالی۔ دیوی دیوتاؤں کی تصویریں استعمال کرنے کا خیال پہلی بار کشان سکوں پر دِکھائی دیتا ہے۔ گپت دورِ حکومت میں بھارتی علمِ مجسمہ سازی کے اُصول بنائے گئے اور فنِ مجسمہ سازی کے معیار کا تعین کیا گیا۔ نویں سے تیرھویں صدی عیسوی کے دوران چول راجاؤں کی سرپرستی میں جنوبی بھارت میں کانسے کی مورتیاں بنانے کا فن وجود میں آیا اور شیو پاروتی، نٹراج، لکشمی، وِشنو جیسے دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں بنائی جانے لگیں۔

نٹراج

فنِ تعمیرات اور مجسمہ سازی: بھارت میں کئی تراشیدہ غار پائے جاتے ہیں۔ بھارت میں تراشیدہ غاروں کی روایت دوسری۔پہلی صدی قبل مسیح میں شروع ہوئی۔ تکنیکی لحاظ سے مکمل غار تعمیرات اور تراشیدہ مجسّموں کا مجموعی نمونہ ہوتا ہے۔ باب الداخلہ، اندرونی ستون اور مورتی سنگ تراشی کے عمدہ نمونے ہوتے ہیں۔ دیواروں اور چھت میں کی گئی عمدہ تصویرکشی کے کام بعض غاروں میں آج بھی کسی نہ کسی حد تک باقی ہیں۔ مہاراشٹر میں اجنتا اور ایلورا کے غاروں کو ۱۹۸۳ء میں عالمی ورثے کا درجہ دیا گیا ہے۔

اجنتا کا غار نمبر ۱۹: باب الداخلہ

بھارت میں مندروں کی تعمیر کا آغاز چوتھی صدی عیسوی میں گپت عہدِ حکومت میں ہوا۔ گپت دور کی ابتدا میں مورتی رکھنے کی جگہ (گابھارا) اور اس کے باہر چار ستون پر مشتمل برآمدہ بس یہی مندر کی شکل تھی۔

ایلورا کے کیلاش مندر کی شاندار بناوٹ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آٹھویں صدی عیسوی تک بھارت میں مندر کی تعمیر کا فن پوری طرح ترقی پا چکا تھا۔ عہدِ وسطیٰ تک بھارتی مندروں کے فنِ تعمیر کے کئی طرز وجود میں آ چکے تھے۔

ناگر طرز کا کلس

طرز کا تعین کلس کی مخصوص ساخت کے مطابق کیا جاتا ہے۔ ان میں شمالی بھارت میں ’ناگر‘ اور جنوبی بھارت میں ’دراوڑ‘ یہ دو طرز اہم سمجھے جاتے ہیں۔ ان دونوں کے امتزاج سے وجود میں آنے والے مخلوط طرز کو ’وَیسر‘ کہا جاتا ہے۔ مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر میں پائے جانے والے ’بھومج‘ طرز کے مندر اور ’ناگر‘ طرز کے مندر کی ساخت میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ بھومج طرز میں مندر کی بنیاد سے بتدریج چھوٹے ہوتے جانے والے کلس کی شکل اوپری سرے تک بنی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے کلس کی بناوٹ بنیاد سے اوپری سرے تک یکساں دِکھائی دیتی ہے۔

دراوڑ طرز کے گوپُور

ذرا یہ جان لیجیے۔

ہیماڑپنتی مندر کی تعمیر مربع نما اور تارہ نما دو قسم کی پائی جاتی ہے۔ تارہ نما مندر کی تعمیر میں مندر کی بیرونی دیوار کو کئی گوشوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے ان دیواروں اور ان پر بنے ہوئے مجسّموں پر پڑنے والی روشنی اور سایے کا بڑا خوب صورت اثر دِکھائی دیتا ہے۔ ہیماڑپنتی مندروں کی اہم خصوصیت دیوار کے پتھروں کو جوڑنے کے لیے چونے کا استعمال نہ کرنا ہے۔ پتھروں ہی میں گہرے شگاف اور شگاف کے برابر لمبوترے سرے بنا کر پتھروں کو ایک دوسرے میں مضبوطی سے بٹھا دیا جاتا تھا اور ان کی مدد سے دیوار بنائی جاتی تھی۔ ممبئی کے قریب امبرناتھ میں امبریشور، ناشک کے قریب سِنّر میں گوندیشور اور ضلع ہنگولی میں اونڈھا ناگناتھ ہیماڑپنتی مندروں کی عمدہ مثالیں ہیں۔ ان کی تعمیر تارے کی شکل میں ہوئی ہے۔ ان کے علاوہ مہاراشٹر کے کئی مقامات پر ہیماڑپنتی مندر نظر آتے ہیں۔

گوندیشور مندر - سِنّر

عہدِ وسطیٰ کے بھارت میں مسلم دورِ حکومت میں ایرانی، وسطیٰ ایشیائی، عربی اور ماقبل اسلام بھارتی طرزِ تعمیر کا امتزاج عمل میں آیا۔ اس کے اثر سے بھارت میں مسلم طرزِ تعمیر وجود میں آیا۔ کئی قابلِ دید عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ دہلی کے قریب مہرولی کے مقام پر قطب مینار، آگرہ میں تاج محل اور بیجاپور میں گول گنبد مسلم طرزِ تعمیر کی شہرہ آفاق مثالیں ہیں۔ قطب الدین ایبک (بارھویں صدی عیسوی) کے زمانے میں قطب مینار کی تعمیر شروع ہوئی اور سلطان التمش (تیرھویں صدی عیسوی) کے دور میں قطب مینار کی چار منزلوں کا تعمیری کام ہوا۔ فیروز تغلق کے دَور میں قطب مینار کا کام مکمل ہوا۔ قطب مینار دنیا کا سب سے اونچا مینار ہے۔ اس کی اونچائی ۷۳ میٹر (۲۴۰ فٹ) ہے۔ قطب مینار عمارتوں کے جس مجموعے (کمپلیکس) کا حصہ ہے اسے یونیسکو نے عالمی ورثے کا درجہ دیا ہے۔

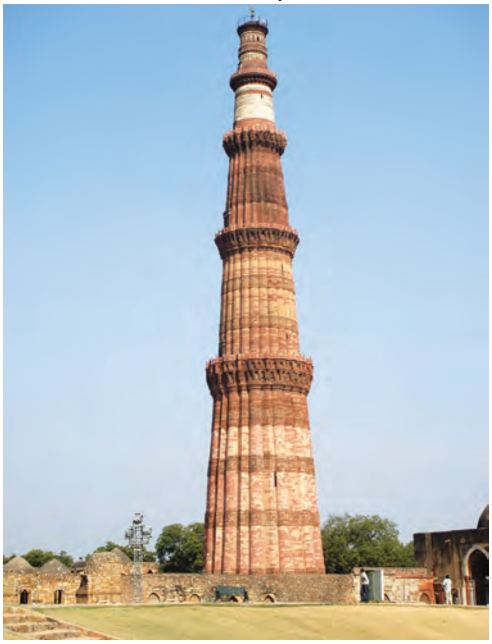
قطب مینار

مغل شہنشاہ شاہجہاں نے اپنی بیگم ممتاز محل کی یاد میں تاج محل تعمیر کیا ہے۔ تاج محل کو بھارت میں مسلم فنِ تعمیر کی خوبصورتی کی اہم مثال سمجھا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں مشہور اس عمارت کو یونیسکو نے عالمی ورثے کا درجہ دیا ہے۔

سترھویں صدی عیسوی میں تعمیر کیا گیا بیجاپور کا گول گنبد

تاج محل

انتہائی شاندار عمارت ہے جس میں محمد عادل شاہ کی قبر ہے۔ اس گنبد کی اندرونی جانب گول سائبان ہے جس کی وجہ سے اس عمارت کو گول گنبد کہا جاتا ہے۔ اس سائبان میں کھڑے ہو کر آہستہ سے کچھ کہیں تو بھی وہ آواز سب طرف سنائی دیتی ہے۔ زور سے تالی بجائیں تو اس کی صدائے بازگشت کئی بار گونجتی ہے۔

گول گنبد

بھارت میں برطانوی حکومت قائم ہونے کے بعد ایک نیا طرزِ تعمیر وجود میں آیا۔ اسے اِنڈو-گوتھک طرزِ تعمیر کہا جاتا ہے۔ برطانوی دور میں تعمیر کیے گئے چرچ، سرکاری دفاتر، اعلیٰ افسروں کے رہائشی مکانات، ریلوے اسٹیشن جیسی عمارتوں میں یہ طرزِ تعمیر دِکھائی دیتا ہے۔ ممبئی کے چھترپتی شیواجی مہاراج ٹرمینس کی عمارت اس طرز کا عمدہ نمونہ ہے جسے یونیسکو نے عالمی ورثے کے مقامات کی فہرست میں شامل کیا ہے۔

۳ء۴ بھارت میں فنونِ لطیفہ کی روایت

عوامی فنون کی روایت : بھارت کے ہر علاقے میں عوامی گیت، عوامی ساز، عوامی رقص اور عوامی ناٹک کی متنوّع روایت پائی جاتی ہے۔ مہاراشٹر میں بھی عوامی فنون کی کئی روایتیں موجود ہیں۔ یہ عوامی فن مذہبی تہواروں اور سماجی زندگی کے اٹوٹ حصے کی حیثیت سے وجود میں آئے ہیں۔ کولی ناچ، تارپا ناچ، کوکن میں دشاوتار، پوواڑا، کیرتن، جاگر-گوندھل چند امتیازی مثالیں ہیں۔

کلاسیکی فنون کی روایت : بھارت عوامی فنون کی طرح کلاسیکی فنون کے عمدہ نمونوں سے بھی مالا مال ہے۔ بھرت منی کی تحریر کردہ 'ناٹیہ شاستر' سب سے قدیم کتاب سمجھی جاتی ہے جس میں گانے، بجانے، رقص، ناٹک جیسے فنون کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ بھارتی فنونِ لطیفہ میں شرنگار (آرائش)، ہاسیہ (مسرت)، بِبَھتس (غیر مہذب)، رَودر (غضبناک)، کرُنا (المناک)، ویر (بہادری)، بھیانک (ڈراؤنا)، ادبھت (حیرت انگیز) اور شانت (پرسکون) جیسے نو رسوں کی پیش کش کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

بھارتی باشندے بیرونی ملکوں کے لوگوں سے مسلسل رابطے میں رہے اور اس طرح ان فنون کی پیش کش میں کئی طرز شامل ہوتے رہے۔ اس وجہ سے وہ زیادہ سے زیادہ مالا مال ہوتے گئے۔ کلاسیکی گائیکی، ساز، رقص کے مختلف طرز اور ان طرزوں کو محفوظ کرنے کے لیے گھرانے وجود میں آئے۔

بھارت میں کلاسیکی گائیکی کی دو اہم شاخیں 'ہندوستانی سنگیت' اور 'کرناٹک سنگیت' ہیں۔ اسی طرح کلاسیکی اور نیم کلاسیکی کا فرق بھی ہے۔ نیم کلاسیکی گائیکی میں عوامی گیت کے کئی طرز شامل ہو گئے ہیں۔

چھترپتی شیواجی مہاراج ریلوے ٹرمینس

کیا آپ جانتے ہیں؟

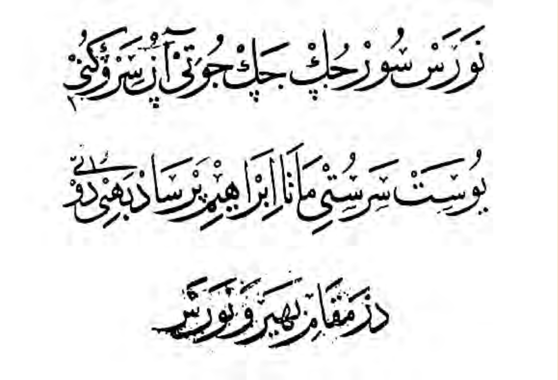

بیجاپور کے سلطان ابراہیم عادل شاہ دوم نے دکنی زبان میں موسیقی سے متعلق ایک کتاب 'کتابِ نورس' لکھی ہے۔ اس کتاب کا تعلق موسیقی کے علم سے ہے جس میں گانے کے لیے موزوں گیت ہیں، دُھرپد گائیکی کے مطابق گائے جانے والے گیت شامل ہیں جو اعلیٰ درجے کی نظموں کے قدردانوں کو لطف اندوز کرنے والے ہیں۔

ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط نے اس کتاب کا مراٹھی میں ترجمہ کیا ہے جسے ڈاکٹر ارون پربھونے نے مرتب کیا ہے۔ اس کتاب کے سرورق پر دیے ہوئے دوہے کا ترجمہ حسبِ ذیل ہے:

''اے سرسوتی ماں! تو دنیا کے لیے روشنی اور ہمہ صفت ہے۔ ابراہیم پر تیرا کرم ہوجائے تو (تیرے آشیرواد سے) نورس کے گیت زمانہ در زمانہ زندہ رہیں گے۔''

شمالی بھارت کا کتّھک، مہاراشٹر کی لاوَنی، اوڈیشا کی اوڈیسی، تمل ناڈو کے بھرت ناٹیم، آندھرا کی کُچی پُڑی، کیرالا کی کتھاکلی اور موہنی اٹم رقص کی ان قسموں کو پیش کرنے میں کلاسیکی گائیکی، ساز بجانے اور رقص کا حسین امتزاج دیکھنے کو ملتا ہے۔

آزاد بھارت میں کلاسیکی موسیقی اور رقص کو عام قدردانوں تک پہنچانے کے لیے مختلف مقامات پر موسیقی - رقص کی تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ان سے محظوظ ہونے کے لیے نہ

لاوَنی رقص - مہاراشٹر

کتھاکلی - کیرالا

صرف بھارت کے مختلف حصوں سے بلکہ غیر ملکوں سے بھی قدردان آتے ہیں۔ پونہ میں ہر سال سوائی گندھرو کے نام سے ہونے والا جشنِ موسیقی بہت مشہور ہے۔

موجودہ زمانے میں بھارتی سنگیت کے شعبے میں مخصوص طرز یا مخصوص گھرانے کی حدیں پار کرکے نئے تجربات کرنے کا رجحان پروان چڑھ رہا ہے۔ اس میں مغربی موسیقی اور مغربی رقص کو بھارتی سنگیت سے جوڑنے کی کوشش بھی کارفرما ہے۔ اس طرح نیا طرز ایجاد کرنے والے فنکاروں میں اُدے شنکر کا نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ انھوں نے بھارتی کلاسیکی رقص اور یورپی تھیٹر میں پیش کیے جانے والے اوپیرا (غنائی ڈراما) کی

روایت کو ملا دیا۔ اسی کے ساتھ انھوں نے اپنے انداز میں عوامی رقص کے مختلف طرز کو اہم مقام دیا۔ اس طرح بھارتی فنونِ لطیفہ کو پیش کرنے کا دائرہ بڑھتا ہوا دِکھائی دے رہا ہے۔ یہی عمل بھارتی بصری فنون کے سلسلے میں بھی مسلسل جاری ہے۔

۴ء۴ فنون، اطلاقی فنون اور روزگار کے مواقع

فنون : فنون کی تاریخ علوم کی ایک شاخ ہے۔ اس شعبے میں تحقیق اور روزگار کے مواقع میسر آ سکتے ہیں۔

(۱) فن کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے صحافت کے شعبے میں کام کر سکتے ہیں۔

(۲) فنکارانہ اشیا کی خرید و فروخت کی ایک الگ دنیا ہے جہاں فنکارانہ اشیا کی قدر و قیمت کا تعین کرنے کے لیے اس بات کی جانچ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ شے نقلی تو نہیں ہے۔ اس کے لیے ایسے ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے جنھوں نے فن کی تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا ہو۔

(۳) تہذیبی ورثوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت اور تہذیبی سیاحت کے نئے شعبے وجود میں آئے ہیں۔ ان شعبوں میں بھی فن کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے مختلف پیشہ ورانہ مواقع میسر ہیں۔ ان میں میوزیم اور ریکارڈ روم، لائبریری اور مواصلاتی اطلاعاتی ٹکنالوجی آثارِ قدیمہ کی تحقیق اور بھارتی علوم چند اہم شعبے ہیں۔

اطلاقی / عملی فن : بصری اور فنونِ لطیفہ کے شعبے میں فن کی تخلیق محض قدردانوں کے لطف اندوز ہونے کے لیے کی جاتی ہے۔ فن کے تمام شعبوں میں فنکاروں کا یہی اوّلین مقصد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ فنکارانہ تخلیق اور افادیت کو ہم آہنگ کر کے کئی اقسام کی تخلیقات پیش کی جاتی ہیں۔ اس طرح افادیت کے مقصد کے پیش نظر فن تخلیق کرنا عملی یا اطلاقی فن ہے۔

۱۔ صنعتی اور اشتہارات کے شعبے نیز گھروں کی سجاوٹ اور آرائشی اشیا، اسٹیج کے لیے کاسٹیوم (پوشاک)، فلم اور ٹی وی پر پروگرام پیش کرنے کے لیے آرٹ ڈائرکٹر، اشاعت اور طباعت کے شعبے میں کتابیں، رسائل، اخبارات کو ترتیب دینا، آرائش اور خوش خطی، تہنیتی کارڈ، دعوت نامے، ذاتی اشیائے تحریر، تحائف وغیرہ مختلف اشیا کے لیے اطلاقی فنون کے شعبے کی معلومات رکھنے والوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

۲۔ فنِ تعمیر (آرکی ٹیکچر) اور فوٹو گرافی کے شعبے بھی عملی فن کے زمرے میں آتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں کمپیوٹر پر تیار کی گئی جامد اور متحرک تصویریں، نقش اور خاکے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان کا شمار بھی عملی فن میں ہوتا ہے۔ زیورات، قیمتی دھاتوں کی فنکارانہ اشیا، رنگین نقش و نگار والے مٹی کے برتن، بانس اور بید کی اشیا، شیشے کی فنکارانہ اشیا، خوب صورت کپڑے اور لباس وغیرہ بھی عملی فنون کی وسیع فہرست میں شامل ہیں۔

مذکورہ بالا ہر شعبے میں ذہنی سطح پر کوئی تصور پیش کر کے اسے عملی جامہ پہنانے تک کئی مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ہر مرحلے پر تربیت یافتہ اور ہنرمند افراد کی بڑے پیمانے پر ضرورت ہوتی ہے۔ فنکارانہ اشیا تیار کرنے کے عمل سے بعض مخصوص تہذیبی روایتیں مربوط ہوتی ہیں۔ اس شعبے میں طریقِ عمل کے ہر مرحلے کے ارتقا کی تاریخ ہوتی ہے۔ تربیتی کورس میں فنکارانہ اشیا کے پیداواری عمل کی صنعتی، تہذیبی روایتوں کی تاریخ بھی شامل ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا شعبوں میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم دینے والے کئی ادارے بھارت میں ہیں۔ گجرات میں نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ڈیزائن، احمد آباد اس قسم کی تربیت دینے والا دنیا کے مشہور اداروں میں سے ایک تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس ادارے نے ۲۰۱۵ء میں ایک آن لائن نصاب شروع کیا ہے۔

اگلے سبق میں ہم ذرائع ابلاغ اور تاریخ کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان کو مکمل کیجیے۔

۱۔ فنِ مصوری اور فنِ سنگ تراشی کا شمار .... میں ہوتا ہے۔

(الف) بصری فنون

(ب) فنونِ لطیفہ

(ج) عوامی فنون

(د) فنِ لطیف

۲۔ سنگ تراشی کا متھرا طرز .... عہد میں وجود میں آیا۔

(الف) کشان

(ب) گپت

(ج) راشٹرکوٹ

(د) موریہ

(ب) ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ قطب مینار - مہرولی

۲۔ گول گنبد - بیجاپور

۳۔ چھترپتی شیواجی مہاراج ریلوے ٹرمینس - دلّی

۴۔ تاج محل - آگرہ

(۲) نوٹ لکھیے۔

۱۔ فن

۲۔ ہیماڑپنتی طرز

۳۔ مراٹھا طرزِ مصوّری

(۳) دیے ہوئے بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ فن کی تاریخ کا گہرا علم رکھنے والے ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے۔

۲۔ چتر کتھا جیسی مٹتی ہوئی روایتوں کو دوبارہ زندہ کرنا ضروری ہے۔

(۴) درج ذیل جدول مکمل کیجیے۔

مندر کے فنِ تعمیر کا طرز	ناگر	دراوڑ	ہیماڑپنتی
خصوصیات			
مثالیں			

(۵) درج ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ عوامی فنِ مصوری کے طرز کے بارے میں تفصیل سے معلومات لکھیے۔

۲۔ بھارت میں فنِ تعمیر کے مسلم طرز کی خصوصیات مثالوں کے ساتھ واضح کیجیے۔

۳۔ واضح کیجیے کہ فن کے شعبے میں کون سے پیشہ ورانہ مواقع میسر ہیں۔

۴۔ صفحہ ۲۳ پر دی ہوئی تصویر کا مشاہدہ کرکے درج ذیل نکات کی مدد سے وارلی طرزِ مصوری کی معلومات لکھیے۔

(الف) قدرتی مناظر کی تصویر کشی

(ب) انسانی شکلوں کا خاکہ

(ج) پیشے

(د) گھر

سرگرمی

۱۔ بھارت میں یونیسکو کے اعلان کردہ عالمی ورثے کے مقامات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیجیے۔

۲۔ اپنے اطراف کے مجسمہ سازوں کے کاموں کا مشاہدہ کیجیے اور ان کا انٹرویو لیجیے۔

3LKLFD

۵۔ ذرائع ابلاغ اور تاریخ

۵ء۱ ذرائع ابلاغ کا تعارف
۵ء۲ ذرائع ابلاغ کی تاریخ
۵ء۳ ذرائع ابلاغ کی ضرورت
۵ء۴ ذرائع ابلاغ سے حاصل شدہ معلومات کا تجزیہ
۵ء۵ متعلقہ پیشہ ورانہ شعبے

غور کیجیے۔

مغلیہ دور میں بہار میں قحط پڑنے کی خبر دلّی تک کیسے پہنچی ہوگی؟ اس پر غور وفکر کر کے دلّی کے حکمراں نے جو انتظامات کیے ہوں گے، اسے بہار تک پہنچنے میں کتنا وقت لگا ہوگا؟

۵ء۱ ذرائع ابلاغ کا تعارف

ذرائع ابلاغ میں ذرائع اور ابلاغ دو الفاظ ہیں؛ ابلاغ کے معنی ہیں دور تک پہنچانا۔ کسی معلومات کو ہم کسی ذریعے سے دور تک پہنچا سکتے ہیں۔ پرانے زمانے میں بادشاہ کو خبر پورے ملک میں پہنچانے کے لیے کافی وقت لگتا تھا۔ گاؤں گاؤں منادی کروائی جاتی۔ ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے فرد کے ذریعے خبر کا سفر جاری رہتا۔

۵ء۲ ذرائع ابلاغ کی تاریخ

بھارت میں انگریزوں کی آمد کے بعد چھاپہ خانہ اور اخبارات کا آغاز ہوا۔ اخبارات کی وجہ سے شائع شدہ خبریں ہر طرف پہنچنے میں مدد ملنے لگی۔ اخبارات معلومات اور علم کا اہم ذریعہ بن گئے۔

اخبارات : خصوصاً خبریں، اداریے، رائے عامہ، اشتہارات، تفریحی و دلچسپ معلومات پر مشتمل، مقررہ وقت پر، متواتر شائع ہو کر تقسیم کی جانے والی نشریات 'اخبار' کہلاتی ہیں۔

اخبارات مقامی، قومی اور عالمی نوعیت کی مختلف خبریں مہیا کرنے کا کام کرتے ہیں۔ اخبارات موجودہ زمانے کے رجحانات کے اندراج کا تاریخی دستاویز ہے۔

اخبارات کی ابتدا اور آغاز : عیسوی صدی سے قبل مصر میں سرکاری حکم ناموں کی کندہ تحریر عوامی جگہوں پر لگائی جاتی تھیں۔ قدیم رومن حکومت میں سرکاری حکم کاغذ پر لکھا جاتا اور وہ کاغذ مختلف صوبوں میں تقسیم کیا جاتا جس میں ملک اور دارالحکومت کے واقعات کی معلومات ہوتی۔ جولیس سیزر کی نگرانی میں نکلنے والا 'ایکٹا ڈایرنا' (روزانہ کے واقعات) نامی اخبار روم میں عوامی جگہوں پر چسپاں کیا جاتا تھا۔ یہ لوگوں تک سرکاری احکامات پہنچانے کا مؤثر ذریعہ تھا۔ ساتویں صدی عیسوی میں چین میں سرکاری احکامات عوامی جگہوں پر تقسیم کیے جاتے۔ انگلینڈ میں لڑائیوں یا اہم واقعات کے ورق وقتاً فوقتاً تقسیم کیے جاتے تھے۔ سرائے یا مہمان خانے میں قیام کرنے والے مسافر مقامی لوگوں کو دور دراز کی باتیں مرچ مسالہ لگا کر بیان کرتے۔ بادشاہوں کے نمائندے مختلف جگہوں پر موجود ہوتے جو تازہ ترین خبریں دربار میں پہنچانے کا کام کرتے تھے۔

بنگال گزٹ : بھارت میں پہلا انگریزی اخبار ۲۹ر جنوری ۱۷۸۰ء کو شروع ہوا۔ 'کلکتہ جنرل ایڈورٹائزر' یا 'بنگال گزٹ' کے نام سے معروف اس اخبار کا آغاز جیمس آگسٹس ہکی نامی آئرش شخص نے کی۔

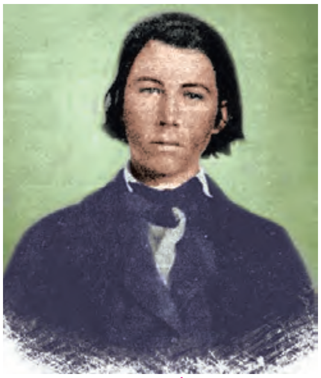

جیمس آگسٹس ہکی

درپن : درپن نامی اخبار۱۸۳۲ء میں ممبئی سے جاری کیا گیا جس کے مدیر بال شاستری جامبھیکر تھے۔

فہرست بنائیے۔

آزادی سے قبل کے چند اہم رہنما اور ان کے ذریعے جاری کیے گئے اخبارات کی فہرست بنائیے۔

درپن کے شماروں میں خبروں کے ذریعے سیاسی، معاشی، سماجی اور تہذیبی تاریخ کا پتا چلتا ہے۔ مثلاً (۱) کمپنی سرکار کے تین علاقوں کے حساب کتاب کی فہرست (۲) ان ممالک پر روس کی جانب سے حملہ ہونے کا اندیشہ (۳) شہر کی صفائی کے لیے تنظیموں کا تقرر (۴) ہندو بیواؤں کی دوبارہ شادی (۵) کلکتہ میں تھیٹر کی ابتدا (۶) راجا رام موہن رائے کی انگلستان میں کارکردگی۔ اس سے اس دور کے حالات پر روشنی پڑتی ہے۔

بال شاستری جامبھیکر

کیا آپ جانتے ہیں؟

پہلے مراٹھی اخبار 'درپن' کے مدیر کی حیثیت سے بال شاستری جامبھیکر کو اوّلین مدیر کہا جاتا ہے۔ ۶/جنوری کو ان کے یومِ ولادت کے موقع پر مہاراشٹر میں 'یومِ صحافت' (پتر کار دن) منایا جاتا ہے۔

پربھاکر : اِس اخبار کی ابتدا بھاؤ مہاجن نے کی جس میں فرانس کی بغاوت کی تاریخ (انقلابِ فرانس) اور عوامی فلاح و بہبود کے نظریے کے قائل گوپال ہری دیشمکھ کے سماجی اصلاح پر مبنی سو خطوط شائع ہوئے۔

گیانودَے : 'گیانودے' اخبار میں ۱۸۴۲ء میں براعظم ایشیا اور ۱۸۵۱ء میں 'یورپ کا نقشہ' چھاپا گیا۔ مراٹھی اخبارات میں سب سے پہلے تصویر شائع کرنے کا سہرا بھی گیانودَے کے سر بندھتا ہے۔ بجلی کی مدد سے خبر پہنچانے والی مشین ٹیلی گراف کے ۱۸۵۲ء میں شروع ہونے کی معلومات بھی گیانودَے سے حاصل ہوتی ہے۔ بھارت میں پہلی مرتبہ ریل کے شروع ہونے کی خبر گیانودَے میں 'چاکیہ مھسوبا' کی سرخی تلے شائع ہوئی۔ ۱۸۵۷ء کی آزادی کی جدوجہد کی خبریں بھی اس اخبار میں شائع ہوتی رہیں۔

اخبارات سماجی اصلاح کا اہم ذریعہ ہوتے تھے مثلاً اخبار 'اِندُوپرکاش' نے بیواؤں کی دوبارہ شادی کی زبردست حمایت کی۔ 'دین بندھو' بہوجن سماج کا ایک اہم اخبار تھا جسے مہاتما پھلے کے معاون کرشن راؤ بھالیکر نے جاری کیا۔ اس اخبار سے ہمیں اس دور کے بہوجن سماج کے حالات کا پتا چلتا ہے۔

یہ کرکے دیکھیے۔

جماعت کا ہر طالب علم کسی ایک خبر کا تراشہ لاکر اُس کی بیاض تیار کرے۔

کیسری اور مراٹھا : آزادی سے پہلے کے زمانے میں بھارتی اخبارات کی تاریخ میں 'کیسری' اور 'مراٹھا' اخبارات سنگِ میل مانے جاتے ہیں۔ ۱۸۸۱ء میں گوپال گنیش آگرکر اور بال گنگا دھر تلک نے یہ اخبارات شروع کیے۔ یہ اخبارات اس دَور کے سماجی اور سیاسی مسائل کو منظر عام پر لانے لگے۔ ملکی حالات، ملکی زبانوں میں موجود کتابیں اور انگریزوں کی سیاست جیسے موضوعات پر کیسری نے لکھنا شروع کیا۔

موجودہ اکیسویں صدی میں اخبارات جمہوریت کے چوتھے ستون کی حیثیت سے اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

رسائل : مقررہ وقت میں شائع ہونے والے نثریاتی ادب کو رسائل کہا جاتا ہے۔ اس میں ہفت روزہ، پندرہ روزہ، ماہنامہ،

دو ماہی، سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ رسائل کا شمار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ غیر مقررہ جریدوں کی قسمیں بھی رائج ہیں جن کے شائع ہونے کا وقت طے نہیں ہوتا۔

یہ کرکے دیکھیے۔

جدید زمانے میں کئی اخبارات نے ٹکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے 'ای-اخبار' جاری کیے جسے قارئین کی بھرپور حمایت حاصل ہو رہی ہے۔
استاد کی مدد سے ای-اخبار کو پڑھنے کا طریقہ معلوم کیجیے۔

بال شاستری جامبھیکر نے مراٹھی زبان میں پہلا ماہنامہ 'دِگ درشن' جاری کیا۔ رسالوں میں ہفت روزہ 'پرگتی' (۱۹۲۹ء) کی کافی اہمیت ہے جس کے مدیر ترمبک شنکر شیجولکر تھے۔ انھوں نے 'پرگتی' کے ذریعے علمِ تاریخ، سماجی تحریکیں اور مہاراشٹر کی تاریخ جیسے موضوعات پر کثرت سے مضامین لکھے۔

جدید دور میں بھارتی تاریخ سے متعلق کئی جریدے اور رسائل جاری ہیں جیسے مراٹھی میں 'بھارتیہ اِتیہاس آنی سنسکرتی'، 'مراٹھواڑہ اتیہاس پریشد پتریکا' وغیرہ۔

آئیے، تلاش کریں۔

درج بالا مثالوں کے علاوہ مہاراشٹر اور مرکزی سطح پر تاریخی تحقیق سے متعلق تنظیمیں، یونیورسٹیاں مراٹھی، ہندی اور انگریزی زبان میں رسائل شائع کرتے ہیں۔ انٹرنیٹ کی مدد سے انھیں تلاش کیجیے۔

ویب صحافت : جدید رسائل میں 'ویب صحافت' کی اقسام کے شائع ہونے والے رسائل کا شمار ہوتا ہے۔ اس میں بھی تاریخ ترجیحی موضوع ہے۔ ویب نیوز پورٹلس، سوشل میڈیا، ویب چینلس، یوٹیوب وغیرہ پر انگریزی اور بھارت کی دیگر زبانوں میں قارئین اور ناظرین کے لیے مواد مہیا کیا جاتا ہے۔

آکاش وانی : ما قبل آزادی ۱۹۲۴ء میں انڈین براڈکاسٹنگ کمپنی (آئی بی سی) کے نام سے ہر روز پروگرام نشر کرنے والے ایک نجی ریڈیو کمپنی کا آغاز ہوا۔ بعد ازاں برطانوی حکومت نے اس کمپنی کا نام تبدیل کرکے 'انڈین اسٹیٹ براڈکاسٹنگ سروِسز' (آئی ایس بی ایس) رکھا۔ ۸/جون ۱۹۳۶ء کو اسی کمپنی کا نام 'آل انڈیا ریڈیو' (AIR) رکھا گیا۔

بھارت کی آزادی کے بعد AIR بھارتی حکومت کے شعبۂ اطلاعات ونشریات کا ایک حصہ بن گیا۔ ابتدا میں اس کی نوعیت سرکاری پروگرام اور منصوبوں کی معلومات دینے والے مستند مرکز کی تھی۔ مشہور شاعر پنڈت نریندر شرما کی تجویز پر اِسے 'آکاش وانی' نام دیا گیا۔ آکاش وانی سے مختلف تفریحی، تعلیمی اور ادبی پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح کسانوں، مزدوروں، نوجوانوں اور خواتین کے لیے بھی مخصوص پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ 'وِودھ بھارتی' کی مقبول عام ریڈیو خدمات کے ذریعے ۲۴ زبانوں اور ۱۴۶/ بولیوں میں پروگرام شروع ہوئے۔ موجودہ زمانے میں نجی ریڈیو خدمات جاری ہیں جیسے ریڈیو مرچی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

بھارت میں ۲۳/جولائی ۱۹۲۷ء کو ممبئی ریڈیو مرکز سے اوّلین انگریزی نیوز بلیٹن نشر کیا گیا۔ اس کے بعد کولکاتا سے بنگالی زبان میں خبریں نشر ہونے لگیں۔

دوردرشن : ۱۵/ستمبر ۱۹۵۹ء کو بھارت کے پہلے صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرساد نے 'دلّی دوردرشن کیندر' کا افتتاح کیا۔ مہاراشٹر میں یکم مئی ۱۹۷۲ء کو ممبئی مرکز سے پروگرام کی

نشریات شروع ہوئی۔ ۱۵؍اگست ۱۹۸۲ء کو رنگین ٹیلی وِژن کی آمد ہوئی۔ ۱۹۹۱ء میں ملکی و غیر ملکی نجی چینلوں کو کیبل تکنیک کے ذریعے پروگرام کی نشریات کی اجازت دی گئی۔ فی الوقت بھارت کے ناظرین کے لیے ۱۰۰؍ سے زائد چینل موجود ہیں۔

۵ء۳ ذرائع ابلاغ کی ضرورت

سماج میں معلومات کی آزادانہ ترسیل کے لیے ذرائع ابلاغ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اداریے، مختلف مضامین اور ضمیمے اخبارات کے لازمی اجزا ہوتے ہیں۔ قارئین کے خطوط کے ذریعے قارئین بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ جمہوریت کو مزید مضبوط بنانے میں اخبارات مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

ٹیلی وژن سمعی و بصری ذریعہ ہے جس نے اخبارات اور آکاش وانی کی حدوں کو پھلانگ کر عوام کو 'حقیقتاً کیا ہوا' دِکھانے کا آغاز کیا۔ 'آنکھوں دیکھا حال' دیکھنے کے لیے ٹیلی وِژن کا کوئی متبادل نہیں ہے۔

یہ کرکے دیکھیے۔

دوستوں کے گروپ میں موجودہ زمانے کے مختلف ٹی وی چینلوں کی معلومات گروہی کام کے طور پر لکھیے۔

۵ء۴ ذرائع ابلاغ سے حاصل شدہ معلومات کا تجزیہ

ذرائع ابلاغ سے حاصل ہونے والی معلومات کا باریک بینی سے تجزیہ کیا جاتا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ ہر مرتبہ اخبارات سے حاصل ہونے والی معلومات حقیقت پر مبنی ہو۔ ہمیں اس کی تحقیق کرنا پڑتی ہے۔ غیر تصدیق شدہ خبر شائع ہونے کی عالمی مثال مشہور ہے۔ 'سٹرن' نامی جرمن ہفت روزہ نے اڈولف ہٹلر کے دستخط شدہ کئی روزنامچے خریدے اور دیگر اشاعتی کمپنیوں کو فروخت کردیں۔ ہٹلر کے تحریری روزنامچے دریافت ہونے کی خبریں مشہور ہوئیں۔ بعد میں اس کے جعلی ہونے کا انکشاف ہوا۔ اس لیے ذرائع ابلاغ سے حاصل ہونے والی معلومات کا استعمال کرنے سے پہلے اس کی صداقت کی جانچ ضروری ہے۔

۵ء۵ متعلقہ پیشہ ورانہ شعبے

اخبارات کے ذمے قارئین تک روزانہ تازہ ترین خبریں پہنچانا ہوتا ہے۔ یہ کام کرتے ہوئے خبر کے پسِ پشت خبر بتانی پڑتی ہے۔ ان اوقات میں اخبارات کو تاریخ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ کسی خبر کا تفصیلی جائزہ لیتے وقت ماضی میں اگر اسی قسم کا کوئی واقعہ پیش آیا ہو تو اس خبر کو چوکون میں شائع کرتے ہیں جس کی وجہ سے قاری کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ واقعے کی جڑ تک پہنچ پاتا ہے۔

اخبارات میں پچاس سال قبل، ایک صدی قبل جیسے کالم ہوتے ہیں جو تاریخی ماخذ اور تاریخ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس قسم کے کالم سے ہمیں ماضی میں وقوع پذیر معاشی، سماجی، سیاسی اور تاریخی واقعات کا علم ہوتا ہے۔ ماضی کے پس منظر میں زمانۂ حال کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

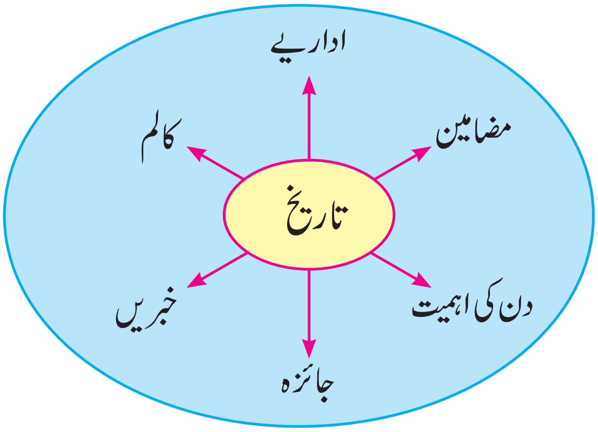

اخبارات کو مخصوص مواقع پر ضمیمے یا خاص نمبر شائع کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً ۱۹۱۴ء میں پہلی عالمی جنگ شروع ہوئی۔ ۲۰۱۴ء میں اسے سو سال مکمل ہوئے۔ اس جنگ کا ہمہ پہلو جائزہ لینے والا ضمیمہ شائع کرنے کے لیے ان واقعات کی تاریخ معلوم ہونا ضروری ہے۔ ۱۹۴۲ء کی 'بھارت چھوڑو تحریک' کو ۲۰۱۷ء میں ۷۵؍سال مکمل ہوئے۔ ایسے موقع پر اخبارات کے مضامین،

ادارے، خاص دن کی اہمیت، جائزہ وغیرہ کے ذریعے ان واقعات کا احاطہ کیا جاتا ہے۔اس وقت تاریخ کا مطالعہ کارآمد ہوتا ہے۔

یہ کر کے دیکھیے۔

اخبارات میں لفظی معموں کے لیے بھی تاریخ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ آپ بھی الگ الگ لفظی معمے بنانے کی کوشش کیجیے مثلاً قلعوں کے نام استعمال کر کے معمہ بنانا۔

آکاش وانی کے لیے بھی تاریخ اہم موضوع ہے مثلاً ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء یا اس کے بعد کے وزرائے اعظم کے یومِ آزادی کے مخصوص بیانات آکاش وانی کے ذخیرے (آرکائیوز) میں محفوظ ہوتے ہیں جو موجودہ دور کے حالات کو سمجھنے میں کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔

یہ معلوم کیجیے۔

اپنے استاد کی مدد سے ۱۹۴۲ء کی تحریک میں خفیہ ریڈیو مراکز کے کارناموں کی معلومات جمع کیجیے۔

آکاش وانی کے چند مخصوص پروگرام کی نشریات کے لیے تاریخ کے محققین کی ضرورت پیش آتی ہے۔ قومی رہنماؤں کی سالگرہ، برسی، کسی تاریخی واقعے کو ایک سال، ۲۵/سال، ۵۰/سال، ایک صدی یا اس سے زیادہ سال مکمل ہونے پر اس پر مباحثے کے لیے ان واقعات کی معلومات ضروری ہے۔ قومی رہنماؤں کے کارناموں پر تقریر کرنے کے لیے مقررین کو تاریخ کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ آکاش وانی پر بھی دن کی اہمیت کا پروگرام نشر کیا جاتا ہے۔

دوردرشن اور تاریخ کا قریبی تعلق رہا ہے۔ تاریخ سے دلچسپی پیدا کرنے اور بیداری لانے کا اہم کام دور درشن اور دیگر چینل کرتے ہیں۔ دور درشن پر پیش کیے جانے والے رامائن، مہابھارت جیسے قدیم دیومالائی سیریل نیز 'بھارت ایک کھوج'، 'راجا شیوچھترپتی' جیسے تاریخی سیریلوں نے ناظرین کے بڑے طبقے کو متوجہ کیا۔ رامائن، مہابھارت جیسے سیریل بناتے وقت اس دور کا ماحول، لباس، اسلحہ، رہن سہن، زبان وغیرہ سے متعلق معلومات رکھنے والوں کی ضرورت پیش آتی ہے جس کے لیے تاریخ کا باریک بینی سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔

موجودہ دور میں 'ڈسکوری، نیشنل جیوگرافی، ہسٹری' جیسے چینلوں پر نشر ہونے والے سیریلوں نے ناظرین کے لیے

ذرا یہ جان لیجیے۔

قدیم بھارت سے موجودہ زمانے تک تاریخ پر مبنی دوردرشن پر نشر کیا جانے والا 'بھارت ایک کھوج' سیریل اہم ہے۔ یہ سیریل پنڈت جواہر لعل نہرو کی کتاب 'ڈسکوری آف انڈیا' پر مبنی تھا۔ ہدایت کار شیام بینیگل کے اس سیریل نے زمانۂ قدیم سے عہدِ حاضر تک کی سماجی، تہذیبی اور سیاسی تاریخ پیش کی۔ مفصل تحقیق اور پیش کش کی وجہ سے یہ سیریل بہت مقبول ہوا۔

اس سیریل کے ذریعے ہڑپا کی تہذیب، ویدک دور، رامائن، مہابھارت کی تفصیل، عہدِ موریا، ترک، افغان اور مغلوں کے حملے، مغلیہ دور اور مغل بادشاہوں کے کارنامے، بھکتی تحریک، چھترپتی شیواجی مہاراج کے کارنامے، سماجی اصلاحی تحریکیں اور آزادی کی جدوجہد جیسے کئی واقعات پیش کیے گئے ہیں۔

اس سیریل میں ناٹک، عوامی فنون اور اصلاحی معلومات کے ذریعے نہرو کا کردار نبھانے والا اداکار روشن سیٹھ ابتدائی کلمات اور تفصیلات پیش کرتا ہے۔ تاریخ کی جانب دیکھنے کا نہرو کا نظریہ اور مؤثر پیش کش کی وجہ سے یہ سیریل بھارت میں بہت مقبول ہوا۔

دنیا بھر کی تاریخ کا خزانہ کھول دیا جس کی وجہ سے لوگ گھر بیٹھے دنیا کی تاریخ اور جغرافیہ کی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ ان سیریلوں کو مزید دلچسپ بنانے کے لیے تاریخ کے منتخب حصوں کو کرداروں کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے مثلاً نامور مرد و خواتین، کھلاڑی، فوجی وغیرہ۔ اس کے علاوہ عمارتیں، قلعے، حکومتوں کا عروج و زوال ہی نہیں بلکہ پکوان سازی کے فن پر مبنی تاریخی سیریل بھی عوام بڑی دلچسپی سے دیکھتے ہیں۔

درج بالا تمام شعبوں میں تاریخ کے عمیق مطالعے کی ضرورت ہوتی ہے۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان کو مکمل کیجیے۔

۱۔ بھارت کا پہلا انگریزی روزنامہ .... نے جاری کیا۔

(الف) جیمس آگسٹس ہکی

(ب) سر جان مارشل

(ج) ایلن ہیوم

(د) بال شاستری جانبھیکر

۲۔ ٹیلی وژن ....ذریعہ ہے۔

(الف) بصری (ب) سمعی

(ج) سمعی و بصری (د) حسّی

(ب) ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ پربھاکر - اچاریہ پی کے اَترے

۲۔ درپن - بال شاستری جانبھیکر

۳۔ دین بندھو - کرشن راؤ بھالیکر

۴۔ کیسری - بال گنگا دھر تلک

(۲) نوٹ لکھیے۔

۱۔ آزادی کی جدوجہد میں اخبارات کا کردار

۲۔ ذرائع ابلاغ کی ضرورت

۳۔ ذرائع ابلاغ سے منسلک پیشہ ورانہ شعبے

(۳) دیے ہوئے بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ ذرائع ابلاغ سے حاصل شدہ معلومات کا تحقیقی تجزیہ کرنا پڑتا ہے۔

۲۔ اخبارات کو تاریخ مضمون کی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔

۳۔ تمام ذرائع ابلاغ میں ٹیلی وژن انتہائی مقبول ذریعہ ہے۔

(۴) دیے ہوئے اقتباس کا مطالعہ کر کے سوالوں کے جواب لکھیے۔

آکاش وانی : ماقبل آزادی ۱۹۲۴ء میں انڈین براڈ کاسٹنگ کمپنی (آئی بی سی) کے نام سے ہر روز پروگرام نشر کرنے والے ایک نجی ریڈیو کمپنی کا آغاز ہوا۔ بعدازاں برطانوی حکومت نے اس کمپنی کا نام تبدیل کر کے 'انڈین اسٹیٹ براڈ کاسٹنگ سروسیز' (آئی ایس بی ایس) رکھا۔ ۸/ جون ۱۹۳۶ء کو اسی کمپنی کا نام 'آل انڈیا ریڈیو' (AIR) رکھا گیا۔

بھارت کی آزادی کے بعد AIR بھارتی حکومت کے شعبۂ اطلاعات و نشریات کا ایک حصہ بن گیا۔ ابتدا میں اس کی نوعیت سرکاری پروگرام اور منصوبوں کی معلومات دینے والے مستند مرکز کی تھی۔ مشہور شاعر پنڈت نریندر شرما کی تجویز پر اِسے 'آکاش وانی' نام دیا گیا۔ آکاش وانی سے مختلف تفریحی، تعلیمی اور ادبی پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح کسانوں، مزدوروں، نوجوانوں اور خواتین کے لیے بھی مخصوص پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ 'وِودھ بھارتی' کی مقبول عام ریڈیو خدمات کے ذریعے ۲۴ زبانوں اور ۱۴۶/ بولیوں میں پروگرام شروع ہوئے۔ موجودہ زمانے میں نجی ریڈیو خدمات جاری ہیں جیسے ریڈیو مرچی۔

۱۔ آکاش وانی کون سے محکمے کے ماتحت ہے؟

۲۔ IBC کا نام تبدیل کر کے کیا رکھا گیا؟

۳۔ وِوِدھ بھارتی سے کتنی زبانوں اور بولیوں میں پروگرام نشر ہوتے ہیں؟

۴۔ آکاش وانی کا نام کس طرح پڑا؟

(۵) تصوّراتی خاکہ تیار کیجیے۔

	اخبارات	آکاش وانی	دوردرشن
ابتدا/ پس منظر			
معلومات/ پروگرام کی نوعیت			
کارنامے			

سرگرمی

اپنے کسی دیکھے ہوئے تاریخی سیریل پر تبصرہ لکھیے۔

3LUHH1

٦۔ تفریح کے ذرائع اور تاریخ

٦ء١ تفریح کی ضرورت

٦ء٢ عوامی ناٹک

٦ء٣ مراٹھی تھیٹر

٦ء٤ بھارتی فلمی دنیا

٦ء٥ تفریحی شعبے میں روزگار کے مواقع

تفنّنِ طبع کی باتیں یعنی تفریحی وسائل۔ مختلف مشاغل، کھیل، ناٹک-فلم کے تفریحی ذرائع، تحریر و مطالعہ پر مبنی عادتوں وغیرہ کا شمار تفریح میں ہوتا ہے۔

٦ء١ تفریح کی ضرورت

عمدہ درجے کی خالص تفریح انسان کی بے عیب نشو و نما کے لیے بہت اہم ہوتی ہے۔ تفریح لگی بندھی زندگی کی اُکتاہٹ کو دور کرکے دل کو تازگی، سکون، جسم کو جوش و ولولہ اور کام کرنے کی قوت فراہم کرنے کا کام کرتی ہے۔ کھیل کود اور مشاغل کے ذریعے شخصیت کا ارتقا ہوتا ہے۔ بھارت میں عہدِ قدیم اور عہدِ وسطیٰ میں تہوار، تقریبات، کھیل، رقص و گلوکاری وغیرہ جیسے تفریح کے وسائل ہوا کرتے تھے۔

جدید زمانے میں بے شمار تفریحی وسائل میسر ہیں۔

فہرست بنائیے۔

تفریح کی مختلف اقسام بتائیے اور ان کی جماعت بندی کیجیے۔

تفریح کی حسبِ ذیل دو قسمیں ہیں : سرگرمی اساس اور غیر سرگرمی اساس۔ کسی سرگرمی میں کسی شخص کی جسمانی و ذہنی شمولیت سرگرمی اساس تفریح کہلاتی ہے۔ دستی پیشہ، کھیل وغیرہ سرگرمی اساس تفریح کی مثالیں ہیں۔ جب ہم کھیلوں کے مقابلے دیکھتے ہیں، موسیقی سنتے ہیں یا فلم دیکھتے ہیں تو اسے ہم غیر سرگرمی اساس تفریح میں شمار کرتے ہیں۔ اس میں ہم صرف ناظر یا تماش بین ہوتے ہیں۔

یہ کرکے دیکھیے۔

مضمون تاریخ سے متعلق سرگرمی اساس اور غیر سرگرمی اساس تفریحات کی جدول بنائیے۔

٦ء٢ عوامی ناٹک

کٹھ پتلیوں کا کھیل : موہنجو دارو، ہڑپّا، یونان اور مصر کی کھدائی کے دوران مٹی کی گُڑیوں کے باقیات ملے ہیں۔ گمان ہے کہ انھیں کٹھ پتلیوں کے کھیل میں استعمال کیا جاتا ہوگا۔ اس

کٹھ پتلیوں کا کھیل

سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ کھیل بہت قدیم ہے۔ پنچ تنتر اور مہابھارت میں اس کھیل کا ذکر ملتا ہے۔

قدیم بھارت میں ایسی کٹھ پتلیاں بنانے کے لیے لکڑی، اون، چمڑا، جانوروں کے سینگ اور ہاتھی دانت کا استعمال کیا جاتا تھا۔ راجستھانی اور جنوبی اس کھیل کے دو طریقے ہیں۔

اُتر پردیش، مہاراشٹر، راجستھان، آسام، مغربی بنگال، آندھرا پردیش، تلنگانا، کرناٹک، کیرالا میں کٹھ پتلی کے فن کا

مظاہرہ کرنے والے فنکار موجود ہیں۔ اس تفریحی ہنر کو اسٹیج پر کامیاب بنانے کے لیے اس کے ناظم کا باصلاحیت ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اس میں چھوٹا اسٹیج، روشنی اور آواز کا اشاراتی استعمال کیا جاتا ہے۔ سایہ کٹھ پتلی، دستی کٹھ پتلی، لکڑی کی کٹھ پتلی اور ڈور والی کٹھ پتلی اس کی قسمیں ہیں۔

دشاوتاری ڈرامے : دشاوتاری (دس اوتار والا) ڈراما مہاراشٹر کے عوامی فن کی ایک قسم ہے جس کے تجربات کوکن اور گوا میں بھی کیے جاتے ہیں۔ دشاوتاری ناٹک متسیہ، کورم، وَراہ، نرسمہا، وامن، پرشورام، رام، کرشن، بدھ اور کالکی اِن دس اوتاروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ناظم سب سے پہلے گنیش کی پوجا کرتا ہے۔

دشاوتاری ڈراموں میں کرداروں کی اداکاری، ان کا میک اَپ اور پوشاک روایتی طرز کے ہوتے ہیں۔ ڈرامے کا زیادہ تر حصہ منظوم ہوتا ہے۔ کچھ مکالمے کردار کے خود ساختہ ہوتے ہیں۔ دیوی دیوتاؤں کے لیے لکڑی کے نقاب (ماسک) استعمال کیے جاتے ہیں۔ ڈراموں کا اختتام ہانڈی پھوڑ کر دہی بانٹ کر اور آرتی کے ساتھ ہوتا ہے۔

دشاوتاری ڈراما

اٹھارہویں صدی عیسوی میں شیام جی نائیک کالے نے دشاوتاری ڈرامے دِکھانے والا ایک گروپ تیار کیا تھا۔ اس گروپ کو لے کر وہ مہاراشٹر بھر میں گھومتے تھے۔

وِشنوداس بھاوے نے دشاوتاری ڈرامے کی تکنیک میں نیاپن لا کر اپنے دیومالائی ڈرامے پیش کیے جس کی وجہ سے مراٹھی ڈراموں کی بنیاد دشاوتاری ڈراموں کو کہا جاتا ہے۔

بھجن : جھانج، مردنگ یا پکھواج وغیرہ سازوں کے ساتھ خدا کی حمد اور ذکر پر مبنی نظم کو بھجن کہا جاتا ہے۔ بھجن کی دو قسمیں ہیں؛ چکری بھجن اور سونگی بھجن۔

چکری بھجن : بغیر رُکے مسلسل دائروی شکل میں جھوم جھوم کر گھومتے ہوئے بھجن کہنا چکری بھجن کہلاتا ہے۔

سونگی بھجن : ہندو مذہبی عقیدے کے مطابق کسی دیوتا کے عقیدت مند کا کردار مکالمے کی شکل میں پیش کرنا سونگی بھجن کہلاتا ہے۔

بعد کے دور میں سنت تکڑوجی مہاراج نے 'کھنجری بھجن' (دف بھجن) کو بہت مقبول بنا دیا۔

شمالی بھارت میں سنت تلسی داس، مہاکوی سورداس، سنت میرابائی اور سنت کبیر کے بھجن مشہور ہیں۔

یہ کر کے دیکھیے۔

تلسی داس، سورداس، میرابائی اور کبیر کے بھجن سنیے اور موسیقی کے استاد یا جانکار کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

کرناٹک میں پرندر داس، بودھیندر گروسوامی، تیاگ راج وغیرہ کی تخلیقات بھجن میں گائی جاتی ہیں۔

گجرات میں سنت نرسی مہتا نے بھکتی فرقے کی تبلیغ کی۔

مہاراشٹر میں سنت نام دیو نے وارکری فرقے کے ذریعے بھجن اور کیرتن کو فروغ دیا۔ وارکری فرقے نے نام اسمرن (ذکر) کی ایک قسم کے طور پر بھجن کو شہرت بخشی۔

کیرتن : روایت کے مطابق نارد مُنی کو کیرتن کا بانی مانا جاتا ہے۔ سنت نام دیو کو مہاراشٹر کا اوّلین کیرتن کار مانا جاتا ہے۔ ان کے بعد دیگر سنتوں نے اس روایت کو فروغ دیا۔

کیرتن کار کو ہری داس یا کہانی گو بابا کہا جاتا ہے۔ کیرتن کار کو لباس، علم، تقریر، گلوکاری، موسیقی، رقص اور لطیفوں پر زیادہ توجہ دینا پڑتی ہے۔ اس میں بہت ساری صفات ہونی چاہیے۔ کیرتن

مندر میں یا مندر کے احاطے میں کیا جاتا ہے۔

ذرا یہ جان لیجیے۔

کیرتن کی دو اہم روایات ناردی یا ہری داسی اور وارکری ہیں۔ ہری داسی کیرتن یک کرداری ڈرامے کی طرح ہوتا ہے۔ اس کیرتن میں تمہید اور تمثیل ہوتے ہیں۔ تعظیم، کہانیوں کے ابھنگ اور بیان کو تمہید اور مثال کے طور پر پیش کی گئی کسی حکایت کو تمثیل کہتے ہیں۔ وارکری کیرتن میں اجتماعیت پر زور دیا جاتا ہے۔ کیرتن کے ساتھ جھانج بجانے والوں کی شمولیت بہت اہم ہوتی ہے۔ تحریک آزادی کے زمانے میں 'راشٹریہ کیرتن' نامی کیرتن کی ایک نئی قسم سامنے آئی۔ یہ کیرتن ناردی کیرتن کی طرح ہی پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں تحریکِ آزادی کے رہنما، عالموں اور سماجی مصلحین جیسی عظیم ہستیوں کے کردار و اخلاق کے ذریعے سماجی بیداری پر زور دیا جاتا ہے۔ اس کا آغاز وائی کے دتّو پنت پٹ وَردھن نے کیا تھا۔

اس کے علاوہ مہاتما جیوتی راؤ پھلے کے قائم کردہ 'ستیہ شودھک سماج' نے بھی کیرتن کے وسیلے سے سماجی بیداری کا کام انجام دیا۔ سنت گاڈگے مہاراج کے کیرتن بھی ستیہ شودھکی کیرتنوں سے میل کھاتے ہیں۔ نسلی تفریق کا خاتمہ، صفائی اور نشہ بندی جیسے عنوانات پر وہ اپنے کیرتن کے ذریعے سماج میں بیداری پیدا کرتے تھے۔

للت : للت مہاراشٹر میں تفریح کی ایک پرانی قسم ہے۔ اس کا شمار ناردی کیرتن کی روایت میں ہوتا ہے۔ کوکن اور گوا کے علاقوں میں اس کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

مذہبی تہواروں کے موقع پر ہندو مذہبی رسومات کے مطابق تہوار کے دیوتا کو تخت نشین مان کر اس سے مرادیں مانگی جاتی ہیں مثلاً 'جس کی جو مراد ہو اسے مل جائے/ پورا گاؤں اگلے للت تک خوشی سے زندگی گزارے/ باہمی اختلافات کا خاتمہ ہو/ کسی کے دل میں بغض باقی نہ رہے/ اخلاص کے ساتھ معاملات چلتے رہیں/ سماج اچھے کردار پر قائم رہے'۔ اس قسم کی منّتیں مانی جاتی ہیں۔

للت کی پیش کش ڈرامائی انداز میں کی جاتی ہے جس میں کرشن اور رام کی کہانی نیز عقیدت مندوں کی کہانیاں سنائی جاتی ہیں۔ کچھ للت ہندی زبان میں بھی ہیں۔ جدید مراٹھی تھیٹر کو للت کا پس منظر حاصل ہے۔

بھارُوڈ : روحانی اور اخلاقی تعلیم دینے والے مراٹھی کے خوب صورت گیت یعنی بھارُوڈ۔ 'نکڑ ناٹک' کی طرح بھارُوڈ بہت تجربہ پذیر ہوتا ہے۔ مہاراشٹر میں سنت ایکناتھ کے بھارُوڈ اپنے تنوع، ڈرامائیت، تفنن اور غنائیت کی وجہ سے بہت مقبول ہوئے۔ سنت ایکناتھ کے بھارُوڈوں کی تخلیق کا اصل مقصد عوامی تعلیم تھا۔

تماشا : بنیادی طور پر 'تماشہ' فارسی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہے قلب کو سکون دینے والا منظر۔ مختلف عوامی فنون اور کلاسیکی فنون کے رجحانات کو اپنے دامن میں سمیٹتے ہوئے اٹھارھویں صدی تک تماشے نے خاصی ترقی کر لی۔ روایتی تماشے کی دو قسمیں ہیں؛ موسیقی کا طائفہ اور ڈھولک کا طائفہ۔ موسیقی پر مبنی تماشے میں ڈرامے سے زیادہ رقص اور موسیقی پر زور دیا جاتا ہے۔ ترجیحی طور پر رقص اور موسیقی پر مشتمل اس تماشے میں گزرتے وقت کے ساتھ 'وَگ' اس ڈرامائی قسم کو شامل کیا گیا۔ برمحل لطیفوں کی مدد سے وَگ مسحور کن ہو جاتا ہے۔

تماشے کی ابتدا میں گنیش کی پوجا کی جاتی ہے۔ اس کے بعد 'گوڑن' پیش کیا جاتا ہے۔ تماشے کے دوسرے حصے میں مرکزی ڈراما پیش کیا جاتا ہے۔ اس حصے میں اہم ڈراما یعنی وَگ پیش کیا جاتا ہے۔ 'وِچھّا ماجھی پوری کرا' اور 'گاڑھوا چے لگن' جیسے مشہور تجرباتی مراٹھی ڈرامے تماشے کی جدید نوعیت ظاہر کرتے ہیں۔

پوواڑا : نثر و نظم کے امتزاج پر مشتمل پیش کش کی ایک قسم پوواڑا ہے۔ بہادر مرد اور خواتین کے کارناموں کو پوواڑے کے ذریعے جوش اور ولولہ انگیز انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔ چھترپتی

شیواجی مہاراج کے زمانے میں اگیان داس نامی شاعر کے ذریعے افضل خان کے قتل پر تیار کیا گیا پوواڑا اور تلسی داس کا تخلیق کردہ سینہہ گڑھ کی لڑائی کا پوواڑا بہت مشہور ہے۔

برطانوی دورِ حکومت میں اوماجی نائک، چاپھیکر برادران اورمہاتما گاندھی پر پوواڑے تخلیق کیے گئے۔ متحدہ مہاراشٹرتحریک کے زمانے میں امرشیخ، انّا بھاؤ ساٹھے اور گوانکر جیسے شعرا کے تخلیق کردہ پوواڑوں کے ذریعے مہاراشٹر میں سماجی بیداری پیدا کی گئی۔

۶ء۳ مراٹھی تھیٹر

کسی فرد یا گروہ کے ذریعے فنونِ لطیفہ کی پیشکش کے مقام کو رنگ بھومی (اسٹیج یا تھیٹر) کہتے ہیں۔ فنونِ لطیفہ میں فن کار اور ناظرین، دونوں کی شمولیت اہم ہوتی ہے۔ ڈرامے کا اسکرپٹ، ہدایت کار، اداکار، میک اپ، ملبوسات، اسٹیج ڈیزائن، روشنی کا انتظام، ڈرامے کے ناظرین اور نقاد جیسے مختلف عوامل تھیٹر یا اسٹیج سے وابستہ ہوتے ہیں۔ ڈرامے میں رقص وموسیقی کا بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ زیادہ تر ڈرامے مکالموں کی شکل میں پیش کیے جاتے ہیں لیکن کچھ ڈراموں میں خاموش اداکاری بھی ہوتی ہے۔ اس قسم کے ڈراموں کو 'خاموش ڈراما' کہتے ہیں۔

چھترپتی شیواجی مہاراج، چھترپتی سنبھاجی مہاراج، مہاتما جیوتی راؤ پھلے، لوک مانیہ تلک، مہاتما گاندھی، ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کی زندگی سے متعلق ڈراموں کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

تنجاور کے بھوسلے خاندان نے مراٹھی اور جنوبی ہند کی زبانوں میں ڈراموں کو فروغ دیا۔ اس خاندان کے راجاؤں نے خود ڈرامے لکھے اور سنسکرت ڈراموں کے ترجمے کیے۔

مہاراشٹر میں تھیٹر کے فروغ میں اُنیسویں صدی کو اہم مقام حاصل ہے۔ وشنوداس بھاوے کو 'مراٹھی تھیٹر کا بانی' مانا جاتا ہے۔ 'سیتا سوئمبر' پہلا ڈراما ہے جو وشنوداس بھاوے نے تھیٹر میں پیش کیا۔ وشنو داس بھاوے کے تصنیف کردہ ڈرامے کے بعد مہاراشٹر میں تاریخی اور دیومالائی ڈراموں کے ساتھ ہی ہلکے پھلکے طربیہ ڈرامے بھی تھیٹر میں پیش کیے گئے جن میں مزاحیہ اسلوب میں سماجی موضوعات پیش کیے جاتے تھے۔

ابتدا میں ڈراموں کے اسکرپٹ تحریری شکل میں نہیں ہوتے تھے۔ ان میں اکثر گیت تحریری شکل میں ہونے کے باوجود مکالمے بہت بے ساختہ ہوتے تھے۔ مطبوعہ شکل میں اسکرپٹ کے ساتھ دستیاب پہلا ناٹک وی۔ جے۔ کیرتنے کا ۱۸۶۱ء میں تحریر کردہ 'بڑے مادھوراؤ پیشوا' تھا۔ اس ڈرامے کی وجہ سے مکمل تحریر شدہ اسکرپٹ پر مشتمل ڈراموں کی نئی روایت شروع ہوئی۔

اُنیسویں صدی کے اواخر میں شمالی ہندوستان کی مشہور 'خیال' موسیقی کو مہاراشٹر میں رائج کرنے کا کام بال کرشن بوا اچلکرنجی کر نے کیا۔ ان کے بعد استاد اللہ دیا خاں، استاد عبدالکریم خاں اور استاد رحمت خاں نے مہاراشٹر کے اہلِ ذوق میں موسیقی کے تئیں دلچسپی پیدا کی جس کے نتیجے میں موسیقی تھیٹر وجود میں آیا۔ کرلوسکر گروپ نامی ڈراما کمپنی کے موسیقی ڈرامے لوگوں میں بہت مقبول ہوئے۔ ان میں انّا صاحب کرلوسکر کا تحریر کردہ 'سنگیت شاکنتل' بہت مشہور ہوا۔ موسیقی ڈراموں میں گووند بلّال دیول کا تحریر کردہ ڈراما 'سنگیت شاردا' بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ اس ڈرامے میں

کیا آپ جانتے ہیں؟

کھاڈلکر نے رزمیہ نظم مہابھارت کے واقعات پر مبنی معاصر برطانوی حکومت پر نکتہ چینی کرنے والا 'کیچک وَدھ' ڈراما لکھا۔ کیچک وَدھ میں دروپدی کے روپ میں بے سہارا مادرِ وطن بھارت، یودھشٹر یعنی اعتدال پسند جماعت، بھیم یعنی انتہا پسند جماعت اور کیچک یعنی حکومت کی چمک میں اندھے وائسرائے لارڈ کرزن۔ اس طرح ناظرین یہ ڈراما دیکھتے تھے اور ان کے دلوں میں برطانوی حکومت کے خلاف نفرت پیدا ہوتی تھی۔

معمر لڑکیوں کی شادیوں کے فرسودہ رواج پر مزاحیہ انداز میں لیکن زبردست نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ شری پاد کرشن کولہٹکر کا 'موک نایک'، کرشنا جی پربھا کر کھاڈِلکر کا 'سنگیت ماناپمان'، رام گنیش گڈکری کا 'ایکچ پیالہ' جیسے ڈرامے تھیٹر کی تاریخ میں اہمیت کے حامل ہیں۔

مراٹھی تھیٹر کے دورِ تنزل میں اچاریہ اَترے کے 'شاشٹانگ نمسکار، اُدیاچا سنسار، گھراباہیر' جیسے مقبولِ عوام ڈراموں نے تھیٹر کو سہارا دینے میں اہم کردار نبھایا ہے۔ حالیہ دور میں وسنت کانیٹکر کا 'رائے گڑھالا جیوہا جاگ پیتے'، 'اِتھے اوشاڑلا مرتیو'، وِجے تنڈولکر کا 'گھاشی رام کوتوال'، وِشرام بیڑے کر کا 'تلک آنی آگرکر' وغیرہ نئے طرز کے حامل ڈرامے بہت مشہور ہیں۔

مختلف موضوعات پر مبنی ڈراموں اور ان کی مختلف اقسام کی وجہ سے مراٹھی تھیٹر قوی ہوتا گیا۔ ناٹک کے اہم اداکاروں میں گنپت راؤ جوشی، بال گندھروا اور نارائن راؤ راج ہنس، کیشو راؤ بھوسلے، چِنتامن راؤ کولہٹکر، گنپت راؤ بوڈس وغیرہ کے نام سرِ فہرست ہیں۔ ان کے مراٹھی ڈرامے کھلے میدان میں ہوتے تھے۔ برطانوی حکومت نے سب سے پہلے ممبئی میں 'رِپن'، 'پلے ہاؤس' اور 'وکٹوریہ' نامی ڈراما گھروں کی تعمیر کی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ مراٹھی ڈراموں کے تجربات بھی دیوار بند ڈراما گھروں میں ہونے لگے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مشہور ادیب وی۔ وا۔ شرواڈکر (کُسما گرج) کا شیکسپیئر کے ڈرامے 'کنگ لیئر' کی طرز پر لکھا ہوا ڈراما 'نٹ سمراٹ' خوب مشہور ہوا۔ شرواڈکر نے اس ڈرامے کے حزنیہ ہیرو 'گنپت راؤ بیلوکر' کا کردار ماضی کے مشہور اداکاروں گنپت راؤ جوشی اور نانا صاحب پھاٹک کی شخصیتوں کے مختلف پہلوؤں کے امتزاج سے تیار کیا تھا۔

۶ء۴ بھارتی فلمی دنیا

فلم : سنیما فن کاری اور ٹکنالوجی کا بہترین سنگم ہے۔ متحرک تصویروں کی کھوج کے بعد فلم سازی کے فن کا جنم ہوا۔ اسی سے خاموش فلموں کے دور کا آغاز ہوا۔ بعد میں سمعی تکنیک کی ایجاد کے ساتھ ہی بولتی فلموں کا دور شروع ہوا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

فلموں کی قسمیں - طنزیہ فلمیں، ڈاکیومنٹری، اشتہاری فلمیں، مزاحیہ فلمیں، بچوں کی فلمیں، فوجیوں کی زندگیوں پر مبنی فلمیں، تعلیمی فلمیں، کہانیوں پر بنائی جانے والی فلمیں وغیرہ۔

بھارت میں پہلی مکمل طوالت کی فلم (بڑی فلم) تیار کرنے اور اسے جاری کرنے کا سہرا مہاراشٹر کے سر بندھتا ہے۔ مہاراشٹر کو 'بھارتی فلمی دنیا کی ماں' کہا جاتا ہے۔ بھارتی فلموں کی ترقی میں مدن راؤ مادھوراؤ پتلے، کلیان کے پٹوردھن خاندان اور ہرش چندر سکھا رام بھاٹوڈیکر عرف ساوے دادا کی خدمات اہم ہیں۔

ہدایت کار (ڈائرکٹر) گوپال رام چندر اور دادا صاحب تورنے نیز اے۔ پی۔ کرندیکر، ایس۔ این۔ پاٹنکر، وی۔ پی۔ دِویکر نے غیر ملکی تکنیک کی مدد سے 'پنڈلک' نامی فلم ۱۹۱۲ء میں ممبئی میں دِکھائی۔ ۱۹۱۳ء میں دادا صاحب پھالکے نے خود اپنی ہدایت کاری میں اور پوری طرح بھارت ہی میں تیار کی گئی فلم 'راجا ہریش چندر' ممبئی میں ریلیز کی۔ اس کے بعد موہنی - بھسما سور، ساوتری - ستیہ وان جیسی خاموش فلمیں اور ایلورا کے غاروں نیز ناشک اور ترمبکیشور جیسے مذہبی مقامات پر دادا صاحب پھالکے نے دیومالائی

دادا صاحب تورنے

ڈاکیومنٹری فلمیں بنائیں۔ اس کے بعد تاریخی و دیومالائی موضوعات پر فلمیں تیار کرنے کا رواج چل پڑا۔

اس کے بعد بھارت میں پہلا فلمی کیمرہ بنانے والے آنند راؤ پینٹر نے فلم سازی میں دلچسپی ظاہر کی۔ ان کے خالہ زاد بھائی باپوراؤ پینٹر اور مستری نے ۱۹۱۸ء میں ’سیرندھری‘ فلم بنائی۔ انھوں نے ’سینھہ گڑھ‘ نامی پہلی خاموش تاریخی فلم، ’کلیان چا خزینہ‘، ’باجی پربھو دیشپانڈے‘، ’نیتاجی پالکر‘ جیسی تاریخی فلمیں بنائیں۔ علاوہ ازیں انھوں نے حقیقت پر مبنی پہلی فلم ’ساوکاری پاش‘ بھی بنائی۔ ۱۹۲۵ء میں ’باجی راؤ مستانی‘ فلم بنانے والے بھالجی پینڈھارکر کی تاریخی فلموں سے قومی نظریے کو فروغ حاصل ہوا۔ یہ احساس ہوتے ہی برطانوی حکومت نے اس پر پابندی عائد کردی۔

داداصاحب پھالکے

یہ معلوم کیجیے۔

پہلے سنیما گھروں میں فلم شروع ہونے سے پہلے ڈاکیومنٹری فلم ’خبر نامہ‘ دِکھایا جاتا تھا۔ اس طرح کی فلمیں تیار کرنے کے لیے بھارتی حکومت نے ’فلمس ڈویژن‘ کی بنیاد رکھی۔ ان ڈاکیومنٹری فلموں اور خبرناموں کا استعمال سماج سے مخاطبت کے لیے ہوتا تھا۔ اس کی معلومات حاصل کیجیے۔

کملابائی منگرولکر مراٹھی کی پہلی خاتون فلم ساز ہیں۔ انھوں نے ’ساوِتری تانڈیل‘ اور ’پنّا دائی‘ نامی (ہندی) بولتی فلمیں تیار کیں۔ ۱۹۴۴ء میں پربھات کمپنی کی تیار کردہ فلم ’رام شاستری‘ بہت مشہور ہوئی۔ آزادی کے بعد کے دور میں اچاریہ اترے نے ’مہاتما پھلے‘ کی زندگی پر، وِشرام بیڈیکر نے واسو دیو بلونت پھڑکے کی زندگی پر فلمیں بنائیں۔ دِنکر ڈی۔ پاٹل نے ’دھنیہ تے سنتا جی دھنا جی‘ فلم بنائی۔ پربھاکر پینڈھارکر کی ’بال شیواجی‘ بہت اہم فلم ہے۔

بھارتی سنیما کو بین الاقوامی سطح پر اہمیت دلانے والی پہلی فلم ’سنت تکارام‘ ہے۔ پیرس میں منعقدہ بین الاقوامی فلمی میلے میں یہ فلم دِکھائی گئی۔ وشنو پنت پاگنیس نے اس فلم میں تکارام کا کردار نبھایا تھا۔

آیئے، تلاش کریں۔

انٹرنیٹ کی مدد سے ۱۹۷۰ء سے ۲۰۱۵ء تک کی تاریخی موضوعات پر مبنی فلمیں تلاش کیجیے۔

جس طرح مراٹھی زبان میں تاریخی فلمیں بنائی گئیں اسی طرح ہندی زبان میں بھی بہت ساری تاریخی فلمیں بنائی گئیں۔ آزادی سے قبل کے دور کی ہندی فلموں میں سکندر، تان سین، سمراٹ چندر گپت، پرتھوی وَلبھ، مغلِ اعظم‘ وغیرہ فلمیں تاریخی موضوعات پر مبنی ہیں۔ ’ڈاکٹر کوٹنیس کی امر کہانی‘ حقیقت پر مبنی فلم تھی۔ تحریکِ آزادی کے موضوع پر ’آندولن‘، ’جھانسی کی رانی‘ جیسی فلمیں اہمیت کی حامل ہیں۔

بامبے ٹاکیز، فلمستان، راج کمل پروڈکشنس، آر۔ کے۔ اسٹوڈیوز، نوکیتن وغیرہ کمپنیوں نے فلم سازی کے شعبے میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

آیئے، تلاش کریں۔

انٹرنیٹ کی مدد سے تاریخ سے متعلق ایسی فلموں کی فہرست بنایئے جن کا اس سبق میں ذکر نہ ہوا ہو۔

۵ء۶ تفریحی شعبے میں روزگار کے مواقع

تھیٹر اور فلم سازی کے شعبے میں تاریخ کے طلبہ کے لیے بہت سے مواقع میسر ہیں۔

ڈراما : (ا) اسٹیج کی سجاوٹ، ملبوسات، بالوں کی آرائش کا

طرز، زیبائش وغیرہ کی تفصیلات بے عیب ہونے کے لیے متعلقہ تاریخی زمانے کے فنِ مصوری، فنِ سنگ تراشی، فنِ تعمیرات کا گہرا مطالعہ کرنے والے واقف کار آرٹ ڈائرکشن کی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں یا اس کے لیے صلاح کار کی حیثیت سے کام کر سکتے ہیں۔

(۲) مکالمہ نویسی میں مصنف اور مصنف کے مشیر کے طور پر زبان اور ثقافت کی تاریخ کے واقف کار کی ضرورت ہوتی ہے۔

سنیما : (۱) فلم میں کہانی سے متعلق زمانے کی ماحول سازی کے علاوہ کرداروں کے ملبوسات، بالوں کی آرائش کا طرز، زیبائش وغیرہ کی منصوبہ بندی کا کام آرٹ ڈائرکٹر کرتا ہے۔ اس شعبے میں بھی تاریخ کے واقف کاروں کو فنی ہدایت کار یا اس کے مشیر کے طور پر کام مل سکتا ہے۔

(۲) فلم کی مکالمہ نویسی کے لیے زبان اور ادب و ثقافت کے واقف کاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان کو مکمل کیجیے۔

۱۔ مہاراشٹر کا اوّلین کیرتن کار .... کو کہا جاتا ہے۔

(الف) سنت گیانیشور

(ب) سنت تکارام

(ج) سنت نام دیو

(د) سنت ایکناتھ

۲۔ بابوراؤ پینٹر نے .... فلم بنائی۔

(الف) پنڈلک

(ب) راجا ہریش چندر

(ج) سیرندھری

(د) باجی راؤ مستانی

(ب) ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ رائے گڑھالا جیو ہا جاگ ییتے - وسنت کانیٹکر

۲۔ تلک آنی آگرکر - وِشرام بیڑے کر

۳۔ ساشٹانگ نمسکار - اچاریہ اترے

۴۔ اکچ پیالہ - انا صاحب کرلوسکر

(۲) درج ذیل جدول مکمل کیجیے۔

	بھجن	للت	کیرتن	بھارُوڈ
خصوصیات				
مثالیں				

(۳) نوٹ لکھیے۔

۱۔ تفریح کی ضرورت

۲۔ مراٹھی تھیٹر

۳۔ تھیٹر اور فلمی شعبوں سے متعلق پیشہ ورانہ مواقع

(۴) درج ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ فلمی شعبے میں تاریخ کا مضمون بہت اہمیت رکھتا ہے۔

۲۔ سنت ایکناتھ کے بھارُوڈ مشہور ہوئے۔

(۵) درج ذیل سوالوں کے مفصّل جواب لکھیے۔

۱۔ مہاراشٹر کو 'بھارتی فلمی دنیا کی ماں' کیوں کہا جاتا ہے؟

۲۔ پوواڑا سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کیجیے۔

سرگرمی

سنت ایکناتھ کے تخلیق کردہ بھارُوڈ حاصل کرکے اسکول کے ادبی پروگرام میں اداکاری کے ساتھ پیش کیجیے۔

3M4DIN

۷۔ کھیل اور تاریخ

۷ء۱ کھیلوں کی اہمیت
۷ء۲ کھیلوں کی قسمیں
۷ء۳ کھیلوں کی عالم کاری
۷ء۴ کھیلوں کے وسائل اور کھلونے
۷ء۵ کھلونے اور تاریخ
۷ء۶ کھیل اور اس سے متعلق ادب اور سینما
۷ء۷ کھیل اور روزگار کے مواقع

تفریح اور جسمانی ورزش کے لیے کیا جانے والا ہر عمل کھیل کہلاتا ہے۔

کھیلوں کی تاریخ انسانی تاریخ کی طرح ہی قدیم ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ کھیل کود انسان کی فطرت کا اہم حصہ ہے۔انسانی ارتقا کے ابتدائی دور سے ہی مختلف اقسام کے کھیل کھیلے جاتے تھے۔شکار جس طرح گزر بسر کا ایک ذریعہ تھا اسی طرح کھیل کود

کشتی

کیا آپ جانتے ہیں؟

وڈودرا میں مشہور پہلوان جُمّادادا اور مانک راؤ کا اکھاڑا، پٹیالہ میں اسپورٹس یونیورسٹی، گجرات میں 'سورنیم گجرات اسپورٹس یونیورسٹی، گاندھی نگر'، کولھاپور میں خاص باغ اور موتی باغ جمناشیم، امراوتی میں ہنومان ویایام پرسارک منڈل، بالے واڑی، پونہ میں 'شری شیو چھترپتی کریڈا سنکل' کشتی اور دیگر کھیلوں کی تربیت دینے کے لیے مشہور ہیں۔

اور تفریح کا بھی ایک ذریعہ تھا۔ بھارت کے قدیم ادب اور رزمیہ نظموں میں چوسر، کشتی، رتھوں اور گھڑ دوڑ کے مقابلوں اور شطرنج کا ذکر ملتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

کھیلوں اور یونانیوں کے درمیان رشتہ قدیم زمانے سے قائم ہے۔ کھیلوں کو باقاعدہ اور

منظم شکل یونانیوں نے ہی دی ہے۔ دوڑ، تھالی پھینک، رتھ اور گھڑ دوڑ، کشتی، مکے بازی کے مقابلے وغیرہ یونانیوں نے شروع کیے۔ کھیلوں کے مقابلے قدیم 'اولمپک' یونان کے شہر 'اولمپیا' میں منعقد کیے جاتے تھے۔ ان مقابلوں میں حصہ لینا اور جیت حاصل کرنا باعثِ فخر سمجھا جاتا تھا۔

۷ء۱ کھیلوں کی اہمیت

ہماری زندگی میں کھیلوں کو بہت اہمیت حاصل ہے۔کھیلوں میں زندگی کی پریشانیوں اور فکروں سے وقتی طور پر نجات دینے کی اہلیت ہوتی ہے۔ کھیل دل کو مسرت بخشنے اور تازگی عطا کرنے کا کام کرتے ہیں۔ جن کھیلوں میں بہت محنت یا جسمانی کسرت کرنا پڑتی ہے ان میں کھلاڑی کی ورزش ہوتی ہے۔ جسم کو سڈول اور طاقتور بنانے میں کھیل مددگار ہوتے ہیں۔ حوصلہ، استقامت،

اسپورٹس مین شپ جیسی صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں۔ اجتماعی اور گروہی کھیل کھیلنے سے باہمی جذبۂ تعاون اور تنظیمی جذبہ پروان چڑھتا ہے نیز قائدانہ صلاحیتوں کی نشوونما ہوتی ہے۔

۷ء۲ کھیلوں کی قسمیں

کھیلوں کی دو قسمیں ہیں؛ نشستی کھیل اور میدانی کھیل۔

نشستی کھیل : نشستی کھیل یعنی بیٹھ کر کھیلے جانے والے کھیل مثلاً شطرنج، تاش، کیرم، لوڈو، سانپ سیڑھی، چوسر وغیرہ۔ یہ کہیں بھی بیٹھ کر کھیلے جاسکتے ہیں۔ ساگر گوٹی نامی کھیل لڑکیاں کثرت سے کھیلتی ہیں۔ چھوٹی لڑکیاں بھاتکلی کھیل کھیلتی ہیں۔ خصوصاً 'گڑیا کی شادی' نامی کھیل سب کے لیے گھریلو راحت و مسرت کا کھیل ہوتا ہے۔

شطرنج

میدانی کھیل : میدانی کھیلوں کی دو قسمیں ہیں، ملکی اور غیر ملکی۔ ملکی کھیلوں میں لنگڑی، کبڈی، آٹیا پاٹیا، کھوکھو وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔

کبڈی

گوٹیاں، لگوری، گلی ڈنڈا، بھنگری، لٹّو، لنگڑی جیسے کھیل لڑکے لڑکیوں میں بہت مشہور ہیں۔

لنگڑی

کیا آپ جانتے ہیں؟

جھانسی کی رانی لکشمی بائی کا روزمرہ کا معمول :

''بائی صاحب کو اپنی صحت وتندرستی کا بہت شوق تھا۔ صبح سویرے اُٹھ کر ملکھامب کی ورزش کے بعد گھڑسواری اور پھر ہاتھی کی سواری کر کے یومیہ چار چمچے مقوّی خوراک کا استعمال اور دودھ پینے کے بعد غسل کرتی تھیں۔''

(وِشنو بھٹ گوڈسے کی مراٹھی کتاب 'ماجھا پرواس' سے ترجمہ)

غیر ملکی میدانی کھیلوں میں بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس، ہاکی، کرکٹ، فٹ بال، گولف، پولو وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔

میدانی کھیلوں میں دوڑ کے مقابلے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ اس میں ۱۰۰ رمیٹر، ۲۰۰ رمیٹر، میراتھن اور رکاوٹ دوڑ کے مقابلوں کا شمار ہوتا ہے۔

ٹیبل ٹینس

فٹ بال

جسمانی مہارت پر مبنی میدانی کھیلوں میں گولا پھینک، تھالی پھینک، لمبی چھلانگ، اونچی چھلانگ، پانی کے کھیلوں میں تیراکی، واٹر پولو، کشتی رانی اور جسمانی ورزش کے کھیلوں میں ملکھامب، رسّی ملکھامب، جمناسٹک وغیرہ کا شمار کیا جاتا ہے۔

ملکھامب

کیا آپ جانتے ہیں؟

محترمہ منیشا باٹھے کی تحقیق کے مطابق ستونی ورزش (ملکھامب) اور اس کی گرفت کے طریقوں کے تخلیق کار پیشوا دورِ حکومت کے استادِ علومِ ستونی ورزش (مل وِدّیا گرو) باڑمبھٹ دیودھر ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے ورزش کی یہ قسم درختوں پر بندروں کے کھیل دیکھ کر تیار کی۔

اسکیٹنگ

مہماتی کھیل : برفیلے علاقوں میں اسکیٹنگ اور اسکیئنگ (skiing) (پھسلنے کا مقابلہ)، آئس ہاکی مشہور کھیل ہیں۔ مہماتی اور رونگٹے کھڑے کر دینے والے کھیلوں میں کوہ پیمائی، گلائیڈنگ، موٹر سائیکل اور موٹر کار دوڑ کا شمار ہوتا ہے۔

آیئے، تلاش کریں۔

اساتذہ، سرپرست اور انٹرنیٹ کی مدد سے کشتی کے ماہر کھاشابا جادھو، ماروتی مانے، بھارت رتن سچن تنڈولکر کی زندگیوں سے متعلق معلومات حاصل کیجیے۔

کھیلوں کے مقابلے : کھیلوں کے مقابلوں کو دنیا بھر میں مقبولیت حاصل ہے۔ اولمپک، ایشیاڈ، معذوروں کے اولمپک، کرکٹ عالمی کپ مقابلے، ہاکی، کشتی، شطرنج وغیرہ کے مقابلے عالمی سطح پر منعقد ہوتے ہیں۔ اپنے ملک میں ہاکی اور کرکٹ نہایت مقبول کھیل ہیں۔ ان کھیلوں کے مقامی، شہری، تعلقہ جاتی،

کرکٹ

ضلع، ریاستی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر مقابلوں میں شہرت یافتہ کھلاڑیوں کو اسی شعبے میں بہت اچھا کریئر اختیار کرنے کے مواقع دستیاب ہوتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

میجر دھیان چند بھارتی ہاکی کے کھلاڑی اور کپتان تھے۔ ان کی کپتانی میں ۱۹۳۶ء میں بھارتی ہاکی ٹیم نے برلن میں منعقدہ اولمپک میں گولڈ میڈل جیتا۔ اس سے پہلے ۱۹۲۸ء اور ۱۹۳۲ء میں بھی بھارتی ہاکی ٹیم نے گولڈ میڈل جیتے تھے۔ اس وقت دھیان چند بھارتی ہاکی ٹیم کے رکن تھے۔ ان کے یومِ پیدائش ۲۹/ اگست کو 'قومی کھیل دن' کے طور پر منایا جاتا ہے۔ انھیں 'ہاکی کا جادوگر' کہا جاتا ہے۔ ۱۹۵۶ء میں ہاکی کے شعبے میں ان کے کارناموں کے اعتراف میں انھیں 'پدم بھوشن' اعزاز سے نوازا گیا۔

۷ء۳ کھیلوں کی عالم کاری

بیسویں اکیسویں صدی میں کھیلوں کی عالم کاری ہوئی۔ اولمپک، ایشیاڈ، برطانوی دولت مشترکہ، ومبلڈن جیسے مقابلوں میں کھیلے جانے والے کھیل، کرکٹ، فٹ بال، لان ٹینس وغیرہ مقابلوں کی راست نشریات دوردرشن اور دیگر چینلوں کے ذریعے دنیا بھر میں ایک ہی وقت میں کی جاتی ہے۔ جو ممالک ان کھیلوں میں شریک نہیں ہوتے ان ممالک کے بھی ناظرین ان کھیلوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ مثلاً کرکٹ عالمی کپ ٹورنمنٹ میں بھارت کے آخری مقابلے میں پہنچنے پر دنیا بھر کے ناظرین نے یہ مقابلہ دیکھا ہے۔ دنیا بھر کے ناظرین نے کھیل کی معیشت ہی بدل دی ہے۔ شوقین کھلاڑی سیکھنے کے لیے مقابلے دیکھتے ہیں۔ ناظرین تفریح کے لیے دیکھتے ہیں۔ کمپنیاں اشتہارات کے مواقع کے لیے مقابلوں پر نظر رکھتی ہیں۔ ناظرین کی تفہیم کے لیے سبکدوش کھلاڑی مقابلوں کے متعلق تبصرے اور تجزیے کرتے ہیں۔

۷ء۴ کھیلوں کے وسائل اور کھلونے

چھوٹے بچوں کی تفریح اور تعلیم کے لیے جو مختلف رنگ برنگے وسائل اور آلات ہوتے ہیں انھیں کھلونا کہتے ہیں۔ آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے دوران مٹی سے بنائے ہوئے کھلونے دستیاب ہوئے ہیں۔ یہ کھلونے سانچے یا ہاتھ سے تیار کیے جاتے تھے۔

زمانۂ قدیم کے بھارتی ادب میں گڑیوں کا ذکر ملتا ہے۔ شدرک کے ایک ڈرامے کا نام 'مرچھکٹِک' ہے جس کا مطلب ہے 'مٹی کی گاڑی'۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

'کتھا سرت ساگر' نامی کتاب میں متعدد دلچسپ کھیل اور کھلونوں کا ذکر آیا ہے۔ اس میں اُڑنے والی لکڑی کی گڑیوں کا ذکر بھی ہے۔ یہ گڑیاں بٹن دبانے پر اونچی اُڑتی تھیں، کچھ ناچتی تھیں اور کچھ آوازیں کرتی تھیں۔

آیئے، تلاش کریں۔

پہلے بھارت کے کئی حصوں میں لکڑی کی گڑیاں بنائی جاتی تھیں۔ مہاراشٹر میں 'ٹھکی' کے نام سے مشہور لکڑی کی رنگین گڑیاں تیار کی جاتی تھیں۔
اس طرح کی لکڑی کی گڑیاں بنانے کی روایت بھارت کے مزید کن علاقوں میں تھی یا ہے معلوم کریں گے۔
یہ بھی معلوم کریں گے کہ ان علاقوں میں ان گڑیوں کو کیا نام دیے گئے ہیں۔

۷ء۵ کھلونے اور تاریخ

کھلونوں کے ذریعے تاریخ اور ٹکنالوجی کی ترقی پر روشنی پڑتی ہے۔ مذہبی اور تہذیبی روایات کا فہم پیدا ہوتا ہے۔ مہاراشٹر

میں دیوالی کے تہوار پر مٹی کے قلعے تیار کرنے کا رواج ہے۔ ان مٹی کے قلعوں پر شیواجی مہاراج اور ان کے معاونین کی مورتیاں رکھی جاتی ہیں۔ مہاراشٹر میں قلعوں کے ذریعے وقوع پذیر تاریخ کو یاد کیا جاتا ہے۔

اٹلی کے شہر پامپئی میں آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے دوران ایک بھارتی ہاتھی دانت سے تیار شدہ گڑیا دستیاب ہوئی۔ مؤرّخین کا اندازہ ہے کہ یہ گڑیا پہلی صدی عیسوی کی ہوسکتی ہے۔ اسی سے بھارت اور روم کے درمیان قدیم تعلقات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح سے آثارِ قدیمہ کی کھدائی میں دستیاب کھلونے زمانۂ قدیم میں مختلف ممالک کے باہمی تعلقات پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔

۷ء۶ کھیل اور اس سے متعلق ادب اور سنیما

کھیلوں سے متعلق ادب علم کی ایک نئی شاخ ہے۔ کھیلوں سے متعلق کتابیں اور لغات از سرِ نو تیار ہورہی ہیں۔ مراٹھی زبان میں ملکھامب ورزش کی تاریخ شائع ہوئی ہے۔ 'ورزش' کے عنوان پر لغت بھی دستیاب ہے۔ کھیل کے موضوع پر جاری کیا گیا رسالہ 'شٹکار' بہت مشہور ہوا تھا۔ کھیل کے موضوع پر انگریزی میں وافر مقدار میں وسائل دستیاب ہیں۔ مختلف ٹیلی وژن چینل کھیل کے خصوصی پروگرام نشر کرتے ہیں۔

فی زمانہ 'کھیل' اور کھلاڑیوں کی زندگیوں پر کچھ ہندی اور انگریزی فلمیں بنائی گئی ہیں مثلاً میری کوم اور دنگل۔ اولمپک میں کانسے کا میڈل حاصل کرنے والی پہلی خاتون باکسر میری کوم اور پہلی خاتون کشتی کھلاڑی پھوگٹ بہنوں کی زندگیوں پر یہ فلمیں بنائی گئی ہیں۔

فلم بناتے وقت کہانی کا زمانہ، اس زمانے کی زبان، پہناوا، عام گزر بسر وغیرہ کا گہرا مطالعہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ان سب کا گہرائی سے مطالعہ کرنا تاریخ کے طالب علم کے لیے لازمی ہے۔ لغات اور اخبارات یا دیگر جگہوں پر کھیل کے موضوع پر لکھتے وقت کھیلوں کی تاریخ کا علم ہونا ضروری ہے۔

۷ء۷ کھیل اور روزگار کے مواقع

کھیل اور تاریخ اگرچہ ایک دوسرے سے الگ نظر آتے ہیں لیکن ان کا باہمی تعلق قریبی نوعیت کا ہے۔ تاریخ کے طلبہ کو کھیل کے شعبے میں بہت سے مواقع دستیاب ہیں۔ اولمپک یا ایشیاڈ مقابلے یا پھر کسی بھی نوعیت کے قومی و بین الاقوامی مقابلوں کے حوالے سے تحریر، تبصرہ کرنے کے لیے تاریخ کے واقف کاروں کا تعاون حاصل کرنا ہوتا ہے۔

کھیلوں کے مقابلوں کے دوران ان کے متعلق تجزیاتی کمنٹری کے لیے ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان ماہرین کو کھیل کی تاریخ، پچھلے اعداد و شمار، ریکارڈ، شہرت یافتہ کھلاڑی، کھیل کے متعلق تاریخی یادیں جیسی باتوں کی معلومات دینا ضروری ہوتا ہے جس کے لیے تاریخ بہت کارآمد ثابت ہوتی ہے۔

ٹیلی وژن پر ہاکی، کرکٹ، فٹ بال، کبڈی، شطرنج وغیرہ کھیلوں کے مقابلوں کی راست نشریات جاری رہتی ہے۔ مختلف چینلوں کی وجہ سے کھیلوں کے متعلق اندراج رکھنے والوں کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ کھیلوں سے متعلق چینل چوبیسوں گھنٹے جاری رہتے ہیں جس کی وجہ سے اس شعبے میں روزگار کے بہت سے مواقع دستیاب ہیں۔

کھیلوں کے مقابلوں میں ریفری کی ضرورت ہوتی ہے۔ ریفری کی حیثیت سے تقرر کے لیے اہلیتی امتحان منعقد ہوتے ہیں۔ اہلیتی امتحان پاس کرنے والے ریفری کو ضلعی، ریاستی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر کام کرنے کے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ سرکاری اور نجی سطحوں سے کھیلوں کو فروغ دینے کی کوشش جاری ہے۔ کھلاڑیوں کے لیے وظیفوں کے انتظامات کیے گئے ہیں۔ سرکاری اور نجی اداروں میں کھلاڑیوں کے لیے نشستیں محفوظ ہوتی ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مراٹھی زبان میں کرکٹ مقابلوں کی کمنٹری پہلے بال ج۔ پنڈت کیا کرتے تھے۔ آکاش وانی پر ان کی کمنٹری سننے کے لیے لوگ ہمہ تن گوش رہتے تھے۔ کمنٹری کرتے وقت بال پنڈت اس میدان کی تاریخ، کھلاڑیوں کی تاریخ، کھیل سے متعلق یادیں اور قائم شدہ ریکارڈ کے بارے میں معلومات دیتے تھے۔ ان کو کھیل اور کھیلوں کی تاریخ کا بہتر علم ہونے کی وجہ سے ان کی کمنٹری بڑی دلچسپ ہوا کرتی تھی۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ اولمپک مقابلوں کی روایت .... سے شروع ہوئی۔

(الف) یونان (ب) روم

(ج) بھارت (د) چین

۲۔ مہاراشٹر میں تیار ہونے والی لکڑی کی گڑیا کو .... کہتے ہیں۔

(الف) ٹھکی (ب) کالی چنڈیکا

(ج) گنگاوتی (د) چمپاوتی

(ب) ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ ملکھامب - جسمانی ورزش کے کھیل

۲۔ واٹر پولو - آبی کھیل

۳۔ اسکیٹنگ - مہماتی کھیل

۴۔ شطرنج - میدانی کھیل

(۲) نوٹ لکھیے۔

۱۔ کھلونے اور میلہ

۲۔ کھیل اور سنیما

(۳) درج ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ دورِ حاضر میں کھیلوں کی معیشت بدل گئی ہے۔

۲۔ کھلونوں کے ذریعے تاریخ پر روشنی پڑتی ہے۔

(۴) درج ذیل سوالوں کے مفصّل جواب لکھیے۔

۱۔ بھارت میں کھیل کے ادب کے متعلق تاریخی معلومات لکھیے۔

۲۔ کھیل اور تاریخ کا باہمی تعلق واضح کیجیے۔

۳۔ میدانی کھیل اور نشستی کھیل کے مابین فرق واضح کیجیے۔

سرگرمی

۱۔ آپ کا پسندیدہ کھیل اور اس کھیل سے وابستہ کھلاڑی کی معلومات حاصل کیجیے۔

۲۔ کھلاڑیوں پر کتابیں/ ڈاکیومنٹری/ فلم دیکھ کر کھلاڑیوں کی محنت اور مشقت پر تبصرہ کیجیے۔

3YHLZ8

۸۔ سیّاحت اور تاریخ

۸ء۱ سیاحت کی روایت

۸ء۲ سیاحت کی قسمیں

۸ء۳ سیاحت کا فروغ

۸ء۴ تاریخی مقامات کی نگہداشت اور تحفظ

۸ء۵ سیاحت اور مسافرنوازی شعبے میں روزگار کے مواقع

۸ء۱ سیاحت کی روایت

اپنے ملک میں سیاحت کی روایت قدیم زمانے سے موجود ہے۔ مذہبی مقامات کی سیر، میلوں کی سیر، حصولِ علم کے لیے دور دراز علاقوں کا سفر، تجارتی سفر وغیرہ کے ضمن میں پہلے زمانے میں لوگ سیاحت پر نکلتے تھے۔ مختصراً یہ کہ انسان کو قدیم زمانے سے ہی سفر کرنا پسند ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

بدھ ادب میں مذکور ہے کہ خود گوتم بدھ نے عوام کی اصلاح کے لیے بہت سے شہروں کا سفر کیا ہے۔ بدھ بھکوؤں کے لیے مسلسل سفر کرتے رہنا ضروری ہوتا تھا۔ اسی طرح جین مُنی اور سادھو بھی مسلسل سفر کرتے رہتے تھے۔

۶۳۰ء میں چینی سیاح ہیوآن شوانگ چین سے بھارت آئے تھے۔ عہدِ وسطیٰ میں سنت نام دیو، سنت ایکناتھ، گرو نانک دیو، رام داس سوامی جیسے سنت ملک بھر سفر کرتے تھے۔

سیاحت : کسی خاص مقصد کے تحت کسی دور دراز کے مقام کی سیر کے لیے اختیار کیے گئے سفر کو سیاحت کہتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

دنیا کے پہلے دریافت کنندہ یورپی سیاح کے طور پر بنجامین ٹیوڈیلا مشہور ہیں۔ ان کا جنم اسپین میں ہوا تھا۔ ۱۱۵۹ء سے ۱۱۷۳ء کے درمیان انھوں نے فرانس، جرمنی، اٹلی، یونان، شام، عرب، مصر، عراق، ایران، بھارت اور چین کے سفر کیے۔ انھوں نے اپنے سفر کے تجربات روزنامچے کی شکل میں قلمبند کیے ہیں۔ یہ روزنامچہ تاریخ کا ایک اہم دستاویز ہے۔

مارکو پولو : تیرھویں صدی عیسوی میں مارکو پولو نامی اطالوی سیاح نے برِ اعظم ایشیا خصوصاً چین کو دنیا سے متعارف کروایا۔ وہ سترہ سال چین میں رہے۔ ایشیا کی طبعی ساخت، سماجی زندگی، ادبی و تہذیبی زندگی اور تجارت سے دنیا کو متعارف کرایا۔ اسی سے یورپ اور ایشیا کے مابین تعلقات اور تجارت کا آغاز ہوا۔

ابنِ بطوطہ : ابنِ بطوطہ اسلامی دنیا کا طویل ترین سفر کرنے والے چودھویں صدی عیسوی کے مشہور سیاح ہیں۔ وہ تیس برسوں تک دنیا گھومتے رہے۔ ''ایک ہی راستے سے دوبارہ سفر نہ کرنا'' ابنِ بطوطہ کا عزم تھا۔ عہدِ وسطیٰ کی تاریخ اور سماجی زندگی سمجھنے کے لیے ابنِ بطوطہ کے سفرنامے کا مطالعہ نہایت کارآمد ہے۔

گیرہارٹ مرکیٹر : سولھویں صدی عیسوی میں دنیا کا نقشہ اور زمین کا گلوب بنانے والے پہلے نقشہ نویس کے طور پر گیرہارٹ مرکیٹر کو شہرت حاصل ہے۔ اس کی وجہ سے یورپ کی تحقیقاتی مہمیں تیز گام ہوئیں۔

اُنیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں تھامس کک نے ۶۰۰ رلوگوں پر مشتمل جماعت کی لیسٹر سے لاف بروتک ریلوے سیر کا اہتمام کیا۔ انھوں نے پورے یورپ کی عالیشان دائروی سیر کا کامیاب طریقے سے انعقاد کیا۔ کک نے ہی سیاحت کی ٹکٹیں بیچنے کی ایجنسی کا کاروبار شروع کیا۔ یہیں سے جدید سیاحت کے دور کا آغاز ہوا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مذہبی سیاحت کے لیے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پیدل سفر کرنے کی روایت بھارت میں پہلے ہی سے موجود تھی۔ مہاراشٹر سے شمال کی سمت ایودھیا تک اور وہاں سے دوبارہ مہاراشٹر تک کے سفر کا بیان وشنو بھٹ گوڈسے نے قلم بند کر رکھا ہے۔ ان کے سفرنامے کا نام ’میرا سفر‘ ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ وشنو بھٹ نے یہ سفر ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے دوران کیا تھا۔ جنگ کے متعلق بہت ساری باتوں کے وہ خود گواہ تھے۔ اس کی وجہ سے جنگ اور خصوصاً رانی لکشمی بائی کی زندگی کے متعلق بہت ساری تفصیلات ہمیں معلوم ہوتی ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اٹھارہویں صدی عیسوی کی مراٹھی زبان کی نوعیت کا بھی علم ہوتا ہے۔ یہ کتاب معاصر تاریخ کا ایک ماخذ ہے۔

۸ء۲ سیاحت کی قسمیں

جدید دور میں سیاحت آزادانہ طور پر مقامی، بین ریاستی، قومی اور بین الاقوامی پیشہ بن چکا ہے۔ سیاحت کی ترغیبات میں ملکی اور غیر ملکی قدیم عمارتیں، تاریخی شہرت یافتہ اور قدرتی نظاروں سے مالامال مقامات، قدیم فنکارانہ مصنوعات کے مراکز، مذہبی مقامات، صنعتی اور دیگر منصوبوں کا جائزہ لینا وغیرہ شامل ہیں۔ قدرتی اور مصنوعی چیزوں کی دلکشی اور عظمت کا ازخود مشاہدہ کرنے کی خواہش دنیا بھر کے سیاحوں کو ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے برفانی چوٹیاں، سمندری ساحل، گھنے جنگلات جیسے مخدوش علاقے سیاحت میں شامل ہوئے۔ ان پر سمعی و بصری تشہیری ذرائع ابلاغ کی مدد سے پروگرام تیار ہونے لگے۔ سیاحت کی قسموں میں عموماً مقامی، بین ریاستی، بین الاقوامی، مذہبی، تاریخی، طبّی، سائنسی، زرعی، اتفاقی، کھیل وغیرہ شامل ہیں۔

مقامی اور بین ریاستی سیاحت : یہ سفر بہت آسان ہوتا ہے۔ ملکی سطح پر ہونے کی وجہ سے اس میں زبان، رواج، دستاویزی خانہ پُری وغیرہ کی زیادہ دشواری نہیں ہوتی۔ خاص بات یہ ہے کہ ہم اپنی سہولت سے اس کی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں۔

بین الاقوامی سیاحت : آبی جہاز، ہوائی جہاز اور ریلوے کی وجہ سے بین الاقوامی سیاحت پہلے سے زیادہ آسان ہوگئی ہے۔ آبی جہازوں کے ذریعے سمندری ساحلوں پر واقع ممالک جوڑ دیے گئے ہیں۔ ریلوے کی پٹریوں نے تمام یورپ کو جوڑ دیا ہے۔ ہوائی جہاز کی وجہ سے دنیا قریب ترین ہوگئی ہے۔ معاشی وسعت کے بعد بھارت سے غیر ممالک جانے والوں کی اور غیر ممالک سے بھارت آنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا ہے۔ اعلیٰ تعلیم، تفریح، مقامات کی سیر، پیشہ ورانہ کام (میٹنگیں، کانفرنسیں وغیرہ) فلم سازی جیسے کاموں کے لیے ملکی اور غیر ملکی سیاحت کا تناسب بڑھ گیا ہے۔

تاریخی سیاحت : عالمی سیاحت کی یہ ایک اہم قسم ہے۔ تاریخ کے متعلق لوگوں کے تجسّس کو دیکھتے ہوئے تاریخی سیاحتی سیر کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ مہاراشٹر میں چھترپتی شیواجی مہاراج سے متعلق قلعوں کے محقق گوپال نیل کنٹھ دانڈیکر قلعوں کی سیاحت کا انعقاد کرتے تھے۔ بھارتی سطح پر راجستھانی قلعے، مہاتما گاندھی اور آچاریہ ونوبا بھاوے سے متعلق آشرم، ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی سے متعلق مقامات وغیرہ جیسے تاریخی مقامات کی

سیر کی منصوبہ بندی بھی کی جاتی ہے۔

جغرافیائی سیاحت : اس میں مختلف جغرافیائی خصوصیات کے مشاہدے کے لیے سیاحت کی جاتی ہے۔ مامن (جنگلات)، ویلی آف فلاورز (پھولوں کی وادی - اُتراکھنڈ)، سمندری ساحل، جغرافیائی خصوصیات رکھنے والے مقامات (مثلاً لونار جھیل، نکھوج میں رانجن کھڑگے) وغیرہ کا شمار جغرافیائی سیاحت میں ہوتا ہے۔ اس میں بہت سے مقامات پر قدرتی مناظر کا مشاہدہ کرنے کی خواہش اور تجسّس کے ساتھ بہت سارے سیاح ان مقامات کی سیر کرتے ہیں۔

ویلی آف فلاورز

یہ جان لیجیے۔

دنیا بھر کے مختلف سماج کے لوگ مختلف مقامات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں رائج دیومالائی کہانیاں اور ان کہانیوں سے وابستہ جغرافیائی مقامات کی وجہ سے ان میں یکجہتی کا جذبہ قائم رہتا ہے۔ ان مقامات کی سیر بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ اسی سے مذہبی سیاحت کا آغاز ہوتا ہے مثلاً چار دھام، بارہ جیوتر لنگ۔ اکثر مقامات پر لوگوں کے سہولت بخش انتظام کی خاطر اہلیا بائی ہولکر نے اپنی ذاتی ملکیت سے عوامی فلاح کے کام کیے ہیں۔

طبّی سیاحت : مغربی لوگوں کی رائے میں بھارت میں طبّی خدمات اور سہولیات معیاری ہیں جس کی وجہ سے غیر ملکی لوگ بھارت آنے لگے ہیں۔ بھارت میں وافر مقدار میں شمسی روشنی میسر ہوتی ہے جس سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے دنیا بھر سے لوگ بھارت آتے ہیں۔ یوگا کی تعلیم اور آیورویدک معالجے کے لیے بھی غیر ملکی سیاح بھارت آتے ہیں۔

زرعی سیاحت : شہروں میں پلے بڑھے اور زراعت سے ناواقف لوگوں کے لیے سیاحت کی قسم 'زرعی سیاحت' دورِ حاضر میں بہت تیزی سے ارتقا پذیر ہے۔ حالیہ زمانے میں کاشتکار دور دراز واقع زرعی تحقیقی مراکز، زرعی یونیورسٹی، زراعت کے شعبے میں نئے تجربات کی روشنی میں نئی تکنیک پر عمل درآمد کرنے والے اسرائیل جیسے ممالک وغیرہ مقامات کی سیاحت کرنے لگے ہیں تاکہ زراعت کی جدید ترین ٹکنالوجی کی معلومات حاصل کرسکیں۔

کھیل سیاحت : بیسویں صدی میں 'کھیل سیاحت' کو فروغ حاصل ہوا۔ عالمی سطح پر اولمپک، ومبلڈن اور شطرنج کے عالمی مقابلے، بین الاقوامی کرکٹ مقابلوں کے علاوہ ملکی سطح پر ہمالیہ کار ریلی اور مہاراشٹر میں ریاستی سطح پر 'کیسری کُشتی' کے مقابلے ہوتے ہیں۔ اس طرح کے مقابلے دیکھنے کے لیے سفر کرنے کو کھیل سیاحت کہا جاتا ہے۔

اتفاقی سیاحت : انسان سیر سپاٹے اور سیاحت کے لیے بہانے ڈھونڈتا ہے۔ آج اکیسویں صدی میں سیاحت کے بہت سارے مواقع دستیاب ہیں مثلاً دنیا بھر کے مختلف ممالک میں منعقد کی جانے والی فلمی تقریبات (فلم فیسٹیول)، کانفرنسیں، بین الاقوامی کتاب میلے وغیرہ۔ ان وجوہات کے پیشِ نظر لوگ مختلف مقامات کا سفر کرتے ہیں۔ مہاراشٹر کے ادب نواز لوگ بھی ہر سال منعقد ہونے والے آل انڈیا مراٹھی ادب کانفرنس میں شرکت کے لیے سفر کرتے ہیں۔

آئیے، تلاش کریں۔

درج بالا قسموں کے علاوہ سائنسی سیاحت، تفریحی سیاحت، تہذیبی و ادبی سیاحت، گروہی سیاحت جیسی اقسام کی معلومات اپنے استاد اور انٹرنیٹ کی مدد سے حاصل کیجیے۔

۸ء۳ سیاحت کا فروغ

ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کو معلومات فراہم کرنا سب سے اہم موضوع ہے۔

یہ معلوم کیجیے۔

سوچھ بھارت ابھیان (صاف بھارت مہم) کی معلومات حاصل کیجیے۔

سیاحوں کی نقل وحمل اور تحفظ، سفر کی سہولیات، معیاری قیام گاہوں کا انتظام، سفر میں طہارت خانوں کی سہولیات وغیرہ کو سیاحت میں ترجیح دینا ضروری ہے۔ معذور سیاحوں کی ضروریات پر بھی خصوصی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

تاریخی ورثے کی بقا کے لیے احتیاط برتنا ضروری ہوتا ہے۔ تاریخی عمارتوں کو خراب کرنے سے بچنا، دیواروں پر عبارت لکھنا یا درختوں پر کندہ کاری کرنا، پرانی عمارتوں کو بھڑک دار رنگوں سے رنگنا، سیر کی جگہ سہولتوں کا فقدان ہونا جس سے گندگی بڑھتی ہے وغیرہ امور سے بچنا ضروری ہے۔

بتائیے تو بھلا!

- غیر ملکی سیاحوں کے لیے کون سی سہولیات فراہم کی جاسکتی ہیں؟
- غیر ملکی سیاحوں کے ساتھ آپ کیسا برتاؤ کریں گے؟

بین الاقوامی اہمیت کی حامل زبانوں میں معلوماتی کتابیں، گائیڈ بک، نقشے، تاریخی کتابیں مہیا کرانا ضروری ہوتا ہے۔ غیر ملکی سیاحوں کو سیر کرانے والی گاڑیوں کے ڈرائیوروں کو ذولسانی تربیت دینا ضروری ہے۔ یہ ڈرائیور گائیڈ کے طور پر بھی کام کرسکتے ہیں۔

۸ء۴ تاریخی مقامات کی نگہداشت اور تحفظ

تاریخی مقامات کی نگہداشت اور تحفظ ایک بڑا چیلنج ہے۔ ہمارے ملک بھارت میں قدیم، عہدِ وسطیٰ اور دورِ حاضر کے تاریخی مقامات کا ورثہ موجود ہے۔ اسی کے ساتھ قدرتی ورثہ بھی ہمیں حاصل ہے۔ اس ورثے کی دو قسمیں ہیں؛ قدرتی ورثہ اور انسانوں کا تیار کردہ (تہذیبی) ورثہ۔ دنیا بھر میں مشہور و معروف کچھ اہم مقامات بھارت میں واقع ہیں۔ ان مقامات میں تاج محل اور جنتر منتر رصد گاہ کے ساتھ مہاراشٹر کے اجنتا-ایلورا، گھارا پوری (ایلی فینٹا کے غار)، چھترپتی شیواجی مہاراج ریلوے ٹرمینس، مغربی گھاٹ میں کاس کی سطح مرتفع شامل ہیں۔

ایلی فینٹا کی گپھائیں

یہ کرکے دیکھیے۔

انٹرنیٹ کی مدد سے بھارت کے تہذیبی، قدرتی اور مخلوط تاریخی ورثے کی تصویریں جمع کیجیے۔

کاس سطح مرتفع

دنیا بھر کے سیاح عالمی ورثے کے حامل مقامات کی سیر کی خواہش اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ عالمی ورثے کے مقامات دیکھنے کے لیے ہزاروں غیر ملکی ہمارے ملک میں آتے ہیں۔ عالمی ورثے کے مقامات میں ہمارے ملک سے کسی تاریخی مقام کا انتخاب ہوجانے پر ہم بہت خوش ہوجاتے ہیں لیکن جب ہم سیر وتفریح کے ارادے سے اس مقام کو دیکھنے جاتے ہیں تو ہمیں کیسا منظر نظر آتا ہے؟ ایسے مقامات (عمارتوں) کے اطراف و اکناف میں سیاح کھریا اور کوئلوں سے اپنے نام لکھتے ہیں، تصاویر بناتے ہیں۔ ان ساری غلط کاریوں کے مضر اثرات ہمارے ملک کی ساکھ پر پڑتے ہیں۔ سیاحتی مقامات کے تحفظ کے لیے درج ذیل عزم کرنا لازمی ہے۔

۱۔ میں سیاحتی مقامات کی صفائی کا خیال رکھوں گا / رکھوں گی، گندگی نہیں کروں گا/کروں گی۔

۲۔ کسی بھی تاریخی عمارت کو خراب نہیں کروں گا/کروں گی۔

۸ء۵ سیاحت اور مسافر نوازی شعبے میں روزگار کے مواقع

سیاحت سب سے زیادہ روزگار کے مواقع فراہم کرنے والی صنعت ہوسکتی ہے۔ اگر ہم پیشہ ورانہ نقطۂ نظر سے اس طرف توجہ دیں تو یہ ایک مستقل روزگار ہے۔ اس شعبے میں اختراعی تجربات کرنے کے وافر مواقع موجود ہیں۔

سیاحت کی وجہ سے بہت سارے لوگوں کو روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ غیر ملکی سیاح کے ہوائی اڈّے پر قدم رکھنے سے پہلے ہی وہ سیاحت والے ملک کی آمدنی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ وہ جو ویزا فیس ادا کرتا ہے اس سے اپنے ملک کو محصول حاصل ہوتا ہے۔ سفر خرچ، ہوٹل میں قیام وطعام، گائیڈ کی مدد لینا، اخبارات، حوالہ جاتی وسائل خریدنا، یادگار کے طور پر مقامی اشیا خریدنا وغیرہ؛ سیاح اپنے گھر لوٹنے تک ان سب طریقوں سے ملک کی آمدنی کا ذریعہ بنا رہتا ہے۔

سیاحتی مراکز کے اطراف تجارتی منڈیوں کو فروغ ملتا ہے۔ وہاں دستکاری اور گھریلو صنعتوں کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ یہاں تیار کردہ اشیا کی خرید وفروخت میں اضافہ ہوتا ہے مثلاً مقامی کھانے، دستکاری کی اشیا وغیرہ سیاح بڑی دلچسپی سے خریدتے ہیں جس کی وجہ سے مقامی روزگار میں اضافہ ہوتا ہے۔

ورثے کی سیر (ہیریٹیج واک) : تاریخی ورثے کے حامل مقامات دیکھنے کے لیے کیے گئے سفر کو ورثے کی سیر (ہیریٹیج واک) کہتے ہیں۔ جہاں تاریخ رقم ہوئی اس مقام پر پہنچ کر تاریخ کو جاننے کا تجربہ ورثے کی سیر کے زمرے میں آتا ہے۔

دنیا بھر میں اس طرح کی سرگرمی عمل میں لائی جاتی ہے۔ بھارت کی تاریخ سیکڑوں سال پرانی ہے۔ بھارت کی ہر ریاست میں تاریخی مقامات موجود ہیں جن میں قدیم عہد، عہدِ وسطیٰ اور جدید عہد کی عمارتوں کا شمار ہوتا ہے۔ گجرات کے شہر احمد آباد کی 'ورثے کی سیر' مشہور ہے۔ مہاراشٹر میں ممبئی اور پونہ میں اس طرح کے پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں جس کے ذریعے تاریخی عمارتوں کی نگہداشت کرنا، ان کی معلومات حاصل کرنا اور اسے مختلف ذرائع سے دنیا بھر میں پہنچانا جیسی سرگرمیوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ تاریخی شخصیات کے مکانات بھی تاریخی ورثے میں شمار ہوتے ہیں۔ کچھ جگہوں پر اس طرح کے مقامات پر تختیاں لگائی جاتی ہیں۔

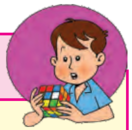

یہ کرکے دیکھیے۔

اپنے اطراف میں تاریخی عمارتوں کی سیر کے لیے اساتذہ کی مدد سے 'ورثے کی سیر' کی منصوبہ بندی کیجیے۔

مہاراشٹر میں سیاحت کا فروغ : سیاحت کے نقطۂ نظر سے مہاراشٹر کو عظیم الشان ورثہ حاصل ہے۔ اجنتا، ایلورا، ایلی فینٹا جیسے عالمی شہرت یافتہ غار، تصاویر اور مورتیاں، پنڈھر پور، شرڈی،

شیگاؤں، تلجاپور، کولھاپور، ناشک، پیٹھن، ترمبکیشور، دیہو، آلندی، جیجوری جیسے متعدد مذہبی مقامات، حاجی ملنگؒ، بی بی کا مقبرہ، ناندیڑ میں گرودوارہ، ممبئی کا ماؤنٹ میری چرچ، حاجی علی داتارؒ، مہابلیشور، پنچ گنی، کھنڈالا، لوناولا، ماتھیران، چکھلدرا جیسے سرد مقامات، کوئنا نگر، جائیکواڑی، بھاٹ گھر، چاندولی کے بند، دا جی پور، ساگریشور، تاڑوبا کے جنگلی مامن مہاراشٹر کے اہم سیاحتی مراکز ہیں۔

۱۹۷۵ء میں 'مہاراشٹر کارپوریشن برائے فروغِ سیاحت' کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کی وجہ سے سیاحت کو فروغ حاصل ہوا۔ اس کارپوریشن کے ذریعے ریاست میں ۴۷ جگھوں پر سیاحوں کی رہائش کا انتظام کیا گیا ہے جس میں تقریباً چار ہزار سے زائد سیاحوں کی رہائش کا انتظام ہوتا ہے۔ اسی طرح کئی نجی تاجر اس تجارت میں شامل ہوتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

بھارت کا پہلا عجیب وغریب 'کتابوں کا گاؤں'

مہابلیشور سے قریب 'بھلار' قدرتی مناظر سے آراستہ اور اسٹرابیری کی مٹھاس والا گاؤں ہے۔ اس کتابوں کے گاؤں میں کئی گھروں میں سیاحوں کے لیے ہی کتابیں رکھی ہوئی ہیں۔ مطالعے کے تئیں بیداری میں اضافہ، مراٹھی زبان کے نئے پرانے مصنّفین، سنتوں کا ادب، کہانی، ناول، نظم، فنونِ لطیفہ، کردار، سوانح حیات، نسائی ادب، ادبِ اطفال وغیرہ کی پُر بہار دنیا میں آپ مطالعے کا مزہ لیں، اس مقصد کے تحت حکومت مہاراشٹر نے یہ منصوبہ عمل میں لایا ہے۔

اگر آپ سیاحت کے لیے مہابلیشور جائیں تو بھیلار گاؤں یعنی کتابوں کے گاؤں کی سیر ضرور کیجیے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مہابلیشور، پنچ گنی سرد آب و ہوا کے مقامات ہیں۔ ہزاروں سیاح ان مقامات کی سیر کرتے ہیں۔ وہاں گائیڈ سیاحوں کو کچھ اہم جگہوں کی معلومات دیتے ہیں اور انھیں وہ جگہ دِکھاتے ہیں۔ کچھ مخصوص جگہوں پر فوٹو گرافر تصویریں نکال کر دیتے ہیں۔ گھوڑے والے گھوڑے کی سواری کرواتے ہیں۔ یہ سب کام وہاں کے مقامی لوگ کرتے ہیں۔ اس کام کی وجہ سے انھیں بہتر روزگار فراہم ہوتا ہے یعنی سیاحت ان کی گزر بسر کا ذریعہ ہے۔

یہ سمجھ لیجیے۔

معیاری تعلیمی اداروں کا دورہ کرنا، کسی جگہ کی مقامی تہذیب، تاریخ، رسم ورواج اور تاریخی یادگاروں کا دورہ کرنا، مختلف شعبوں میں حاصل کردہ کامیابی کا مطالعہ کرنے نیز وہاں رقص، موسیقی، جشن وغیرہ میں حصہ لینا جیسے مقاصد کے تحت کی گئی سیر کو 'تہذیبی سیاحت' کہا جاتا ہے۔

بتائیے تو بھلا!

- سیاحت کے سبب آپ کے اطراف میں کون کون سی تجارتیں قائم ہوئی ہیں؟
- سیاحت کے سبب اطراف کے لوگوں کے رہن سہن میں کون سی تبدیلیاں نظر آتی ہیں؟

(۱) (الف) درج ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان کو مکمل کیجیے۔

۱۔ کک نے .... بیچنے کی ایجنسی کا کاروبار شروع کیا۔
(الف) دستکاری کی چیزیں
(ب) کھلونے
(ج) کھانے کی اشیا
(د) سیاحت کی ٹکٹیں

۲۔ مہابلیشور کے قریب بھِلار نامی گاؤں .... کے لیے مشہور ہے۔
(الف) کتابوں
(ب) نباتات
(ج) آم
(د) قلعوں

(ب) ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ ماتھیران - سرد آب و ہوا کا مقام
۲۔ تاڑوبا - گپھا
۳۔ کولھاپور - مندر
۴۔ اجنتا - عالمی ورثے کا مقام

(۲) دیے ہوئے بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ دورِ حاضر میں غیر ملکی سفر کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔
۲۔ اپنے قدرتی اور تہذیبی ورثے کا تحفظ ہمیں خود کرنا چاہیے۔

(۳) نوٹ لکھیے۔

۱۔ سیاحت کی روایت
۲۔ مارکو پولو
۳۔ زرعی سیاحت

(۴) درج ذیل سوالوں کے مفصّل جواب لکھیے۔

۱۔ سیاحت کی ترقی کے لیے کون سی تدابیر ضروری ہیں؟
۲۔ سیاحت کے کاروبار سے مقامی روزگار میں کس طرح اضافہ ہوتا ہے؟
۳۔ سیاحت کے نقطۂ نظر سے آپ اپنے اطراف کے ماحول کو کس طرح فروغ دیں گے؟

(۵) درج ذیل تصوّراتی نقشہ مکمل کیجیے۔

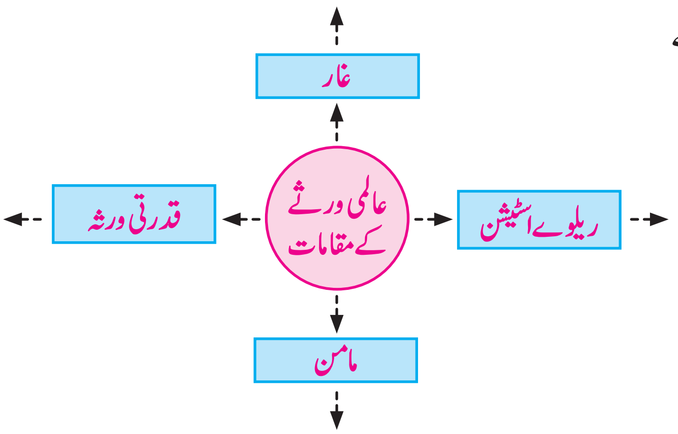

(٦) درج ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ سیاحت سے متعلق پیشہ ورانہ شعبوں کی وضاحت کیجیے۔
۲۔ سیاحت کی کوئی تین قسموں کی وضاحت کیجیے۔

سرگرمی

تاریخی مقامات کی نگہداشت اور تحفّظ کی ضرورت کو واضح کیجیے۔ آپ اس کے لیے کون سی معالجاتی تدابیر اختیار کریں گے۔ اس موضوع پر مباحثہ منعقد کیجیے۔

3YRI1V

۹۔ تاریخی ورثے کا تحفظ

۹ء۱ تاریخ کے ماخذ اور ان کا تحفظ

۹ء۲ کچھ مشہور عجائب گھر

۹ء۳ کتب خانے اور محافظ خانے (آرکائیوز)

۹ء۴ لغت کا ادب

اکثر مؤرّخین کی بے انتہا محنت و مشقت کا پھل یعنی ہمیں دستیاب تاریخی ماخذ اور ان ماخذوں کے سہارے لکھی گئی تاریخی کتابیں۔ اس بیش قیمتی تاریخی ورثے کی نگہداشت اور تحفظ اور اہم ترین دستاویزات، تاریخی کتابیں، قدیم اشیا کو پیش کرنے کا کام عجائب گھر، محافظ خانے اور کتب خانے کرتے ہیں۔ عوام تک درست معلومات پہنچانے کے لیے ان کی جانب سے تحقیقی رسائل اور دیگر مطبوعات شائع کی جاتی ہیں۔

جن دستاویزات، قدیم اشیا وغیرہ کی نمائش نہیں کی جاسکتی ہے لیکن تاریخی نقطۂ نظر سے اہم ہیں انھیں محافظ خانوں میں محفوظ کردیا جاتا ہے۔ کتب خانے کتابوں کا تحفظ اور انتظام کرتے ہیں۔

۹ء۱ تاریخ کے ماخذ اور ان کا تحفّظ

تاریخی ماخذ کا حصول، ان کے اندراج کے ساتھ ہی فہرست سازی، قلمی تحریریں، پرانی کتابیں، قدیم اشیا کی صفائی اور ان کی نمائش وغیرہ بہت احتیاط سے کرنی پڑتی ہے۔ ان کاموں کے لیے مختلف مضامین کی سرگرمیوں کی تربیت ضروری ہوتی ہے۔ صحیح تربیت کے حصول کے بعد ہی ان سب کاموں کو انجام دیا جاسکتا ہے۔

۱۔ زبانی ماخذ

- عوامی روایتی گیت، کہانیوں وغیرہ کے مجموعے مرتب کرنا۔
- جمع شدہ وسائل کی درجہ بندی نیز تجزیہ کرنا اور موضوع کے مطابق ترتیب دینا۔
- تحقیق شدہ زبانی وسائل کی نشر و اشاعت

کارآمد تربیت : (۱) سماجی علوم (۲) سماجی عمرانیات (۳) اساطیر اور لسانیات (۴) کتب خانوں کا انتظام (۵) تاریخ اور طریقۂ تحقیق (۶) تحقیقی تحریر

۲۔ تحریری ماخذ

- درباری دستاویزات، نجی خطوط اور روزنامچے، تاریخی کتب، مخطوطات، تصاویر اور فوٹو، تانبے کی تختی (تامرپٹ)، پرانی کتابوں وغیرہ کی ترتیب وتدوین۔
- دستاویزات کے تحفظ کے لیے ضروری صفائی اور کیمیائی عمل انجام دینا۔
- دستاویزات کی تاریخی قدر متعین کرنا۔
- اہم دستاویزات کی نشر و اشاعت۔
- مرتب شدہ ادب اور تحقیقی نتائج کی نشر و اشاعت۔

کارآمد تربیت :

(۱) براہمی، موڑی، فارسی جیسے رسم الخط اور ان کے ارتقا کی زمانی ترتیب کا علم۔

(۲) تاریخی عہد کا سماجی ڈھانچا اور روایات، ادب اور ثقافت، حکومت، حکومتی انتظامات وغیرہ کی بنیادی معلومات۔

(۳) مختلف طرزِ مصوری، طرزِ سنگ تراشی اور ان کے ارتقا کی زمانی ترتیب کا علم۔

(۴) کاغذات کی قسمیں، روشنائی اور رنگوں کا علم۔

(۵) کندہ تحریر کے لیے استعمال کیے گئے پتھروں اور دھاتوں کے متعلق معلومات۔

(۶) دستاویزوں کی صفائی اور تحفظ کی خاطر درکار کیمیائی عمل کے لیے ضروری آلات اور کیمیائی مرکبات کی معلومات۔

(۷) عجائب گھر میں نمائش کا انتظام اور اطلاعاتی تکنیک۔

(۸) تحقیقی مقالہ نگاری۔

۳۔ طبعی ماخذ

- قدیم اشیا کی ذخیرہ اندوزی، زمانے اور نوعیت کے لحاظ سے جماعت بندی اور فہرست سازی۔
- قدیم اشیا کے تحفظ کے لیے ضروری صفائی اور کیمیائی عمل انجام دینا۔
- اہم قدیم اشیا یا ان کی نقلوں کی نمائش۔
- قدیم اشیا سے متعلق تحقیقی مقالے شائع کرنا۔
- نباتات اور جانداروں کے باقیات کی جماعت بندی اور فہرست سازی۔
- اہم اور خصوصی باقیات یا ان کی نقل پیش کرنا۔

کارآمد تربیت :

(۱) آثارِ قدیمہ کے طریقۂ تحقیق، اُصول اور قدیم تہذیب کا تعارف۔

(۲) قدیم اشیا کی تیاری میں استعمال کیے گئے پتھر، معدنیات، دھاتیں، چکنی مٹی جیسے ذرائع کے علاقائی ماخذ، ان کی کیمیائی خصوصیات کا علم۔

(۳) قدیم اشیا کی صفائی اور کیمیائی عمل کے لیے ضروری آلات اور کیمیائی مرکبات کی معلومات۔

(۴) مختلف طرزِ فنون اور ان کے ارتقا کی ترتیب کا علم۔

(۵) قدیم اشیا اور جانداروں کے باقیات کی نقل تیار کرنے کی مہارت۔

(۶) عجائب گھر میں نمائش کا انتظام اور اطلاعاتی تکنیک۔

(۷) تحقیقی مقالہ نگاری۔

۹ء۲ کچھ مشہور عجائب گھر

عہدِ وسطیٰ میں یورپی شاہی خاندان کے افراد کے ذریعے جمع کی گئی قدیم اشیا کے انتظام کی غرض سے عجائب گھر کا تصوّر سامنے آیا۔

لور عجائب گھر، فرانس : پیرس شہر کے لور عجائب گھر کی بنیاد اٹھارھویں صدی عیسوی میں رکھی گئی۔ فرانس کے شاہی خاندان کی جمع کی ہوئی فنی اشیا کی اوّلاً لور عجائب گھر میں نمائش کی گئی۔ اس میں لیونارڈو دا وِنچی

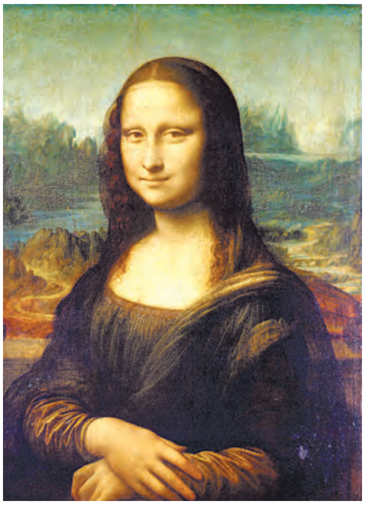
مونا لیزا

جیسے عالمی شہرت یافتہ اِطالوی مصور کی تیار کردہ 'مونا لیزا' کی عالمی شہرت یافتہ تصویر بھی شامل ہے۔ لیونارڈو دا وِنچی سولھویں صدی عیسوی میں بادشاہ فرانسس اوّل کے مصاحب تھے۔ نپولین بوناپارٹ کے بیرونی حملوں کے دوران اپنے ملک میں لائی گئی فنی اشیا کی وجہ سے اس میوزیم کے ذخیرے میں زبردست اضافہ ہوا۔ فی الحال اس عجائب گھر میں حجری عہد تا جدید عہد کی تین لاکھ اسّی ہزار سے زائد فنی اشیا موجود ہیں۔

برطانوی عجائب گھر، انگلینڈ : لندن میں برطانوی عجائب گھر کی بنیاد اٹھارھویں صدی عیسوی میں رکھی گئی۔ اس زمانے کے فطری علوم کے ماہر سر ہینس سلوئن نے عجائب گھر کی کل اکہتر ہزار چیزیں انگلینڈ کے حاکم جارج دوم کے سپرد کیں۔ اس میں کئی کتابیں، تصاویر، نباتات کے نمونے شامل ہیں۔ اس کے بعد انگریزوں نے مختلف علاقوں سے مختلف تاریخی اشیا کو اپنے وطن میں لاکر اس عجائب گھر میں سجایا۔ جس کی وجہ سے برطانوی عجائب گھر میں اشیا کا مجموعہ بڑھتا گیا۔ آج تک کل اسّی لاکھ سے زائد تاریخی اشیا اس عجائب گھر میں موجود ہیں۔

یہ جان لیجیے۔

بھارت کے مشہور عجائب گھر

انڈین میوزیم، کولکاتا؛ نیشنل میوزیم، دلّی؛ چھترپتی شیواجی مہاراج عجائب گھر، ممبئی؛ سالار جنگ میوزیم، حیدرآباد؛ دی کیلیکو میوزیم آف ٹیکسٹائلز، احمدآباد بھارت کے مشہور عجائب گھروں میں سے چند ہیں۔

برٹش عجائب گھر، انگلینڈ

بھارت کے عجائب گھر : کولکاتا کا 'انڈین میوزیم' ملک کا پہلا عجائب گھر ہے جو ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کی جانب سے ۱۸۱۴ء میں قائم کیا گیا۔ چینئی میں ۱۸۵۱ء میں قائم کیا گیا 'گورنمنٹ میوزیم' بھارت کا دوسرا عجائب گھر ہے۔ ۱۹۴۹ء میں دلّی میں 'قومی عجائب گھر' (نیشنل میوزیم) قائم کیا گیا۔ فی الحال بھارت کی مختلف ریاستوں میں کئی عجائب گھر قائم ہیں۔ کئی بڑے عجائب گھروں کے ذاتی محافظ خانے اور کتب خانے ہوتے ہیں۔ کچھ عجائب گھر یونیورسٹی سے منسلک ہوتے ہیں۔ ایسے عجائب گھروں کی جانب سے 'علم عجائب گھر' مضمون کے مختلف نصاب سکھائے جاتے ہیں۔

نیشنل میوزیم آف نیچرل ہسٹری، یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ : امریکہ کے اسمتھ سونین انسٹی ٹیوشن کے زیرِ انصرام قدرتی تاریخ کا یہ عجائب گھر سب سے پہلے ۱۸۴۶ء میں قائم کیا گیا۔ یہاں نباتات اور جانوروں کے باقیات اور ڈھانچے، معدنیات، پتھر، نوعِ انسانی کے رکازات اور قدیم اشیا کے بارہ کروڑ سے زائد نمونے جمع کیے گئے ہیں۔

'علم عجائب گھر' میں ڈگری اور ڈپلوما نصاب فراہم کرنے والے بھارت کے کچھ اہم ادارے اور یونیورسٹیاں :

۱۔ قومی عجائب گھر، دہلی
۲۔ مہاراج سیاجی راؤ یونیورسٹی، وڑودرا
۳۔ کولکاتا یونیورسٹی، کولکاتا
۴۔ بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی
۵۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
۶۔ جیواجی یونیورسٹی، گوالیار

نیشنل میوزیم آف نیچرل ہسٹری

چھترپتی شیواجی مہاراج عجائب گھر، ممبئی : ۱۹۰۴ء میں ممبئی کے کچھ معزز شہریوں نے یکجا ہوکر پرنس آف ویلس کی بھارت سیر کی یادگار کے طور پر ایک عجائب گھر قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ نومبر ۱۹۰۵ء میں اس عجائب گھر کی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا گیا اور اس عجائب گھر کا نام 'پرنس آف ویلس میوزیم آف ویسٹرن انڈیا' رکھا گیا۔ ۱۹۹۸ء میں اس عجائب گھر کا نام تبدیل کرکے 'چھترپتی شیواجی مہاراج عجائب گھر' رکھا گیا۔

چھترپتی شیواجی مہاراج عجائب گھر، ممبئی

عجائب گھر کی عمارت اِنڈو- گوتھک طرزِ تعمیر کی حامل ہے۔ اسے ممبئی شہر کی اوّل درجے کی تہذیبی ورثے کی حامل عمارت کا مقام حاصل ہے۔ اس عجائب گھر میں فنون، آثارِ قدیمہ اور قدرتی تاریخ اس طرح تین حصوں میں منقسم تقریباً پچاس ہزار عجائبات جمع کیے گئے ہیں۔

۹٫۳ کتب خانے اور تحفّظ خانے (آرکائیوز)

کتب خانے علم اور معلومات کے خزانے ہیں۔ علومِ انتظامیہ، اطلاعاتی تکنیک، علمِ تعلیم جیسے مضامین سے علمِ کتب خانہ (لائبریری سائنس) کا قریبی تعلق ہوتا ہے۔ رسالے مرتب کرنا، ان کا باقاعدہ نظم ونسق کرنا، تحفظ اور نگہداشت، ذرائع معلومات کی نشریات جیسے اہم کام کتب خانوں کے ذریعے انجام پاتے ہیں۔ ان میں سے کئی کام جدید کمپیوٹر نظام کے ذریعے انجام دیے جاتے ہیں۔ منتظم کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ قارئین کی ضرورت کے مطابق انھیں ان کی مطلوبہ کتابیں فراہم کرے۔

تکشیلا یونیورسٹی کے کتب خانے (۵۰۰ قبل مسیح سے ۵۰۰ عیسوی)، میسوپوٹیمیا کے اسیرین سلطنت کا شہنشاہ اسؤر بانی پال کا کتب خانہ (۷۰۰ قبل مسیح) اور مصر کے اسکندریہ کا کتب خانہ (۴۰۰ قبل مسیح) دنیا کے سب سے قدیم کتب خانے تسلیم کیے جاتے ہیں۔

تمل ناڈو کے تنجاور کا 'سرسوتی محل کتب خانہ' سولھویں- سترھویں صدی کے نایک راجا کے دور میں تعمیر کیا گیا۔ ۱۶۷۵ء میں وینکوجی راجا بھوسلے نے تنجاور جیت کر خود مختار حکومت قائم کی۔ وینکوجی راجے بھوسلے اور ان کے وارثین نے سرسوتی محل کتب خانے کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا۔ جن میں شرفوجی راجے بھوسلے کا اہم حصہ ہے۔ ان کے اعزاز میں ۱۹۱۸ء میں اس کتب خانے کو ان ہی کا نام دیا گیا۔ اس کتب خانے میں کل اُنچاس ہزار کتابیں ہیں۔

بھارت کے کئی کتب خانوں میں سے کچھ کتب خانے خصوصی ذکر کے لائق ہیں جن میں کولکاتا کی 'نیشنل لائبریری'، دہلی کی 'نہرو میموریل میوزیم اینڈ لائبریری'، حیدرآباد کی 'اسٹیٹ سینٹرل لائبریری'، ممبئی کی 'لائبریری آف ایشیاٹک سوسائٹی' اور 'ڈیوڈ سسون لائبریری' وغیرہ کتب خانوں کا شمار ہوتا ہے۔

محافظ خانوں کا نظم تکنیکی نظریے سے کتب خانوں کے نظم کا ہی ایک جز ہے۔ اہم اندراج والے کاغذات میں کوئی تبدیلی نہ کرتے ہوئے انھیں محفوظ رکھنا، ان کی فہرست تیار کرنا نیز بوقتِ ضرورت ان کی فراہمی جیسے کام اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جس کے سبب یہ کاغذات تاریخی اعتبار سے انتہائی قابلِ اعتماد مانے جاتے ہیں۔ کمپیوٹر کے استعمال کے سبب کتب خانوں اور محافظ خانوں کا دورِ جدید کا انتظام لازمی طور پر اطلاعاتی ٹکنالوجی سے

وابستہ ہو گیا ہے۔

بھارت کا پہلا سرکاری محافظ خانہ ۱۸۹۱ء میں 'امپیریل ریکارڈ ڈپارٹمنٹ' کولکاتا میں قائم کیا گیا۔ ۱۹۱۱ء میں یہ دہلی منتقل کیا گیا۔

۱۹۹۸ء میں بھارت کے صدرِ جمہوریہ کے۔ آر۔ نارائنن نے 'قومی محافظ خانہ' کو عوام کے لیے کھلا کر دینے کا اعلان کیا۔ یہ بھارت کی وزارتِ ثقافت کے ماتحت ایک شعبہ ہے۔ ۱۷۴۸ء سے دستاویزات یہاں ترتیب سے لگا کر رکھے گئے ہیں۔ اس میں انگریزی، عربی، ہندی، فارسی، سنسکرت اور اُردو زبانوں اور موڑی رسم الخط کے اندراجات شامل ہیں۔ ان اندراجات کی درجہ بندی، عمومی، قدیم علوم، مخطوطات اور نجی دستاویزات جیسی چار اقسام میں کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ بھارت کی ہر ریاستی حکومت کے خودمختار محافظ خانے (آرکائیوز) ہیں۔ حکومت مہاراشٹر کے محافظ خانے کی شاخیں ممبئی، پونہ، کولھاپور، اورنگ آباد اور ناگپور میں ہیں۔ پونہ کے محافظ خانے میں مراٹھوں کی تاریخ سے متعلق پانچ کروڑ موڑی رسم الخط کے دستاویزات ہیں۔ اسے پیشواؤں کا دفتر کہا جاتا ہے۔

۹ء۴ فرہنگی ادب

لغت یعنی الفاظ، مختلف معلومات اور علوم کا منظّم مجموعہ۔ مختلف علوم کو مخصوص طریقے سے ذخیرہ کرنا اور ترتیب دینا لغت کہلاتی ہے۔ دستیاب علوم کا انتظام اور آسان انداز میں اس کی دستیابی کی سہولت اس کے مقاصد ہیں۔

لغت کی ضرورت : لغت کے ذریعے قاری تک علم پہنچایا جاتا ہے۔ اس کے تجسّس کی تشفی کی جاتی ہے۔ مختلف نکات کی تفصیلی وضاحت پیش کی جاتی ہے۔ قاری کو اپنے مطالعے کو وسیع کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔ جو متعلّم محقق ہوتے ہیں ان کے لیے لغت علم کا سابقہ ذخیرہ مہیا کروا کر اس میں اضافہ کرنے اور تحقیق کرنے کی ضرورت پیدا کرتی ہے۔ لغت کا ادب قوم کی ثقافتی حیثیت کی علامت ہے۔ سماج کی ذہنی اور ثقافتی ضرورت جس قسم کی ہوتی ہے اسی قسم کی لغات کی تدوین اس معاشرے میں ہوتی ہے۔

لغت میں معلومات پیش کرنے کے لیے صحت، قطعیت، معروضیت، محدودیت اور جدیدیت ضروری ہیں۔ اسے تازہ ترین رکھنے کے لیے معینہ مدّت پر اصلاح شدہ جلد یا ضمیمے نکالے جاتے ہیں۔

لغت تیار کرتے ہوئے غیر منظّم اور موضوعات پر مبنی، یہ دو طریقے عام طور سے استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس میں قاری کی سہولت اور معلومات تلاش کرنے کی سہولت ان دو باتوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ لغت کے آخر میں اگر فہرست دے دی جائے تو قارئین کو بہت سہولت ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا اقسام کی لغات کی تخلیق کوئی ایک شخص یا مجلسِ ادارت کر سکتی ہے۔ لغت کے ادب کو تحریر کرتے وقت مختلف علوم کے ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے۔

لغت کی قسمیں : لغت کی عام طور پر چار شعبوں میں درجہ بندی کی جاسکتی ہے۔ (۱) الفاظ کی لغت (۲) دائرۃ المعارف (۳) قاموس الادب اور (۴) اشاریہ۔

(۱) الفاظ کی لغت : اس میں الفاظ کا ذخیرہ، الفاظ کے معنی، متبادل الفاظ، الفاظ کے ماخذ دیے جاتے ہیں۔ الفاظ کی لغات کی اہم اقسام میں جامع لغت، مخصوص الفاظ کی لغت، فرہنگِ اصطلاحات، ماخذاتی لغت، ہم معنی یا متضاد الفاظ کی لغت، کہاوتوں-محاوروں کی لغت وغیرہ شامل ہیں۔

(۲) دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) : دائرۃ المعارف کے دو حصے ہیں ؛ (الف) جامع (مثلاً انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، ریاستِ مہاراشٹر کا دائرۃ المعارف، مراٹھی دائرۃ المعارف، جامع اُردو انسائیکلوپیڈیا، انسائیکلوپیڈیا اسلامیکا وغیرہ) (ب) مخصوص

موضوعات پر دائرۃ المعارف۔ یہ مخصوص موضوع کے لیے وقف دائرۃ المعارف ہوتا ہے مثلاً بھارتی ثقافتی دائرۃ المعارف، ورزشی دائرۃ المعارف وغیرہ۔

(۳) قاموس الادب : اس میں کسی موضوع کو مکمل طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں کسی مخصوص موضوع پر ماہرین کے ذریعے مضامین تحریر کرواکر کتب تخلیق کی جاتی ہیں مثلاً مہاراشٹر جیون جلد ۱، ۲ ، پونہ شہر جلد ۱، ۲، سال نامہ (منورما، ٹائمز آف انڈیا)، فرہنگِ ادبیات۔

(۴) فرہنگِ اشاریہ : کتاب کے آخر میں مذکور شخص، موضوع، مقامات اور فہرستِ کتب، فہرستِ الفاظ کو وضاحتی اشاریہ کہتے ہیں۔ وضاحتی اشاریے عموماً غیر منظّم ہوتے ہیں۔ وہ ان کتب کے مطالعے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ مثلاً مختلف رسائل کے وضاحتی اشاریات (رسالہ 'آج کل')۔

لغت اور تاریخ : تاریخ اور لغت میں معروضیت کو اہمیت حاصل ہے۔ یہ دونوں میں مشترکہ عنصر ہے۔ ہر قوم اور ہر زبان میں لغت مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں کیونکہ ان کی ترجیحی ترتیب مختلف ہوتی ہے۔ اپنے ملک کی پالیسیاں، اقدارِ زندگی، آدرش وغیرہ کے اثرات لغت پر پڑتے ہیں۔ فلسفہ اور روایات کا اثر بھی لغت پر پڑتا ہے۔ قومی وقار کی بیداری لغت سے کی جاسکتی ہے مثلاً مہادیو شاستری جوشی کے مرتب کردہ 'بھارتی سنسکرتی کوش'۔ علم سب کی ترقی کے لیے مہیا کروانا لغت کی تخلیق کے لیے ترغیب کا کام کرتی ہے۔ علم کی تحصیل اور ابلاغ کو زندگی کا عقیدہ بنا کر اس کے لیے انفرادی اور اجتماعی شکل میں کوشش کی جاتی ہے۔ اس لیے لغت کو معاشرے کا نشانِ امتیاز سمجھا جاتا ہے۔ معاشرے کی فہم اور فراست ان کی علامتی تائید لغت کی تخلیق میں دِکھائی دیتی ہیں۔ اسی طرح 'اُردو عالمی انسائیکلوپیڈیا' اور 'اُردو سائنس انسائیکلوپیڈیا' بھی اُردو کی اہم لغات ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مغربی ممالک میں (۱) 'نیچرل ہسٹری' (پہلی صدی عیسوی) بڑے پلینی کی مرتب کردہ پہلی لغت۔ (۲) اٹھارھویں صدی کا فرانسیسی دائرۃ المعارف یہ دیدیراں کی اہمیت کی حامل لغت ہے۔ (۳) انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا ۱۷۶۷ء میں شائع ہوئی۔ اسے فرہنگ کی پیش رفت کا اہم مرحلہ مانا جاتا ہے۔

سنسکرت زبان میں نیگھنٹو اور دھاتو پاٹھ جیسی لغت کی روایت زمانۂ قدیم سے ہے۔ عہدِ وسطیٰ میں مہانوبھاو فرقے کی لغت نویسی، چھترپتی شیواجی مہاراج کے عہد میں حکومتی معاملات کی لغت اہم ہیں۔

فرہنگِ تاریخ : تاریخ کے موضوع پر لغت کی شاندار روایت موجود ہے۔ رگھوناتھ بھاسکر گوڈبولے کا قدیم بھارتی تاریخی لغت (۱۸۷۶ء) بہت قدیم لغت ہے جو زمانۂ قدیم کی شخصیات اور مقامات کے ذکر پر مشتمل ہے۔ اس لغت میں بھارت میں پہلے جو مشہور لوگ گزرے ہیں، ان کی ازواج، اولادیں اور مذہب، ان کے ملک اور دارالحکومت، ساتھ ہی اس ملک کی ندیوں، پہاڑوں کے ساتھ منسلک تاریخ وغیرہ درج ہے۔ اسی طرح 'انسائیکلوپیڈیا تاریخِ عالم' از غلام رسول مہؔر بھی مشہور ہے۔

شری دھر وینکٹیش کیتکر کی 'مہاراشٹری علمی لغت' کی تیئیس جلدیں ہیں۔ ان کی لغت کا مقصد مراٹھی عوام کی آواز کو دور تک پہنچانا، ان کے علوم کے درجے کو بڑھانا، ان کے خیالات کو مزید وسعت دینا، ترقی یافتہ افراد کے برابر انھیں کھڑا کرنا تھا۔ اس لغت میں انھوں نے وسیع تاریخ کو پیش کیا ہے۔

اس کے بعد کی اہم لغت بھارت کی قدیم سوانحی لغت ہے۔ سدھیشور شاستری چتراؤ نے 'بھارتیہ چرتر کوش منڈل' کی بنیاد

ڈال کر بھارتی قدیم سوانحی لغت (۱۹۳۲ء)، بھارتی عہدِ وسطیٰ کی لغت (۱۹۳۷ء)، بھارتی جدید عہد کی سوانحی لغت (۱۹۴۶ء) اس طرح تین سوانحی لغات مرتب کر کے شائع کیں۔ ان لغات کے تصور کی وضاحت کے لیے قدیم لغت میں اندراج دیکھا جاسکتا ہے۔ ان لغات میں شروتی، اسمرتی، سترے، ویدانگ، اپنشد، پُران نیز جین اور بدھ ادب میں پیش کیے گئے افراد کی معلومات دی گئی ہے۔ اسی طرح جامع اُردو انسائیکلوپیڈیا آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ہر جلد ایک آزاد موضوع مثلاً ادب، سیاسی، سماجی علوم، سائنس، ریاضی، تاریخ وغیرہ پر مبنی ہے۔ اس میں شخصیات، واقعات، اشیا، مادّوں، مقامات وغیرہ کی تفصیل دی گئی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

چند اہم لغات

۱۔ موسیقاروں اور فنکاروں کی تاریخ (لکشمن دتاتریہ جوشی)

۲۔ انقلابیوں کی سوانحی لغت (ایس۔ آر۔ داتے) جس میں بھارت کے تقریباً ۲۵۰ انقلابیوں کا شخصی تعارف اور تصاویر ہیں۔

۳۔ مجاہدینِ آزادی کی سوانحی لغت (این۔ آر۔ پھاٹک): اس لغت میں آزادی کی لڑائی میں بالخصوص پھانسی کی سزا پانے والے، قید ہونے والے فوجی، آزادی سے قبل سماج کے مختلف شعبوں میں خدمات انجام دینے والے مجاہدینِ آزادی کی معلومات ہے۔

فرہنگِ مقامات : تاریخ کے مطالعے کے لیے جغرافیہ اہمیت رکھتا ہے۔ مختلف تاریخی مقامات کے ضمن میں جغرافیائی معلومات فراہم کرنے والی فرہنگیں موجود ہیں۔

(۱) مہانوبھاو فرقے کے مُنی وِیاس کے تخلیق کردہ ’استھان پوتھی‘ نامی کتاب (چودھویں صدی) میں مہانوبھاو فرقے کے مبلغ شری چکردھر سوامی جن گاؤوں میں گئے ان گاؤوں کا تفصیلی اندراج ہے۔ اس دور کے مہاراشٹر کا تصور اس کتاب سے سمجھا جاسکتا ہے۔ لیلا چرتر میں واقعات کب، کہاں، کس مقام اور کس موقع پر وجود میں آئے ہیں اس پر بھی مصنف نے روشنی ڈالی ہے جس کی وجہ سے شری چکردھر سوامی کی شخصی سوانح لکھنے کے لیے یہ بہترین حوالہ جاتی کتاب ہے۔

(۲) قدیم بھارتی فرہنگِ مقامات (۱۹۶۹ء) : سدھیشور شاستری چتراؤ نے اس کی تخلیق کی ہے۔ ویدک ادب، کوٹلیہ معاشیات، پانینی کا گرامر، والمیکی - رامائن، مہابھارت، پُران، عہدِ وسطیٰ کی تہذیب اور لغاتی ادب نیز فارسی، جین، بدھ اور چینی ادب میں جغرافیائی مقامات کی معلومات لغت میں دی گئی ہے۔

دائرۃ المعارف : ریاست مہاراشٹر کے پہلے وزیر اعلیٰ یشونت راؤ چوہان نے مراٹھی زبان و ادب کے ارتقا کے لیے مہاراشٹر راجیہ ساہتیہ سنسکرتی منڈل کی جانب سے دائرۃ المعارف کی تخلیق کا آغاز کیا۔ ماہرِ علمِ منطق لکشمن شاستری جوشی کی رہبری میں دائرۃ المعارف کی تدوین کا کام شروع ہوا۔ دنیا بھر کا علم تفصیلی طور پر اس دائرۃ المعارف میں جمع کیا گیا ہے جس میں تاریخ کے مضمون سے متعلق اہم اندراجات ہیں۔

بھارتی تہذیبی دائرۃ المعارف : مہادیو شاستری جوشی کے زیرِ ادارت دائرۃ المعارف برائے بھارتی تہذیب کی دس جلدیں تیار کی گئی ہیں۔ اس دائرۃ المعارف میں ’آسےتو ہما چل‘ جیسی بھارت کی تاریخ، جغرافیہ، مختلف زبان بولنے والے لوگ، ان کی بنائی ہوئی تاریخ، تہوار، میلوں اور تہذیبی ابواب پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

تاریخی اصطلاحات کی فرہنگ : تاریخی اصطلاحات کے لیے خصوصی لغت جس سے تاریخی اصطلاحات کو بآسانی سمجھا جاسکتا ہے، محققین کو اس سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

مضمون تاریخ کے متعلّمین کو لغت سے وابستہ کاموں کے

لیے بہت مواقع حاصل ہیں۔ ہر مضمون کی لغت کو تاریخ مضمون سے مربوط کرنا ضروری ہے۔ ہر مضمون کی اپنی تاریخ ہوتی ہے۔ تاریخ کے متعلّمین کو لغت کے مطالعے سے واقعاتی لغت، مخصوص ایام، شخصی لغت، اصطلاحاتی لغت، مقاماتی لغت وغیرہ تیار کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

اس درسی کتاب کے مطالعے سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مضمون تاریخ میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں کے لیے کئی شعبوں میں پیشہ ورانہ مواقع دستیاب ہیں۔ اس کتاب میں دی ہوئی معلومات کے استعمال سے آپ اپنی پسند کے لحاظ سے اپنے کریئر کا انتخاب کرسکتے ہیں۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان کو مکمل کیجیے۔

۱۔ عالمی شہرت یافتہ مصور لیونارڈو دا وِنچی کی تیار کردہ تصویر .... لورعجائب گھر میں ہے۔

(الف) نپولین (ب) مونالیزا

(ج) ہنس سلوئن (د) جارج دوم

۲۔ کولکاتا میں بھارت کا پہلا عجائب گھر.............ہے۔

(الف) سرکاری میوزیم (ب) نیشنل میوزیم

(ج) چھترپتی شیواجی مہاراج میوزیم

(د) انڈین میوزیم

(ب) ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ مہاراج سیاجی راؤ یونیورسٹی - دہلی

۲۔ بنارس ہندو یونیورسٹی - وارانسی

۳۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی - علی گڑھ

۴۔ جیواجی یونیورسٹی - گوالیار

(۲) دیے ہوئے بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ محافظ خانے اور کتب خانے رسائل اور دیگر مطبوعات شائع کرتے ہیں۔

۲۔ مختلف مضامین کی سرگرمیوں کے لیے تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۳) نوٹ لکھیے۔

۱۔ فرہنگِ مقامات ۲۔ دائرۃ المعارف

۳۔ تاریخی اصطلاحات کی فرہنگ

۴۔ سرسوتی محل کتب خانہ

(۴) درج ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ کتب خانوں کا انتظامیہ کیوں اہم ہے؟

۲۔ محافظ خانوں کے انتظامیہ میں کون سے کام اہم ہوتے ہیں؟

(۵) درج ذیل تصوراتی خاکہ مکمل کیجیے۔

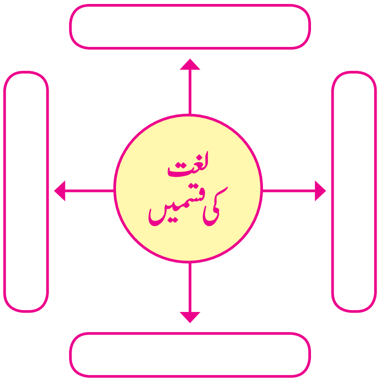

سرگرمی

انٹرنیٹ کی مدد سے مہاراشٹر کے اہم کتب خانوں کی معلومات حاصل کیجیے۔ اپنے اطراف کے کتب خانے کی سیر کرکے وہاں کام کرنے کے طریقوں کو سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

3Z1E3I

سیاسیات

فہرست

دستور کی پیش رفت

نمبر شمار	سبق کا نام	صفحہ نمبر
۱۔	دستور کی پیش رفت	۶۹
۲۔	انتخابی عمل	۷۵
۳۔	سیاسی پارٹیاں	۸۲
۴۔	سماجی اور سیاسی تحریکیں	۹۱
۵۔	بھارتی جمہوریت کو درپیش چیلنجز	۹۷

متوقع صلاحیتیں

نمبر شمار	اکائی	صلاحیتیں
۱۔	دستور کی پیش رفت	▪ دستور کی وجہ سے بھارتی جمہوریت کے مضبوط ہونے کے بارے میں جاننا۔ ▪ یہ بتانا کہ دستور کی پیش رفت سماجی تبدیلیوں کی سمت میں ہوتی ہے۔
۲۔	انتخابی عمل	▪ الیکشن کمیشن کی اہمیت سمجھنا۔ ▪ یہ شعور پیدا ہونا کہ انتخابات میں ہر رائے دہندہ کے لیے رائے دہی اس کی دستوری ذمہ داری ہے۔ ▪ انتخابی عمل میں عوام کے کردار کی اہمیت جاننا۔ ▪ انتخابی عمل کی معلومات حاصل کرنے کے لیے ویڈیو کلپ کی مدد لینا۔ ▪ حلقۂ انتخاب کے نقشے میں اپنا حلقۂ انتخاب تلاش کرنا / لوک سبھا حلقۂ انتخاب تلاش کرنا / دِکھانا۔
۳۔	سیاسی پارٹیاں (قومی)	▪ سیاسی پارٹیوں کی ذمہ داریاں اور فرائض جاننا۔ ▪ نئی پارٹیوں کے وجود میں آنے کے اسباب کا تجزیہ کرنا۔ ▪ بھارت کی قومی پارٹیوں کی پالیسیوں کا موازنہ کرکے نتائج اخذ کرنا۔ ▪ سیاسی پارٹیوں کے انتخابی نشانات کی جدول بنانا۔
۴۔	سیاسی پارٹیاں (علاقائی)	▪ مہاراشٹر کی علاقائی پارٹیوں کے اُصول اور کام بیان کرنا۔ ▪ کسی پارٹی کے رہنما اور ان کے جلسوں سے متعلق خبروں کو جمع کرنا۔ ▪ علاقائی پارٹی کیوں مضبوط ہوتی ہے، اس موضوع پر گفتگو کرنا۔
۵۔	سماجی اور سیاسی تحریکیں	▪ سماجی اور سیاسی تحریک کا مفہوم جاننا۔ ▪ سماجی تحریک عوامی بیداری کے لیے جن طریقوں کو اختیار کرتی ہے ان سے واقف ہونا۔ ▪ خواتین اور دیگر کمزور طبقات کو باصلاحیت بنانے کا مفہوم بیان کرنا۔ ▪ کسانوں اور کاریگروں کے مطالبات کی معلومات حاصل کرنا۔ ▪ طلبہ کی تحریک سے متعلق اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کو جمع کرنا۔
۶۔	بھارت کو درپیش چیلنجز	▪ 'کثرت میں وحدت' کے مفہوم کی وضاحت کرنا۔ ▪ بھارت میں تنوع کے احترام کے رجحان کا پروان چڑھنا۔ ▪ مختلف چیلنجز کی حقیقی صورت کو واضح کرنا۔ ▪ داخلی چیلنجز کا مقابلہ کس طرح کیا جاتا ہے اس کی وضاحت کرنا۔

۱۔ دستور کی پیش رفت

سیاسیات کی اب تک کی درسی کتابوں میں ہم نے مقامی حکومتی اداروں، ہندوستانی دستور میں مندرج اقدار اور ان کے فلسفوں کے ساتھ ساتھ دستور کے تشکیل کردہ نظامِ حکومت اور بین الاقوامی تعلقات میں بھارت کے مقام کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔ دستور نے بھارت کو ایک مقتدر، سماج وادی، غیر مذہبی، عوامی، جمہوریہ بنانے کا مقصد ظاہر کیا ہے۔ شہریوں کو انصاف دلانے اور ان کی آزادی کو برقرار رکھنے کے مقصد سے دستور میں ضروری اور اہم پیش بندی کی گئی ہے۔ سماجی انصاف اور مساوات پر مبنی ایک ترقی یافتہ سماج تعمیر کرنے کا اہم وسیلہ دستور ہے۔ بھارت میں ۲۶/جنوری ۱۹۵۰ء سے حکومت کا کام کاج دستور کے مطابق کیا جارہا ہے۔ اس وقت سے اب تک دستور کی مدد سے جو حکومتی کام کاج کیا گیا اس کی بنا پر بھارت میں جمہوریت نے کس طرح وسعت اختیار کی، بھارت میں سیاسی عمل میں جو اہم تبدیلیاں ہوئیں، سماجی انصاف اور مساوات قائم کرنے کے نقطۂ نظر سے جو اقدامات کیے گئے ان سب کا مختصر جائزہ اس باب میں لیا جائے گا۔ یہاں تین نکات پر خصوصی توجہ دی جائے گی؛ (۱) جمہوریت (۲) سماجی انصاف اور مساوات (۳) عدالتی نظام۔

جمہوریت

سیاسی پختگی : محض جمہوری طرزِ حکومت اختیار کرلینا کافی نہیں ہے بلکہ اس کے مطابق عمل بھی ہونا چاہیے تبھی جمہوریت سماجی زندگی کا ایک اٹوٹ حصہ بنتی ہے۔ اس طرزِ حکومت کے مطابق ہمارے ملک میں عوام کو براہِ راست نمائندگی دینے والی پارلیمنٹ، ریاستی وِدھان سبھا اور مقامی حکومتی ادارے وجود میں آئے ہیں۔ عوامی شمولیت اور سیاسی مقابلہ آرائی کی بنا پر بھارت میں جمہوریت کو زبردست کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ مقررہ مدت کے بعد ہونے والے آزادانہ اور منصفانہ انتخابات بھارتی جمہوریت کی کامیابی کی علامت ہیں۔ ہمارا ملک آبادی اور وسعت دونوں اعتبار سے بہت بڑا ہے۔ اس وجہ سے مختلف سطحوں پر الیکشن کروانا کسی چیلنج سے کم نہیں ہے۔ بار بار ہونے والے انتخابات کی وجہ سے بھارتی رائے دہندگان کی سیاسی بیداری کو پختہ کرنے میں بڑی مدد ہوتی ہے۔ الیکشن کے دوران جن عوامی پالیسیوں اور مسائل کا ذکر ہوتا ہے ان کے بارے میں رائے دہندگان کی اپنی ایک رائے بن جاتی ہے۔ مسائل کے متبادل حل کے بارے میں غور وفکر کرنے کی وجہ سے رائے دہی کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے۔

ووٹ دینے کا حق : بھارت کے دستور نے بالغ رائے دہی کے حق کو تسلیم کیا ہے۔ اس وجہ سے رائے دہی کا حق بنیادی طور پر وسیع ہوگیا ہے۔ آزادی سے قبل رائے دہی کے حق کو محدود کرنے والی تمام ترمیمات اور شقوں کا خاتمہ کرکے آزاد بھارت کے دستور نے بھارت کے ان تمام مردوں اور عورتوں کو رائے دہی کا حق دیا ہے جن کی عمر ۲۱/سال مکمل ہوچکی ہے۔ اس میں مزید وسعت پیدا کرتے ہوئے رائے دہندہ کی عمر کو ۲۱ سال سے گھٹا کر ۱۸/سال کردیا گیا ہے۔ اس ترمیم کی وجہ سے آزاد بھارت کی نئی نوجوان نسل کو صحیح معنوں میں سیاسی مواقع حاصل ہوئے۔ جمہوریت کی وسعت میں اضافہ کرنے والی مذکورہ تبدیلی کی وجہ سے بھارتی جمہوریت کو اب دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت تسلیم کیا جاتا ہے۔ رائے دہندگان کی اتنی بڑی تعداد کسی اور جمہوری ملک میں نہیں پائی جاتی۔ یہ تبدیلی صرف تعداد کے لحاظ سے نہیں ہے بلکہ معیار کے لحاظ سے بھی ہے۔ ان نوجوان رائے دہندگان کی حمایت کی وجہ سے کئی سیاسی پارٹیاں اقتدار کی دوڑ میں شامل ہوئی ہیں۔ بھارت میں سیاسی مسابقت کی نوعیت میں بھی تبدیلی آئی ہے۔ لوگوں کی خواہشات اور توقعات کی نمائندگی کرنے کی غرض سے آج کئی سیاسی پارٹیاں

اس مقابلے میں اُتر آئی ہیں۔

جمہوری لامرکزیت : حکومت کی لامرکزیت جمہوریت کی بنیاد ہے۔ لامرکزی ہونے کی وجہ سے حکومت کا غلط استعمال کرنے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے نیز عوام کو حکومت میں شامل ہونے کا موقع ملتا ہے۔ جمہوری لامرکزیت کے سلسلے میں دستور کے رہنما اُصولوں میں وضاحت کردی گئی ہے۔ رہنما اُصولوں میں درج ہے کہ مقامی سطح کے حکومتی اداروں کو زیادہ اختیارات دے کر صحیح معنوں میں جمہوریت قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اسی اُصول کی روشنی میں آزاد بھارت میں جمہوری حکومت کو لامرکزی بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان میں سب سے بڑی کوشش دستور میں کی گئی ۷۳ویں اور ۷۴ویں ترمیمات ہیں۔ ان ترمیمات کی وجہ سے نہ صرف مقامی حکومتی اداروں کو دستوری طور پر تسلیم کیا گیا بلکہ ان کے اختیارات میں بھی زبردست اضافہ ہوا ہے۔

کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ درج ذیل تبدیلیاں کس وجہ سے ہوئیں؟

- حکومت کے کام کاج میں خواتین کی شمولیت میں اضافہ کرنے کے لیے ان کی نشستیں محفوظ کی گئیں۔
- سماج کے کمزور طبقات کو حکومت میں شامل کرنے کے لیے ان کی نشستیں محفوظ کی گئیں۔
- ریاستی الیکشن کمیشن قائم کیا گیا۔
- دستور میں دو نئے ضمیمے گیارہ اور بارہ کا اضافہ کیا گیا۔

حقِ معلومات (RTI 2005) : جمہوریت میں شہریوں کو کو مختلف طریقوں سے بااختیار بنانا چاہیے۔ شہریوں کو شمولیت کا موقع دینے کے ساتھ حکومت کے ساتھ ان کے تعلقات کو بھی بڑھانا چاہیے۔ حکومت اور شہری کے درمیان فاصلہ جتنا کم ہوگا اور تعلقات جتنے قریبی ہوں گے اسی تناسب سے جمہوری عمل مضبوط اور مستحکم ہوتا جاتا ہے۔ ان میں باہمی اعتماد بڑھانے کے لیے حکومت جو کچھ کرتی ہے وہ شہریوں کی سمجھ میں آنا چاہیے۔ شفافیت اور ذمہ داری کا احساس اچھی حکومت کی دو خصوصیات ہیں۔ حکومت میں ان خصوصیات کی نشوونما کے لیے بھارتی شہریوں کو معلومات حاصل کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ حقِ معلومات کی وجہ سے حکومت کے کام کاج میں رازداری کا عنصر کم ہو گیا اور حکومت کی سرگرمیوں کے شفاف ہونے میں مدد ملی جس کی وجہ سے انھیں آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔

۲۰۰۰ء کے بعد کے زمانے میں شہریوں کی فلاح و بہبود کو ان کا حق مان کر ان کی فلاح و بہبود کرنے کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے۔ اسی رجحان کے سبب ہندوستانیوں کو معلومات، تعلیم اور غذا کے تحفظ کا حق حاصل ہوا ہے۔ ان حقوق کے سبب یقینی طور پر بھارت میں جمہوریت مضبوط ہوئی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

حقوق اساس نقطۂ نظر (Rights based approach) : آزادی کے بعد کئی دہائیوں تک بھارت کو جمہوری ملک بنانے کے لیے مختلف اصلاحات کی گئیں لیکن ان میں شہریوں کو 'استفادہ کنندگان' کی حیثیت سے دیکھا جاتا تھا۔ پچھلی چند دہائیوں سے اصلاحات کو 'شہریوں کے حق' کے طور پر دیکھا جانے لگا ہے۔

اس نقطۂ نظر کو اختیار کرنے کی وجہ سے حکومت اور شہریوں کے باہمی تعلقات میں کس نوعیت کی تبدیلی آئے گی؟ اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

بحث کیجیے۔

کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ بھارتی شہریوں کو روزگار حاصل کرنے کا حق ہونا چاہیے؟

تمام لوگوں کو رہائش کا حق مل جائے تو ہمارے ملک میں جمہوریت پر اس کے کیا اثرات ہوں گے؟ اپنی رائے دیجیے۔

سماجی انصاف اور مساوات

سماجی انصاف اور مساوات ہمارے دستور کا مقصد ہے۔ ان دو اقدار پر مبنی نیا سماج تعمیر کرنا ہمارا مطمحِ نظر ہے۔ دستور نے اس کے حصول کا راستہ بھی واضح طور پر بتا دیا ہے اور ہم اسی سمت میں آگے بڑھ رہے ہیں۔

سماجی انصاف قائم کرنے سے مراد جن سماجی اُمور کی وجہ سے لوگوں کے ساتھ ناانصافی کی جاتی ہے ان کو ختم کرنا اور اس بات پر زور دینا کہ فرد کی حیثیت سے سب کا درجہ مساوی ہے۔ ذات، مذہب، زبان، جنس، جائے پیدائش، نسل، دولت وغیرہ کی بنیاد پر اعلیٰ اور ادنیٰ میں تفریق نہ کرنا اور تمام لوگوں کو ترقی کے مساوی مواقع فراہم کرنا انصاف اور مساوات کا مقصد ہے۔

سماجی انصاف اور مساوات قائم کرنے کے لیے سماج کی تمام سطحوں پر کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ البتہ حکومت کی پالیسیوں اور دیگر کوششوں کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ جمہوریت میں سب لوگوں کی شمولیت کو ممکن بنانے کے لیے سماج کے تمام طبقات کو بنیادی دھارے میں لانا ہوگا۔ دراصل جمہوریت تمام سماجی طبقات کو سمو لینے کا عمل ہے۔ سب کو اپنے اندر سمو لینے والی جمہوریت کی وجہ سے سماج میں تصادم کم ہو جاتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اس نظریے سے ہمارے ملک میں کون سی کوششیں کی گئی ہیں۔

- **نشستیں محفوظ کرنے کی پالیسی :** انسانوں کا جو گروہ یا سماجی طبقہ تعلیم اور روزگار کے مواقع سے طویل عرصے سے محروم ہے ان کے لیے نشستیں محفوظ کرنے کی پالیسی اختیار کی گئی۔ اس پالیسی کے تحت درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست جماعتوں (قبائل) کے لیے تعلیم اور سرکاری ملازمتوں میں کچھ نشستیں محفوظ رکھی جاتی ہیں۔ اسی طرح دیگر پسماندہ طبقات کے لیے بھی محفوظ نشستوں کا انتظام کیا گیا ہے۔

- **درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل پر ہونے والے مظالم سے تحفظ کے لیے قانون :** سماجی انصاف اور مساوات قائم کرنے کے نظریے سے یہ ایک اہم قانون بنایا گیا ہے۔ اس قانون کی رو سے درج فہرست ذاتوں اور قبائل کے افراد کے ساتھ کسی بھی قسم کی ناانصافی کرنے پر پابندی عائد ہونے کی وجہ سے ظلم ہونے کی صورت میں سزا بھی مقرر ہے۔

یہ کر کے دیکھیے۔

مذکورہ بالا قانون کے مندرجات کا مطالعہ کیجیے۔ استاد کی مدد سے انھیں سمجھ لیجیے۔ ظلم ہی نہ ہو اس کے لیے کس نوعیت کی کوششوں کی ضرورت ہے؟

اقلیتوں کی بابت پیش بندی : ہندوستانی دستور نے اقلیتوں کے تحفظ کے لیے کئی انتظامات کر رکھے ہیں۔ اقلیتوں کو تعلیم اور روزگار کے مواقع مہیا کرنے کے لیے حکومت نے کئی اسکیموں پر عمل در آمد کیا ہے۔ دستور میں ذات، مذہب، نسل، زبان اور علاقہ وغیرہ کی بنیاد پر تفریق کرنے پر پابندی عائد کی ہے۔ اقلیتوں کے تعلق سے اس وسیع بندوبست کے سبب انھیں مساوات کا حق، آزادی کا حق، استحصال کی مخالفت کا حق اور تہذیبی و تعلیمی حقوق حاصل ہیں جن کی بنا پر اقلیتوں کو بنیادی نوعیت کا تحفظ حاصل ہوا ہے۔

- **خواتین سے متعلق قوانین اور نمائندگی سے متعلق پیش بندی :** آزادی ملنے کے بعد ہی سے خواتین کو بااختیار بنانے کی کوششوں کا آغاز ہو گیا تھا۔ خواتین کی ناخواندگی دور کرنے، انھیں ترقی کے بھرپور مواقع فراہم کرنے کے لیے قومی اور بین الاقوامی سطح پر خواتین کے مسائل کی شناخت کر کے چند پالیسیاں مرتب کی گئیں۔

باپ اور شوہر کی جائیداد میں عورتوں کو مساوی حصہ، جہیز مخالف قانون، جنسی استحصال سے تحفظ دینے والا قانون، گھریلو تشدد مخالف قانون جیسے چند اہم قوانین نے خواتین کی آزادی برقرار رکھی اور انھیں ترقی کے لیے سازگار ماحول فراہم کیا۔

ہمارے ملک میں سیاست اور سیاسی اداروں میں خواتین کی نمائندگی شروع سے ہی کم رہی ہے۔ دنیا کے کئی ملکوں نے خواتین کی نمائندگی بڑھانے کی کوشش کی۔ بھارت میں بھی اس مناسبت سے تبدیلیاں ہورہی ہیں۔ دستور میں ۷۳ ؍ویں اور ۷۴ ؍ویں ترمیمات کے ذریعے مقامی حکومتی اداروں میں خواتین کے لیے ۳۳ ؍فیصد نشستیں محفوظ کی گئی ہیں۔ بعد میں مہاراشٹر کے علاوہ کئی اور ریاستوں میں اس تناسب کو بڑھا کر ۵۰ ؍فیصد تک کردیا گیا ہے۔ خواتین کے لیے 'قومی خواتین کمیشن' قائم کیا گیا۔ ریاستوں میں بھی ریاستی خواتین کمیشن قائم ہیں۔

گھریلو تشدد سے خواتین کو تحفظ دینے والا قانون جمہوریت کو مضبوط بنانے والا ایک اہم قدم ہے۔ اس قانون نے خواتین کے وقار اور عزتِ نفس کو قائم رکھنے کی ضرورت واضح کی۔ روایتی بالادستی اور حکمرانی کی نفی کرنے والے اس فیصلے نے ہندوستانی جمہوریت کی توسیع کی اور اس میں شمولیت کو زیادہ بامعنی بنادیا۔

یہ کرکے دیکھیے۔

لوک سبھا میں خواتین کی نمائندگی

نمبر شمار	سال	خاتون ارکان پارلیمنٹ کی تعداد	خاتون ارکانِ پارلیمنٹ کا فیصد
۱۔	۱۹۵۱-۵۲ء	۲۲	۴٫۵۰
۲۔	۱۹۵۷ء	۲۲	۴٫۴۵
۳۔	۱۹۶۲ء	۳۱	۶٫۲۸
۴۔	۱۹۶۷ء	۲۹	۵٫۵۸
۵۔	۱۹۷۱ء	۲۸	۵٫۴۱
۶۔	۱۹۷۷ء	۱۹	۳٫۵۱
۷۔	۱۹۸۰ء	۲۸	۵٫۲۹
۸۔	۱۹۸۴ء	۴۳	۷٫۹۵
۹۔	۱۹۸۹ء	۲۹	۵٫۴۸
۱۰۔	۱۹۹۱ء	۳۹	۷٫۳۰
۱۱۔	۱۹۹۶ء	۴۰	۷٫۳۷
۱۲۔	۱۹۹۸ء	۴۳	۷٫۹۲
۱۳۔	۱۹۹۹ء	۴۹	۹٫۰۲
۱۴۔	۲۰۰۴ء	۴۵	۸٫۲۹
۱۵۔	۲۰۰۹ء	۵۹	۱۰٫۸۷
۱۶۔	۲۰۱۴ء	۶۶	۱۲٫۱۵

دی ہوئی جدول کا بغور مطالعہ کیجیے اور درج ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔

- خاتون ارکانِ پارلیمنٹ کی سب سے کم تعداد کس سال کے الیکشن میں تھی؟
- خاتون ارکانِ پارلیمنٹ کی سب سے زیادہ تعداد کس سال کے الیکشن میں تھی؟
- جدول کی معلومات کی مدد سے لوک سبھا کے الیکشن میں خاتون ارکانِ پارلیمنٹ (۱۹۵۱-۲۰۱۴ء) کا پائی چارٹ / ستونی ترسیم (Bar Chart) تیار کیجیے۔

آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟

عوامی زندگی میں خواتین کی موجودگی کم ہی ہے۔ خاندانی نظام، سماجی ماحول، معاشی شعبے اور سیاسی میدان زیادہ سے زیادہ پابندیوں سے آزاد ہوتے جائیں تو خواتین کو فیصلہ کرنے کے عمل میں شامل ہوکر مجموعی سیاسی کام کاج کو ایک نیا رخ دینے کا موقع ملے گا۔ اس کے لیے نمائندگی والے اداروں میں خواتین کی شمولیت میں اضافہ کرنا چاہیے۔

عدلیہ کا کردار

جمہوریت کو مضبوط بنانے کے عمل میں اور سماجی انصاف و مساوات کے مقاصد کے حصول کی سمت میں ملک کو ترقی دینے کے سلسلے میں بھارت کی عدالتوں کا کردار بہت اہم ہے۔ عدالتوں نے دستور کے مندرجات کے مفہوم کو سمجھنے میں دستور کے بنیادی مقاصد اور دستور سازوں کی نیت اور ارادوں کو ترجیح دی ہے۔ اس سلسلے میں عدالتوں کے کارناموں کو درج ذیل نکات کی مدد سے سمجھنا آسان ہوگا۔

(۱) دستور کا بنیادی ڈھانچا : دستور جامد نہیں ہوتا ہے۔ یہ کسی زندہ دستاویز (living document) کی طرح ہوتا ہے۔ حالات کے مطابق دستور میں ترمیم کرنا پڑتی ہے اور یہ اختیار پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔ پارلیمنٹ کے اس اختیار کو تسلیم کرتے ہوئے عدالت نے پارلیمنٹ کو اس کے اختیارات کی حد سے واقف کردیا ہے۔ عدالت نے یہ موقف اختیار کیا کہ دستور میں ترمیم کرتے وقت پارلیمنٹ 'دستور کی بنیادی ساخت' (Basic Structure of the Constitution) کو نقصان نہ پہنچائے۔

یہ بھی جان لیجیے۔

دستور کی بنیادی ساخت میں بالعموم درج ذیل شقیں شامل ہیں۔

- حکومت کی عوامی اور جمہوری نوعیت
- دستور کی وفاقی حکومتی نوعیت
- ملک کے اتحاد و یکجہتی کا تحفظ
- ملک کا اقتدارِ اعلیٰ
- مذہبی غیر جانبداری اور دستور کی برتری

(۲) اہم عدالتی فیصلے : دستور میں درج بنیادی حقوق کے ذریعے شہریوں کو جو تحفظ حاصل ہے اسے مزید بامعنی اور اہم بنانے کے نقطۂ نظر سے عدالت نے کئی فیصلے دیے ہیں۔ عدالت نے جن موضوعات پر فیصلے دیے ہیں ان میں حقوقِ اطفال ، انسانی حقوق کی نگہداشت، خواتین کے وقار اور عزّتِ نفس کو قائم رکھنے کی ضرورت، فرد کی آزادی، ادی واسیوں کو باصلاحیت بنانے جیسے موضوعات شامل ہیں۔ عدالتوں کے مذکورہ موضوعات پر فیصلوں کے سبب بھارت میں سیاسی عمل کو پختہ کرنے میں مدد ہوئی ہے۔

ہم نے اس سبق میں بھارت میں جمہوریت کے تعلق سے دستور اور اس پر مبنی حکومت کی پیش رفت کا جائزہ لیا ہے۔ بھارتی جمہوریت کو کئی چیلنجز درپیش ہیں۔ حکومت کے قوانین اور پالیسیوں کے ذریعے تمام مسائل کا خاتمہ نہیں ہوسکا ہے۔ آج بھی ہمارے سامنے کئی نئے مسائل ہیں لیکن اطمینان کی بات یہ ہے کہ جمہوریت کے لیے درکار افراد بھی مستعد ہیں۔

اگلے سبق میں ہم بھارت میں انتخابی عمل کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

یہ سمجھ لیجیے! اہم ہے۔

جمہوریت کے لیے اچھی حکومت یا حکومتی کام کاج کا عمدہ ہونا ضروری ہے۔ اس کے لیے درج ذیل خصوصیات کی شمولیت ضروری ہے۔ اچھی حکومت کی ان خصوصیات کو جمہوریت میں پروان چڑھانے کے لیے کیا کرنا ہوگا؟

- ذمہ داریوں سے واقفیت رکھنے والی حکومت
- مؤثر اور فعال حکومت
- جوابدہ حکومت
- انصاف پر مبنی اور مکمل ترقی
- سرکاری نظام اور فیصلے کے عمل میں عوام کی شمولیت

یہ معلوم کیجیے۔

سپریم کورٹ نے پچھلے چند برسوں میں مذکورہ موضوعات پر جو فیصلے دیے ہیں انھیں تلاش کیجیے اور ان پر مباحثہ کیجیے۔

مشق

(۱) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان کو مکمل کیجیے۔

۱۔ مہاراشٹر میں مقامی حکومتی اداروں میں خواتین کے لیے .... نشستیں محفوظ رکھی گئی ہیں۔

(الف) ۲۵٪ (ب) ۳۰٪

(ج) ۴۰٪ (د) ۵۰٪

۲۔ ذیل کے کس قانون کے ذریعے خواتین کو اپنی آزادی برقرار رکھنے اور ذاتی ترقی کے لیے سازگار ماحول فراہم کیا گیا ہے؟

....

(الف) حقِ معلومات قانون

(ب) جہیز مخالف قانون

(ج) تحفظِ غذا قانون

(د) ان میں سے کوئی بھی نہیں

۳۔ جمہوریت کی روح یعنی ....

(الف) بالغ رائے دہی

(ب) حکومت کی لامرکزیت

(ج) محفوظ نشستوں کی پالیسی

(د) عدالتی فیصلے

(۲) درج ذیل بیانات صحیح ہیں یا غلط، وجوہات کے ساتھ بیان کیجیے۔

۱۔ بھارتی جمہوریت کو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت تسلیم کیا جاتا ہے۔

۲۔ حقِ معلومات کی وجہ سے حکومت کے کام کاج میں رازداری بڑھ گئی ہے۔

۳۔ دستور کسی زندہ دستاویز کی مانند ہوتا ہے۔

(۳) درج ذیل تصورات کو واضح کیجیے۔

۱۔ حقوق پر مبنی نقطۂ نظر

۲۔ حقِ معلومات

۳۔ لوک سبھا میں خواتین کی نمائندگی

(۴) درج ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔

۱۔ رائے دہندوں کی عمر ۲۱ سال سے گھٹا کر ۱۸/سال کرنے کے کیا اثرات ہوئے؟

۲۔ سماجی انصاف قائم کرنے سے کیا مراد ہے؟

۳۔ عدالت کے کن فیصلوں کی وجہ سے خواتین کی عزّت اور وقار کا تحفّظ ہوا ہے؟

سرگرمی

۱۔ اپنے استاد کی مدد سے معلوم کیجیے کہ حقِ معلومات کے ذریعے کون سی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں؟

۲۔ اقلیتی طلبہ کو حکومت کی جانب سے جو سہولتیں دستیاب ہیں ان کی فہرست بنائیے۔

۳۔ قومی الیکشن کمیشن کے مستند ویب سائٹ پر جا کر اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیجیے۔

۴۔ مقامی حکومتی ادارے میں آپ کے علاقے کی نمائندگی کرنے والی خاتون نمائندے سے ملاقات کر کے ان کا انٹرویو لیجیے۔

3ZAA56

۲۔ انتخابی عمل

بھارت نے جمہوریت کی سمت میں جو پیش رفت کی ہے اس میں انتخابات (الیکشن) کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ الیکشن اور نمائندگی جمہوریت سے متعلق انتہائی اہم عمل ہیں۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ انتخابات کے ذریعے عوامی نمائندوں کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ انتخابات کی وجہ سے حکومت پرامن طریقے سے تبدیل کی جاتی ہے۔ مختلف پارٹیوں کو حکومت کا کام کاج کرنے کا موقع ملتا ہے۔ حکومت کی پالیسیوں میں تبدیلی آتی ہے اور سماجی زندگی بھی بدلتی ہے۔ ہماری دِلی خواہش ہوتی ہے کہ ہم جس نمائندے کا انتخاب کریں وہ فعال، ایماندار، قابلِ اعتبار، عوامی رائے کا احترام کرنے والا ہو۔ ہم جس انتخابی عمل کے ذریعے انھیں منتخب کرتے ہیں وہ انتخابی عمل بھی آزادانہ، منصفانہ اور قابلِ اعتبار ہونا چاہیے۔ اس نظریے سے بھارت کے دستور نے انتخابات کرانے کے لیے ایک آزاد الیکشن کمیشن کا انتظام کیا ہے۔

بھارت کا مرکزی الیکشن کمیشن اور ریاستی سطح پر ریاستی الیکشن کمیشن ہمارے ملک کے تمام اہم انتخابات کا انتظام کرتے ہیں۔ الیکشن کی تاریخ کا اعلان کرنے کے بعد سے الیکشن کے نتائج کا اعلان ہونے تک انتخابات کا سارا عمل الیکشن کمیشن کی رہنمائی اور نگرانی میں انجام پاتا ہے۔ انتخابی عمل ایک بڑے اور وسیع جمہوری عمل کا اٹوٹ حصہ ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

نمائندگی سے کیا مراد ہے؟ جدید جمہوریت نمائندہ جمہوریت ہے۔ جمہوریت میں فیصلے کے عمل میں ساری عوام کو شامل کرنا ممکن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے عوام کی طرف سے بعض افراد کو حکومتی کام کاج کے لیے بطور نمائندہ منتخب کرنے کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ توقع کی جاتی ہے کہ نمائندے عوام کو جوابدہ ہوں اور عوامی فلاح و بہبود کو فوقیت دے کر حکومتی کام کاج انجام دیں۔

اس سبق میں ہم الیکشن کمیشن کی ساخت، فرائض اور کردار کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔ انتخابی عمل میں جن اصلاحات کی ضرورت ہے ان پر بھی گفتگو کریں گے۔

الیکشن کمیشن

بھارت میں انتخابی عمل کا مرکز و محور الیکشن کمیشن ہے۔ دستورِ ہند کی دفعہ ۳۲۴ کی رُو سے ایک خودمختار نظام تشکیل دیا گیا ہے جس میں ایک چیف الیکشن کمشنر اور دو الیکشن کمشنر ہوتے ہیں۔

صدر جمہوریہ الیکشن کمشنروں کو نامزد کرتے ہیں۔ الیکشن کمیشن کی آزادی کو برقرار رکھنے کے لیے چیف الیکشن کمشنر کو آسانی سے یا کسی سیاسی سبب سے عہدے سے برطرف نہیں کیا جاتا۔ الیکشن کمیشن کے اخراجات کے لیے علیحدہ مالی انتظام کیا گیا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

سُکُمار سین

آزاد بھارت کے پہلے چیف الیکشن کمشنر سُکُمار سین تھے۔ سین ۱۹۲۱ء میں برطانوی دور میں انڈین سول سروس میں داخل ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں الیکشن کمیشن قائم ہونے کے بعد انھیں الیکشن کمشنر کے عہدے پر فائز کیا گیا۔ انتہائی ناسازگار اور مشکل حالات میں بھی سین نے بڑی مہارت سے کمیشن کا کام کاج سنبھالا۔

الیکشن کمیشن کے اپنے ملازمین نہیں ہیں۔ دیگر انتظامی شعبوں کے افسران، اساتذہ اور ملازمین کی مدد سے انتخابی عمل

انجام دیا جاتا ہے۔

الیکشن کمیشن کے فرائض

(۱) رائے دہندگان کی فہرست (ووٹر لسٹ) تیار کرنا : ۱۸ سال کی عمر مکمل کرنے والے ہر بھارتی شہری کو ووٹ دینے کا حق ہے۔ اس کے لیے ووٹر لسٹ میں اس کا نام ہونا ضروری ہے۔ ووٹر لسٹ تیار کرنے، اسے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے، نئے رائے دہندوں کے نام شامل کرنے وغیرہ کا کام الیکشن کمیشن انجام دیتا ہے۔ رائے دہندوں کو شناختی کارڈ دینے کا اختیار الیکشن کمیشن کو حاصل ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

رائے دہندگان کے اندراج کے لیے رائے دہندگان بیداری مہم چلائی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں 'قومی یومِ رائے دہندگان' منایا جاتا ہے۔

(۲) انتخابات کا نظام الاوقات اور مکمل پروگرام طے کرنا : الیکشن کا مکمل انتظام کرنا الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہونے کی وجہ سے الیکشن کمیشن ہی یہ طے کرتا ہے کہ کس ریاست میں کب اور کتنے مرحلوں میں انتخابات کروانے ہیں۔

(۳) اُمیدواروں کی عرضی کی جانچ : الیکشن کی تاریخ کا اعلان ہونے کے بعد مختلف سیاسی پارٹیاں اپنے اُمیدواروں کو الیکشن میں کھڑا کرتی ہیں۔ بعض اُمیدوار کسی پارٹی کی حمایت کے بغیر آزادانہ طور پر الیکشن لڑتے ہیں۔ الیکشن لڑنے کے خواہشمند اُمیدواروں کو پرچۂ نامزدگی بھرنا پڑتا ہے جس میں اپنے بارے میں تمام معلومات دینا پڑتی ہے۔ الیکشن کمیشن ان پرچوں کی باریکی سے چھان بین کرتا ہے اور اہل اُمیدواروں کو الیکشن لڑنے کی اجازت دیتا ہے۔

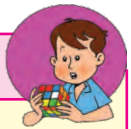

یہ کر کے دیکھیے۔

- اُمیدواروں کے لیے صرف عمر کی شرط ہونے کے باوجود الیکشن کمیشن کو دیگر معلومات دینا کیوں اہمیت رکھتا ہے؟
- اُمیدواروں کو اپنی دولت اور املاک کی معلومات الیکشن کمیشن کو کیوں دینی پڑتی ہے؟

(۴) سیاسی پارٹیوں کو منظوری دینا : ہمارے ملک میں کثیر پارٹی نظام رائج ہے۔ نئی نئی پارٹیاں بنتی رہتی ہیں۔ ایک پارٹی ٹوٹ کر اس میں سے نئی پارٹی وجود میں آتی ہے۔ اس طرح کی تمام پارٹیوں کے لیے الیکشن کمیشن کی منظوری ضروری ہے۔ کسی پارٹی کی منظوری کو ختم کرنے کا اختیار بھی الیکشن کمیشن کو حاصل ہے۔ الیکشن کمیشن سیاسی پارٹیوں کو انتخابی نشان دیتا ہے۔

(۵) الیکشن سے متعلق تنازعات حل کرنا : الیکشن سے متعلق کوئی تنازعہ پیدا ہوجائے تو اسے حل کرنا الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس بنا پر کسی حلقۂ انتخاب میں دوبارہ الیکشن کروانے یا اُمیدوار کو نااہل قرار دینے کا کام الیکشن کمیشن انجام دیتا ہے۔

کیا آپ بتا سکیں گے؟

سیاسی پارٹیوں کو منظوری دینے کے لیے الیکشن کمیشن کون سی شرائط عائد کرتا ہے؟

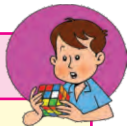

ایسا کیوں؟

- درج فہرست ذات و درج فہرست قبائل کے لیے چند حلقۂ انتخاب محفوظ رکھے جاتے ہیں۔
- تمام سیاسی پارٹیوں کا اپنا اپنا انتخابی نشان ہوتا ہے۔
- رائے دہی کے وقت اور رائے شماری کے وقت سیاسی پارٹیوں کے مستند نمائندے حاضر رہتے ہیں۔
- ٹیلی وژن اور ریڈیو جیسے ذرائع ابلاغ پر اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کے لیے تمام منظور شدہ پارٹیوں کو یکساں موقع دیا جاتا ہے۔

حلقۂ انتخاب کی تشکیلِ نو : لوک سبھا کے ارکان کی کل تعداد ۵۴۳ ہے۔ یہ ارکان کس طرح منتخب ہوتے ہیں؟ ہر رکن ایک حلقۂ انتخاب کی نمائندگی کرتا ہے۔ اسی بنا پر لوک سبھا کے ۵۴۳/انتخابی حلقے تشکیل دینے کا کام حدبندی کمیٹی (Delimitation Commission) کرتی ہے۔ مذکورہ کمیٹی کسی بھی دباؤ میں نہ آتے ہوئے حلقۂ انتخاب کی تشکیلِ نو کا کام کرتی ہے۔

یہ جان لیجیے۔

رائے دہی ہمارا فرض ہے اور ذمہ داری بھی!

آپ کے خیال میں ذیل میں سے کون سے دو اُمور ضابطۂ اخلاق کی خلاف ورزی کرتے ہیں؟

- اُمیدوار کی جانب سے کالونی میں گھریلو استعمال کی چیزوں کی تقسیم۔
- منتخب کرنے پر پانی کا مسئلہ حل کرنے کا وعدہ۔
- گھر گھر جاکر رائے دہندگان سے ملاقات کرنا اور ووٹ دینے کی درخواست کرنا۔
- ذات اور مذہب کے نام پر اپیل کر کے حمایت حاصل کرنا۔

ضابطۂ اخلاق برائے رائے دہندگان میں آپ کون سے اُصول اور قانون شامل کریں گے؟

ذہن نشین کیجیے۔

ہماچل پردیش کے شیام شرن نیگی بھارت کے پہلے رائے دہندہ تھے۔ ۲۵/اکتوبر ۱۹۵۱ء کو ہونے والے لوک سبھا الیکشن میں انھوں نے اپنا حقِ رائے دہی استعمال کیا تھا۔

انتخابی طریقِ عمل

حلقۂ انتخاب کی تشکیل
↓
ووٹر لسٹ کی تیاری
↓
اُمیدواروں کی طرف سے پرچۂ نامزدگی اور جانچ
↓
انتخابی تشہیر
↓
عملاً رائے دہی
↓
ووٹوں کی گنتی
↓
الیکشن کا نتیجہ
↓
الیکشن سے متعلق تنازعات کی یکسوئی

ضابطۂ اخلاق سے کیا مراد ہے؟

بھارت میں زیادہ سے زیادہ آزادانہ اور منصفانہ ماحول میں انتخابات کرانے کے لیے الیکشن کمیشن علیحدہ سے جن تدابیر پر عمل پیرا ہے ان میں ضابطۂ اخلاق (code of conduct) کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ پچھلی کئی دہائیوں سے الیکشن کمیشن نے اپنے سارے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے الیکشن میں ہونے والے سارے غلط کاموں کو روکنے کی کوشش کی ہے۔ ضابطۂ اخلاق میں واضح کردیا گیا ہے کہ الیکشن سے قبل کچھ عرصے تک اور الیکشن کے درمیان حکومت، سیاسی پارٹیاں اور رائے دہندگان انتخابات سے متعلق کن اُصولوں پر عمل کریں۔ انتظامیہ بھی ان اُصولوں کی خلاف ورزی نہیں کرسکتی۔ پچھلے کئی انتخابات میں ضابطۂ اخلاق کے تعلق سے ہونے والی کارروائیوں کے سبب عام ووٹر مطمئن دِکھائی دیتا ہے۔

آزادانہ اور منصفانہ الیکشن کو درپیش چیلنجز : ہمارے ملک کی وسعت اور رائے دہندگان کی تعداد کے پیشِ نظر الیکشن کروانا بہت ہی دشوار کام ہے۔ الیکشن کمیشن کو قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ان دشواریوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ذیل میں چند دشواریوں کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً

- الیکشن میں مالی بدعنوانیاں بڑے پیمانے پر ہورہی ہیں۔ انھیں روکنے کے لیے الیکشن کمیشن کو مختلف تدابیر اختیار کرنا پڑتی ہیں۔
- بعض اُمیدواروں کا مجرمانہ پس منظر ہونے کے باوجود سیاسی پارٹیاں انھیں ٹکٹ دیتی ہیں اور وہ منتخب بھی ہوجاتے ہیں۔ اس وجہ سے سیاست پر جرائم اثر انداز ہوتے ہیں اور الیکشن کمیشن کے لیے آزادانہ ماحول برقرار رکھنے میں دشواری پیش آتی ہے۔
- الیکشن کے دوران ہونے والے پُرتشدد واقعات بھی ایک بڑا چیلنج ہیں۔ تشدد کے ان واقعات کا تناسب بڑھتا جارہا ہے۔ انھیں روکنے کے لیے تمام سیاسی پارٹیوں کو آگے بڑھ کر الیکشن کمیشن کی مدد کرنا چاہیے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پہلی لوک سبھا کے الیکشن کے موقع پر ووٹر لسٹ تیار کرنا بہت ہی دشوار کام تھا۔ ہمارے ملک میں ناخواندگی کی شرح زیادہ تھی۔ اس وجہ سے رائے دہی کا مخصوص طریقہ استعمال کیا گیا۔ رائے دہی کے لیے اسٹیل کی تقریباً بیس لاکھ پیٹیاں تیار کی گئیں اور ان پیٹیوں پر پارٹیوں کے انتخابی نشان چسپاں کیے گئے۔ رائے دہی کا یہ طریقہ طے کیا گیا کہ جس پارٹی کو ووٹ دینا ہے اس پارٹی کے انتخابی نشان والی پیٹی میں رائے دہندہ کورا کاغذ تہہ کرکے ڈال دے۔ اس طریقے کی وجہ سے ناخواندہ افراد بھی ووٹ دے پائے۔

- سیاست پر اپنے خاندان کا اثر قائم رکھنے کے لیے رشتے داروں کو ہی اُمیدوار بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے نمائندگی والے اداروں میں خاندانی اجارہ داری پیدا ہوسکتی ہے۔

غور کیجیے۔

- خاندانی حکومت کی وجہ سے سیاسی پارٹیوں کو کون سا نقصان ہوتا ہوگا؟
- 'ایک ووٹ، ایک قیمت' سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

انتخابی اصلاحات : الیکشن ایک مسلسل جاری رہنے والا عمل ہے۔ الیکشن پر جمہوریت کے مستقبل کا انحصار ہے۔ مناسب اصلاحات کی جائیں تو انتخابی طریقِ عمل کے اعتبار میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ ذیل میں انتخابی اصلاحات کے لیے چند تجویزیں بیان کی گئی ہیں۔ آپ کے خیال میں ان کے کیا اثرات ہوں گے؟

- سیاست میں خواتین کی نمائندگی بڑھانے کے لیے سیاسی پارٹیاں اُمیدواروں کا انتخاب کرتے وقت ۵۰٪ خواتین کو اُمیدوار بنائیں اور انھیں منتخب کروانے کی کوشش کریں۔
- سیاسی پارٹیاں مجرمانہ پس منظر کے حامل افراد کو اُمیدوار نہ بنائیں۔ اس سلسلے میں عدالتی فیصلوں پر پوری طرح عمل پیرا ہوں۔
- انتخابات کا پورا خرچ حکومت برداشت کرے تاکہ سیاسی پارٹیاں مالی بدعنوانیوں کی مرتکب نہ ہوں۔ اس طرح الیکشن میں روپیوں کا غلط استعمال روکا جاسکے گا۔
- عوامی نمائندگی کے قانون میں اس نظریے سے ترمیم کریں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ مجرمانہ پس منظر کے حامل اُمیدوار الیکشن میں حصہ نہ لے سکیں۔

رائے دہی کے صندوق سے ای۔وی۔ایم مشین تک کا سفر

آزاد بھارت میں پہلا الیکشن ۵۲-۱۹۵۱ء میں ہوا۔ اس زمانے میں الیکشن کی سیاست کو اور اس کے توسط سے جمہوری نظام کو ایک شکل دینے کا آغاز کیا گیا۔ ابتدا میں کئی انتخابات میں رائے دہی کے صندوق (بیالٹ باکس) استعمال کی گئیں۔ ۱۹۹۰ء کی دہائی سے الیکٹرانک ووٹنگ مشین (EVM Machine) کا استعمال شروع ہوا۔ مشین کا استعمال کرنے سے ووٹ دینے میں کئی سہولتیں حاصل ہوئیں۔

ای۔وی۔ایم مشین پر دِکھائے گئے اُمیدواروں میں سے کسی کو بھی ووٹ نہ دینا ہو تو رائے دہندے کے لیے 'اوپر میں سے کوئی نہیں' (None Of The Above - NOTA) کا متبادل استعمال کرنا ممکن ہوگیا۔ معذور افراد کے لیے بھی ووٹ دینا آسان ہوگیا۔ ماحولیات کے تحفظ میں مدد ہوئی۔ خاص طور پر درختوں کو کاٹنے پر روک لگ گئی۔ علاوہ ازیں الیکشن کے نتائج کا اعلان جلد ہونے لگا۔

یہ بھی جان لیجیے۔

عام انتخابات : ہر پانچ سال پر ہونے والے لوک سبھا کے الیکشن کو عام انتخابات (جنرل الیکشن) کہتے ہیں۔

وسط مدتی انتخابات : منتخبہ حکومت مدت پوری ہونے سے پہلے اقلیت میں آجائے یا متحدہ محاذ کی حکومت ہو یا اقتدار میں شامل پارٹیاں حمایت واپس لے لیں تو حکومت کی اکثریت ختم ہوجاتی ہے۔ متبادل حکومت کے قیام کا امکان نہ ہو تو ایسی صورت میں مدت پوری ہونے سے قبل الیکشن کروانا پڑتا ہے جسے وسط مدتی انتخابات (Mid-term Poll) کہتے ہیں۔

ضمنی انتخاب : وِدھان سبھا، لوک سبھا اور مقامی حکومتی اداروں میں کوئی نمائندہ استعفیٰ دے دے یا کوئی نمائندہ فوت ہوجائے تو وہ جگہ خالی ہوجاتی ہے۔ اس جگہ کو بھرنے کے لیے اُس حلقے میں دوبارہ الیکشن کروایا جاتا ہے جسے ضمنی الیکشن کہتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

۸/ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو الیکشن کمیشن نے ماہرین پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی۔ کمیٹی نے الیکٹرونک ووٹنگ مشین میں رائے دہندے کی جانچ کی رسید VVPAT (Voter Verified Paper Audit Trail) کی سہولت فراہم کرنے کی سفارش کی۔ تمام سیاسی پارٹیوں نے اس کی حمایت کی۔ اس طرح رائے دہندے کو اس بات کی جانچ کرنے کی سہولت ہوگئی کہ اس کا دیا ہوا ووٹ صحیح طریقے سے درج ہوا یا نہیں۔ انتخابات میں ہونے والی بدعنوانیوں کی روک تھام کے لیے یہ اہم اقدام کیا گیا ہے۔

اس سبق میں ہم نے انتخابی عمل کے مختلف پہلوؤں پر غور و خوض کیا۔ اگلے سبق میں ہم بھارت کی سیاسی پارٹیوں کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان کو مکمل کیجیے۔

۱۔ الیکشن کمشنر کی نامزدگی .... کرتا ہے۔

(الف) صدر جمہوریہ (ب) وزیر اعظم

(ج) لوک سبھا اسپیکر (د) نائب صدر جمہوریہ

۲۔ آزاد بھارت میں پہلے چیف الیکشن کمشنر کے طور پر .... کو نامزد کیا گیا تھا۔

(الف) ڈاکٹر راجندر پرساد (ب) ٹی۔این۔شیشن

(ج) سُکمار سین (د) نیلا ستیہ نارائن

۳۔ حلقۂ انتخاب تشکیل دینے کا کام الیکشن کمیشن کی .... کمیٹی انجام دیتی ہے۔

(الف) انتخابی (ب) حد بندی

(ج) رائے دہی (د) نظام الاوقات

(۲) درج ذیل بیانات صحیح ہیں یا غلط، وجوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

۱۔ الیکشن کمیشن انتخابات کے دوران ضابطۂ اخلاق نافذ کرتا ہے۔

۲۔ مخصوص حالات میں الیکشن کمیشن کسی حلقۂ انتخاب میں دوبارہ انتخاب کرواتا ہے۔

۳۔ ریاستی حکومت طے کرتی ہے کہ کسی ریاست میں کب اور کتنے مرحلوں میں الیکشن کروایا جائے۔

(۳) درج ذیل تصوّرات کو واضح کیجیے۔

۱۔ انتخابی حلقوں کی تشکیلِ نو

۲۔ وسط مدتی انتخابات

(۴) درج ذیل تصوراتی خاکہ مکمل کیجیے۔

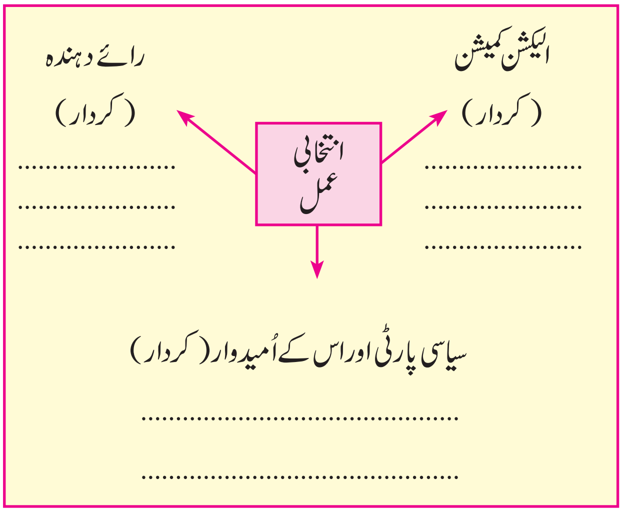

(۵) درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ الیکشن کمیشن کے فرائض بیان کیجیے۔

۲۔ الیکشن کمشنر کے عہدے کے بارے میں مزید معلومات لکھیے۔

۳۔ واضح کیجیے کہ انتخابی ضابطۂ اخلاق سے کیا مراد ہے؟

سرگرمی

اسکول میں مصنوعی انتخابی عمل (mock poll) کا اہتمام کرکے انتخابی عمل کو سمجھیے۔

3ZJ66T

۳۔ سیاسی پارٹیاں

پچھلے سبق میں ہم نے دستور کی پیش رفت اور انتخابی عمل کا مطالعہ کیا۔ عوام، جمہوریت، نمائندگی اور الیکشن ان سب کو جوڑنے والی سب سے اہم کڑی سیاسی پارٹی ہے۔ ہم سیاست کے تعلق سے جو سنتے یا پڑھتے ہیں ان میں سے بیشتر ان پارٹیوں سے متعلق ہوتی ہیں۔ تمام جمہوری نظام میں سیاسی پارٹیوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ جمہوریت کی وجہ سے سیاسی پارٹیوں میں اقتدار کے لیے مقابلہ آرائی ہوتی ہے۔ اس سبق میں ہم بھارت میں سیاسی پارٹیوں کے نظام سے متعارف ہوں گے۔

آپ نے اپنے اسکول اور آس پاس کئی گروہ، ادارے یا تنظیمیں دیکھی ہوں گی جو کسی نہ کسی کام میں تعاون کرتی ہیں۔ عوامی مسائل حل کرنے میں کوئی تنظیم پہل کرتی ہے۔ آپ نے مختلف تحریکوں کے احتجاج کے بارے میں بھی پڑھا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح سماج میں گروہ، ادارے، تحریک فعال ہوتی ہے اسی طرح سیاسی پارٹیاں بھی الیکشن لڑنے کے لیے پیش قدمی کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ سماج کے دیگر اداروں، تنظیموں اور سیاسی پارٹیوں میں فرق ہوتا ہے۔ سیاسی پارٹی ایک طرح سے سماجی تنظیم ہی ہوتی ہے لیکن اس کے مقاصد اور طریقۂ کار الگ ہوتے ہیں۔ اس پس منظر میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب لوگ سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لیے اکٹھا ہوکر انتخابی عمل میں شریک ہوتے ہیں تب اس تنظیم کو 'سیاسی پارٹی' کہا جاتا ہے۔ سیاسی پارٹی سے مراد الیکشن لڑنے اور جیتنے کے بعد اقتدار حاصل کرکے اپنی پارٹی کی حکومت قائم کرنے والے لوگوں کا گروہ ہے۔

سیاسی پارٹیوں کی چند امتیازی خصوصیات حسبِ ذیل ہیں۔

اقتدار حاصل کرنا : سیاسی پارٹیوں کا مقصد الیکشن کے توسط سے صرف اقتدار حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے مختلف سیاسی پارٹیاں ہمیشہ ایک دوسرے سے نبرد آزما رہتی ہیں۔ اس طرح کی مقابلہ آرائی نامناسب بالکل نہیں ہے۔ البتہ یہ مقابلہ آرائی مثبت انداز میں ہونی چاہیے۔

فلسفیانہ بنیاد : ہر سیاسی پارٹی مخصوص پالیسیوں اور نظریات کی حامی ہوتی ہے۔ عوامی مسائل کے تعلق سے ان کا مخصوص نقطۂ نظر ہوتا ہے۔ ان سب سے مل کر پارٹی کا فلسفہ وجود میں آتا ہے۔ جو لوگ اس فلسفے کو صحیح سمجھتے ہیں وہ اس پارٹی کی حمایت کرتے ہیں۔ پارٹی کو لوگوں کی جو حمایت حاصل ہوتی ہے اسے 'عوامی حمایت' کہتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں تمام سیاسی پارٹیوں کا فلسفہ تقریباً یکساں ہے۔ اس وجہ سے پارٹیوں میں فلسفے کی بنیاد پر فرق کرنا مشکل ہوگیا ہے۔

پارٹی پروگرام : اپنے فلسفے کو عمل میں لانے کے لیے سیاسی پارٹیاں اس پر مبنی پروگرام تیار کرتی ہیں۔ اقتدار ملنے پر اس پروگرام پر عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ اقتدار نہ ملے تب بھی اس پروگرام کی مدد سے عوام کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

حکومت قائم کرنا : سیاسی پارٹیاں حکومت قائم کرتی ہیں اور ملک کے انتظامی اُمور انجام دیتی ہیں۔ یہ کام دراصل الیکشن میں اکثریت حاصل کرنے والی پارٹی کا ہوتا ہے۔ جو پارٹیاں اکثریت حاصل کرنے میں ناکام رہتی ہیں وہ حزبِ اختلاف (اپوزیشن پارٹی) کے طور پر کام کرتی ہیں۔

حکومت اور عوام کے درمیان کڑی : سیاسی پارٹیاں حکومت اور عوام کے درمیان رابطے کی کڑی کی حیثیت سے کام کرتی ہیں۔ سیاسی پارٹیاں عوامی مطالبات اور شکایات کو حکومت تک پہنچانے کا کام کرتی ہیں جبکہ حکومت پارٹیوں کے توسط سے اپنی پالیسیوں اور پروگراموں پر حمایت حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

اخبار میں شائع شدہ درج ذیل خبروں سے آپ نے جو سمجھا ہے اسے مختصراً بیان کیجیے۔

- برسر اقتدار پارٹی کے خلاف ممبئی میں تمام اپوزیشن پارٹیوں کی میٹنگ ہوئی۔ کسانوں کا مسئلہ اُٹھائیں گے۔
- برسر اقتدار پارٹی نے دیہی علاقوں میں سوال جواب کا اہتمام کیا۔

فرض کیجیے کہ آپ حزبِ اختلاف (اپوزیشن پارٹی) کے لیڈر ہیں اور آپ کی پارٹی کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ حکومت نے شعبۂ صحت میں بہتر کام نہیں کیا ہے۔ اپوزیشن پارٹی لیڈر کی حیثیت سے آپ کیا کریں گے؟

غور کیجیے اور لکھیے۔

مہاتما گاندھی، ونوبا بھاوے اور جے پرکاش نارائن نے 'پارٹی کے بغیر' جمہوریت کا تصور پیش کیا۔ موجودہ دور میں ایسی جمہوریت وجود میں لانا ہو تو کیا کرنا ہوگا؟

بھارت میں پارٹی نظام کی بدلتی صورت :

(۱) آزادی کے بعد کے زمانے میں کانگریس ایک طاقتور پارٹی تھی۔ چند مقامات کو چھوڑ کر مرکز اور ریاستی سطح پر اس پارٹی کو اکثریت حاصل تھی۔ ملکی سیاست پر مذکورہ پارٹی کی گرفت مضبوط تھی۔ اس وجہ سے اس زمانے کے پارٹی نظام کا ذکر 'ایک مضبوط پارٹی نظام' کی حیثیت سے کیا جاتا ہے۔

(۲) ایک مضبوط پارٹی نظام کو ۱۹۷۷ء میں چیلنج کیا گیا۔ غیر کانگریسی پارٹیوں نے متحد ہو کر یہ چیلنج دیا تھا۔

(۳) ۱۹۸۹ء کے لوک سبھا انتخابات کے بعد سیاست میں صرف ایک سیاسی پارٹی کی بالادستی کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اس کے بعد کے زمانے میں کئی پارٹیوں نے مل کر متحدہ محاذ کی حکومت قائم کرنے کا آغاز کیا۔ محاذی حکومت قائم کرنے کا تجربہ بھارتیہ جنتا پارٹی اور کانگریس دونوں پارٹیوں نے کیا۔ ہمارے ملک کے پارٹی نظام نے اس بات کو غلط ثابت کر دیا کہ محاذی حکومت عدم استحکام پیدا کرتی ہے۔ متحدہ محاذ کی حکومت یا مخلوط حکومت اب بھارت کے سیاسی نظام میں مستقل حیثیت اختیار کر گئی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

- کسی ایک سیاسی پارٹی کے ہاتھوں میں طویل عرصے تک اقتدار ہو اور سیاست پر کسی دوسری سیاسی پارٹی کا اثر نہ ہو تو اسے 'ایک پارٹی نظام' کہتے ہیں۔
- سیاست میں دو سیاسی پارٹیوں کا اثر ہو اور اُلٹ پلٹ کر ان ہی دو پارٹیوں کے ہاتھوں میں اقتدار رہتا ہو تو اس طرزِ حکومت کو 'دو پارٹی نظام' کہتے ہیں۔
- کئی سیاسی پارٹیاں اقتدار کی دوڑ میں ہوں اور سب کا کم زیادہ سیاسی اثر ہو تو اسے 'کثیر پارٹی نظام' کہا جاتا ہے۔

یہ کرکے دیکھیے۔

ذیل میں سیاسی پارٹیوں کے دو اہم محاذ دیے ہوئے ہیں۔ معلوم کیجیے کہ ان میں کون سی پارٹیاں شامل ہیں اور ان کے نام لکھیے۔

۱۔ قومی جمہوری محاذ (NDA)

۲۔ متحدہ ترقی پسند محاذ (UPA)

یہ بھی جان لیجیے۔

قومی پارٹی اور علاقائی پارٹی کسے کہتے ہیں؟

قومی پارٹی کی حیثیت سے منظوری حاصل کرنے کے لیے الیکشن کمیشن کی عائد کردہ شرائط کی تکمیل کرنا پڑتی ہے۔

(الف) چار یا زائد ریاستوں میں لوک سبھا یا وِدھان سبھا کے پچھلے الیکشن میں کم از کم ۶٪ ووٹ حاصل کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح پچھلے الیکشن میں کسی بھی ریاست سے یا ریاستوں سے لوک سبھا کے لیے کم از کم چار ارکان کا منتخب ہونا ضروری ہے۔

یا

(ب) لوک سبھا کے مجموعی انتخابی حلقوں کے کم از کم ۲٪ حلقۂ انتخاب سے اور کم از کم تین ریاستوں سے اُمیدواروں کا منتخب ہونا ضروری ہے۔

علاقائی یا ریاستی سطح کی پارٹی کی حیثیت سے منظوری کے لیے الیکشن کمیشن نے درج ذیل شرائط کا تعین کیا ہے۔

(الف) لوک سبھا یا وِدھان سبھا کے پچھلے الیکشن میں کم از کم ۶٪ ووٹ حاصل کرنا اور وِدھان سبھا کے لیے کم از کم دو ارکان کا منتخب ہونا ضروری ہے۔

یا

(ب) وِدھان سبھا کے ارکان کی کل تعداد کا کم از کم ۳٪ نشستوں یا کم از کم ۳ نشستیں حاصل کرنا ضروری ہے۔

آئیے، بھارت کی چند اہم سیاسی پارٹیوں کا تعارف حاصل کریں۔

قومی پارٹیاں

(بحوالہ: Election Commission of India, Notification No. 56/201/PPS-111, dated 13 December 2016)

(۱) اِنڈین نیشنل کانگریس : اِنڈین نیشنل کانگریس کا قیام ۱۸۸۵ء میں عمل میں آیا۔ قیام کے وقت یہ شمولیتی نوعیت کی پارٹی تھی جو ملک کی آزادی کی جدوجہد کرنے والی ایک تحریک تھی۔ اس وجہ سے اس میں مختلف طرزِ فکر کے گروہ اکٹھا ہو گئے تھے۔ آزادی کے بعد کانگریس سب سے زیادہ بااثر پارٹی کے طور پر اُبھری۔ شروع ہی سے اس پارٹی کی پالیسی مذہبی غیر جانبداری، ہمہ جہت ترقی، کمزور طبقات اور اقلیتی فرقوں کے لیے 'مساوی حقوق، وسیع سماجی فلاح و بہبود' پر مرکوز ہے۔ پارٹی نے اپنی مذکورہ پالیسی کے مطابق کئی پروگراموں پر عمل کیا ہے۔ پارٹی کو جمہوری اشتراکیت، بین الاقوامی امن اور سماجی مساوات پر بھروسا ہے۔

(۲) کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا : مارکسی فلسفے پر مبنی اس پارٹی کا قیام ۱۹۲۵ء میں عمل میں آیا۔ یہ ملک کی ایک قدیم پارٹی ہے۔ یہ پارٹی محنت کشوں، مزدوروں اور کاریگروں کے مفادات کے حصول کے لیے کام کرتی ہے۔ یہ پارٹی سرمایہ داری کی مخالف ہے۔

۱۹۶۰ء کی دہائی میں چین اور سوویت یونین ان دو اشتمالی (سوشلسٹ) ملکوں میں سے کس کی قیادت قبول کی جائے، اس مسئلے پر پارٹی کے لیڈروں میں فکری اختلاف پیدا ہوا اور کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا میں پھوٹ پڑ گئی اور ایک نئی پارٹی کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (مارکس وادی) کا قیام ۱۹۶۴ء میں عمل میں آیا۔

(۳) بھارتیہ جنتا پارٹی

بھارتیہ جنتا پارٹی : بھارتیہ جنتا پارٹی قومی سطح کی ایک اہم پارٹی ہے۔

بھارتی جن سنگھ پارٹی ۱۹۵۱ء میں قائم ہوئی تھی۔ ۱۹۷۷ء میں قائم ہونے والی جنتا پارٹی میں بھارتی جن سنگھ ضم ہوگئی لیکن جنتا پارٹی زیادہ عرصے تک قائم نہیں رہ سکی۔ جنتا پارٹی کے ٹوٹنے پر بھارتی جن سنگھ نے بھارتیہ جنتا پارٹی کے نام سے ۱۹۸۰ء میں ایک نئی پارٹی کی بنیاد ڈالی۔ اس پارٹی کا موقف قدیم بھارتی تہذیب وروایات کا تحفظ کرنا ہے۔ یہ پارٹی معاشی اصلاحات پر زور دیتی ہے۔

(۴) کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (ایم-مارکس وادی):

یہ پارٹی سماج واد، مذہبی غیر جانبداری اور جمہوریت کی حامی ہے۔

یہ پارٹی سامراجیت کی مخالف ہے۔ کاریگروں، کسانوں اور زرعی مزدوروں کے مفادات کا تحفظ کرنا اس پارٹی کی پالیسی ہے۔

(۵) بہوجن سماج پارٹی

بہوجن سماج پارٹی : بہوجن سماج پارٹی سماج وادی فکر کی حامل ہے۔

یہ پارٹی ۱۹۸۴ء میں قائم ہوئی جس کا مقصد بہوجن سماج کے مفادات کا تحفظ ہے۔ 'بہوجن' سماج کے تصور میں دلت، ادی واسی، دیگر پسماندہ طبقات اور اقلیتیں شامل ہیں۔ پارٹی کا مقصد بہوجن سماج کو اقتدار دلانا ہے۔

(۶) نیشنلسٹ کانگریس

پارٹی : کانگریس سے نکل کر نیشنلسٹ کانگریس پارٹی کی بنیاد ۱۹۹۹ء میں ڈالی گئی۔ پارٹی جمہوریت، مساوات، مذہبی غیر جانبداری جیسے اقدار کی حمایت کرتی ہے۔ کانگریس کے ساتھ محاذ بنا کر یہ پارٹی مہاراشٹر میں ۱۹۹۹ء سے ۲۰۱۴ء تک اقتدار میں رہی۔ اسی طرح یہ پارٹی مرکز میں ۲۰۰۴ء سے ۲۰۱۴ء تک کانگریس کی زیر قیادت محاذ میں شامل رہی۔

(۷) ترنمول کانگریس

ترنمول کانگریس : آل انڈیا ترنمول کانگریس پارٹی ۱۹۹۸ء میں قائم ہوئی۔

۲۰۱۶ء میں الیکشن کمیشن نے اسے قومی پارٹی کا درجہ دیا۔ جمہوریت، مذہبی غیر جانبداری اور کمزور طبقات کا تحفظ اس پارٹی کی پالیسی ہے۔

لوک سبھا الیکشن ۲۰۰۹ء اور ۲۰۱۴ء میں قومی پارٹیوں کی حاصل کردہ نشستیں

سیاسی پارٹی کا نام	حاصل کردہ نشستیں	
	۲۰۰۹ء	۲۰۱۴ء
انڈین نیشنل کانگریس	۲۰۶	۴۴
کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا	۴	۱
بھارتیہ جنتا پارٹی	۱۱۶	۲۸۲
کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (مارکس وادی)	۱۶	۹
بہوجن سماج پارٹی	۲۱	–
راشٹروادی کانگریس	۹	۶

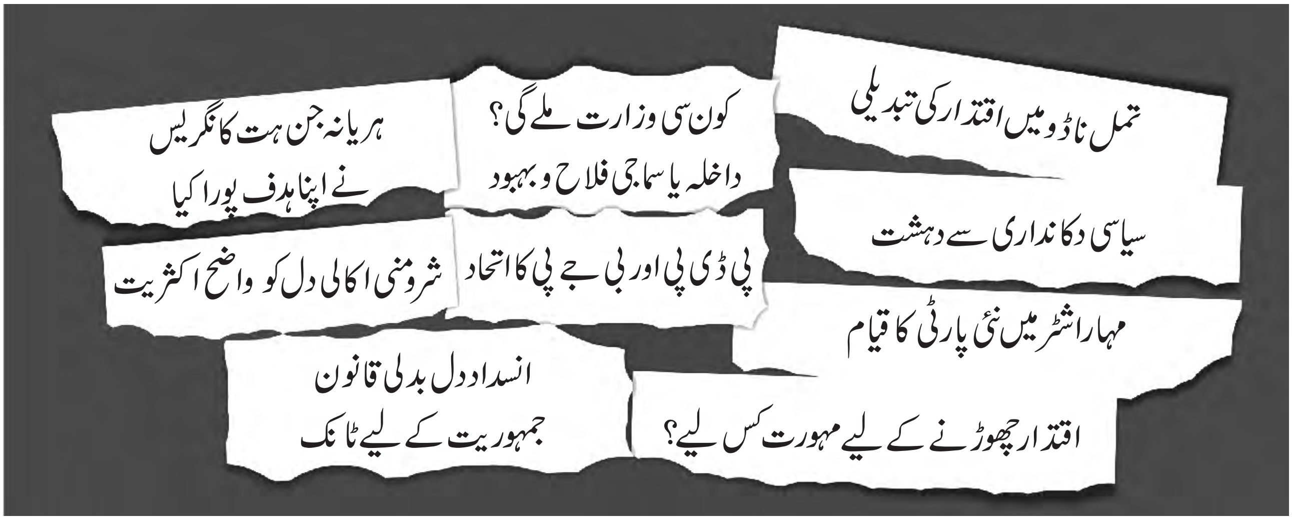

آپ نے اخبارات میں اس طرح کی خبریں پڑھی ہوں گی۔اس سے ہمیں بھارتی وفاقی حکومت کی مختلف ریاستوں میں موجود پارٹیوں کی معلومات حاصل ہوتی ہے۔

- یہ پارٹیاں صرف ریاست تک کیوں محدود ہیں؟
- ریاست کے بعض لیڈر قومی سطح پر سرگرم دِکھائی دیتے ہیں تو بعض کا اثر و رسوخ محض ریاست تک محدود ہوتا ہے۔ ایسا کیوں؟

آئیے، اس نوعیت کے مسائل کی روشنی میں ہم چند علاقائی پارٹیوں کی مختصر معلومات حاصل کریں۔ بھارت کی چاروں سمت کی ریاستوں میں چند نمائندہ پارٹیوں پر غور وخوض کریں گے۔

بھارت کے مختلف علاقوں میں مختلف زبانیں بولنے والے اور روایات وتہذیب میں تنوع کے حامل افراد رہتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف علاقوں میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ان علاقوں کی جغرافیائی شکلوں میں بھی تنوع پایا جاتا ہے۔آپ نے مہاراشٹر کے مختلف جغرافیائی علاقوں کا مطالعہ کیا ہے۔ مہاراشٹر، مدھیہ پردیش یا کرناٹک کے مقابلے میں تھوڑا الگ ہے۔ اسی طرح خود مہاراشٹر میں بھی جغرافیائی اور تہذیبی تنوع دِکھائی دیتا ہے۔

ہر شخص میں اپنی زبان اور اپنے علاقے کے تعلق سے اپنائیت کا جذبہ پایا جاتا ہے جو کچھ عرصے کے بعد جذبۂ تفاخر میں تبدیل ہونے لگتا ہے اور اسی جذبے کے بطن سے ’علاقائیت‘ (علاقہ پرستی) کا جذبہ وجود میں آتا ہے۔لوگ اپنے علاقے کے مفادات اور ترقی کو فوقیت دینے لگتے ہیں۔ اپنی زبان، اپنے ادب، روایات، سماجی اصلاحات کی تاریخ، تعلیمی وثقافتی تحریکات وغیرہ کے تعلق سے فخر محسوس کرنے لگتے ہیں اور اس سے لسانی تفاخر طاقتور ہونے لگتا ہے۔ ہمارے علاقے کی ترقی ہو، یہاں کی املاک اور روزگار کے مواقع پر ہمارا حق ہونا چاہیے، اس نظریے کی وجہ سے علاقائی تفاخر میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

اس قسم کا لسانی، علاقائی، تہذیبی اور ان سے متعلق تفاخر منظّم صورت اختیار کرلے تو اس سے علاقہ پرستی کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ اس جذبے کے تحت بعض اوقات آزاد سیاسی پارٹی وجود میں آجاتی ہے تو بعض اوقات مختلف پریشر گروپ اور تحریکیں وجود میں آتی ہیں۔ ان سب کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے اور وہ ہے اپنے علاقے کے مفادات کا تحفظ کرنا۔

علاقائی پارٹی

اپنے علاقے کی انفرادیت کو باعثِ فخر سمجھنا اور اس کی ترقی کے لیے حصولِ اقتدار کے مقابلے میں اُترنے والے سیاسی گروہ کو ’علاقائی پارٹی‘ کہتے ہیں۔ ان کا اثر اپنے اپنے علاقوں تک محدود ہوتا ہے۔ اس کے باوجود یہ اپنے علاقے میں مؤثر کردار ادا کرتے ہوئے قومی سیاست پر اپنی چھاپ چھوڑ جاتے ہیں۔

علاقائی پارٹیاں علاقائی مسائل کو فوقیت دیتی ہیں۔ اپنے علاقے کو ترقی دینے کے لیے صرف اختیارات حاصل کرنے کی بجائے خود مختاری ضروری معلوم ہوتی ہے۔ علاقائی پارٹی وفاقی (مرکزی) حکومت کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اپنی خودمختاری کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔

علاقائی پارٹیاں اس بات پر زور دیتی ہیں کہ علاقائی مسائل کو علاقائی سطح پر حل کیا جائے۔ اقتدار علاقے ہی کے افراد کے ہاتھوں میں رہے۔ انتظامیہ اور کاروبار میں علاقے کے باشندوں کو اوّلیت دی جائے۔

بھارت میں علاقائی پارٹیوں کی بدلتی ہوئی نوعیت :

آزادی کے بعد سے بھارت میں علاقائی پارٹیوں کا وجود پایا جاتا ہے لیکن ان کی نوعیت اور نقطۂ نظر میں اہم تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔

(۱) ابتدائی دور میں علاقائی تشخص کے زیرِ اثر علیحدگی پسند تحریک شروع ہوئی۔ آزاد خالصتان، دراوِڑستان جیسے مطالبات کا مقصد وفاقی حکومت سے الگ ہو کر اپنا آزاد ملک بنانا تھا۔ اس ضمن میں پنجاب، تمل ناڈو، جموں اور کشمیر کی علاقائی پارٹیوں کی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

(۲) علاقائی پارٹیوں کا نقطۂ نظر دھیرے دھیرے تبدیل ہونے لگا۔ آزاد حکومت کی بجائے زیادہ سے زیادہ خودمختاری حاصل کرنے کی کوشش شروع کی گئی۔ یہ علاقائی پارٹیوں کے ارتقا کا دوسرا مرحلہ ہے۔ اس مرحلے کا آغاز تقریباً ۱۹۹۰ء کے بعد ہوا ہے۔

(۳) اب علاقائی پارٹیوں کا موقف یہ ہے کہ اپنے علاقے کی ترقی کے لیے اپنے علاقے کے باشندوں کو ریاستی اور مرکزی اقتدار میں شامل کروایا جائے مثلاً شیوسینا، تیلگو دیشم۔

(۴) شمال مشرقی بھارت میں علاقائی پارٹیوں کی ترقی کا ایک الگ رجحان دِکھائی دے رہا ہے۔ ان علاقوں کی سیاسی پارٹیوں نے علیحدگی پسندی کا مطالبہ ترک کردیا اور خودمختاری کا مطالبہ شروع کردیا ہے۔ شمال مشرقی بھارت کی تمام علاقائی پارٹیاں مرحلہ وار اصل قومی دھارے میں آتی جارہی ہیں۔

مختصراً یوں کہہ سکتے ہیں کہ بھارت میں علاقائی پارٹیوں کا سفر علیحدگی پسندی، خودمختاری اور اصل دھارے میں شامل ہونے کے مرحلوں میں طے ہوا ہے۔ علاوہ ازیں قومی سیاست میں بھی ان کا اثر بڑھ گیا ہے جس کا نتیجہ متحدہ محاذ حکومت ہے۔

بھارت میں کئی علاقائی پارٹیاں ہیں۔ یہاں تمام پارٹیوں کی معلومات حاصل کرنا ممکن نہیں ہے اس لیے ہم بھارت کے مشرق، مغرب، شمال اور جنوب کے علاقوں کی چند نمائندہ پارٹیوں کا تعارف حاصل کریں گے۔

چند اہم علاقائی پارٹیاں ذیل کے مطابق ہیں۔

(۱)

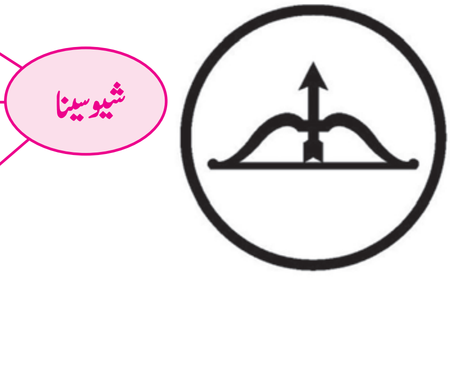

- مہاراشٹر کی اہم سیاسی پارٹی۔ ۱۹۶۶ء میں قیام۔
- مراٹھی مانوس (مراٹھی بولنے والوں) کے حقوق کا تحفظ۔ مراٹھی زبان کا تحفّظ، غیر مہاراشٹریوں کی مخالفت۔
- ۱۹۹۵ء میں بھارتیہ جنتا پارٹی سے اتحاد کرکے شیوسینا سب سے پہلے مہاراشٹر میں اقتدار میں آئی۔ ۲۰۱۴ء کے الیکشن کے بعد مہاراشٹر میں بی جے پی کے ساتھ، اسی طرح ۲۰۱۹ء کے انتخابات کے بعد کانگریس پارٹی اور نیشنلسٹ کانگریس پارٹی کے ساتھ مہاوِکاس اگھاڑی قائم کرکے اقتدار میں شمولیت۔

(۲)

شرومنی اَکالی دل

- پنجاب کی اہم سیاسی پارٹی۔۱۹۲۰ء میں قیام۔
- مذہبی اور علاقائی تشخص کی نگہداشت کو اوّلیت۔
- پنجاب میں کئی برس اقتدار میں۔

(۳)

جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس

- کشمیر کی اہم علاقائی پارٹی۔ ۱۹۳۲ء میں قیام۔
- کشمیری عوام کے مفادات کا تحفظ۔ خود مختاری کی برقراری کے لیے کوشاں۔

(۴)

آسام گن پریشد

- سرکار سے بات چیت کے ذریعے ۱۹۸۵ء میں آسام معاہدہ۔۱۹۸۵ء میں قیام۔
- پناہ گزینوں کے مسائل حل کرنا، آسام کی تہذیبی، لسانی اور سماجی انفرادیت کو برقرار رکھنا۔ معاشی ترقی کے لیے کوشش کرنا۔
- پچھلے کئی برسوں سے آسام میں برسرِ اقتدار پارٹی۔

(۵)

دراوِڑ مُنیتر کلگھم

غیر برہمنی تحریک چلانے والی جسٹس پارٹی ۱۹۲۰ء میں دراوِڑ منیتر کلگھم نامی سیاسی پارٹی میں تبدیل ہوگئی۔ ۱۹۴۴ء میں اس کا نام جسٹس پارٹی دراوِڑ کلگھم کردیا گیا۔ ۱۹۴۹ء میں اس سے ایک گروہ الگ ہوگیا اور اس نے دراوِڑ مُنیتر کلگھم پارٹی قائم کی۔ اس میں سے بھی ایک گروہ نے الگ ہوکر ۱۹۷۲ء میں آل انڈیا انّا دراوِڑ کلگھم کے نام سے دوسری پارٹی بنالی۔

تمل تشخص کے تحفظ کے لیے کوشاں۔ مرکز کی متحدہ محاذ (مخلوط) حکومت میں کچھ عرصے تک شامل رہی۔

پارٹی کو تمام سطحوں کے رائے دہندگان کی حمایت حاصل ہے۔ اقتدار میں طویل عرصے تک رہنے کی وجہ سے کئی منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا۔

بھارت کی ہر ریاست میں کئی علاقائی پارٹیاں ہیں جنھوں نے ان ریاستوں کی سیاست کو متاثر کیا۔ اس کی ایک مثال کے طور پر ذیل کی جدول میں مہاراشٹر کی علاقائی پارٹیوں کی دو الیکشن کے تناظر میں کارکردگی پیش کی گئی ہے۔

مہاراشٹر کی علاقائی پارٹیاں (وِدھان سبھا میں نمائندگی)

پارٹی کا نام	کامیاب نشستیں	
	الیکشن سال ۲۰۰۹ء	الیکشن سال ۲۰۱۴ء
شیوسینا	۴۴	۶۳
مہاراشٹر نونرمان سینا	۱۳	۱
شیتکری کامگار پارٹی	۴	۳
بھارتی رپبلکن پارٹی	۱	۱
بھارپ بہوجن مہاسنگھ	–	–
سماج وادی پارٹی	۴	۱
بہوجن وِکاس آگھاڑی	۲	۳

پارٹی کا نام	کامیاب نشستیں	
	الیکشن سال ۲۰۰۹ء	الیکشن سال ۲۰۱۴ء
راشٹریہ سماج پارٹی	۱	۱
آل انڈیا مجلس اتحاد المسلمین	*	۲
جن سُراجیہ شکتی	۲	–
لوک سنگرام	۱	–
سوابھیمانی پارٹی	۱	–

(* یہ پارٹی ۲۰۰۹ء میں مہاراشٹر میں موجود نہیں تھی)

بتائیے تو بھلا!

بھارت کی تمام ریاستوں میں علاقائی پارٹیاں پائی جاتی ہیں۔ ان تمام پارٹیوں کی معلومات دینا ممکن نہیں ہے۔ بھارت کے نقشے کی مدد سے مزید چند علاقائی پارٹیوں کی معلومات حاصل کیجیے۔

ہم نے اس سبق میں بھارت کی قومی اور علاقائی سطح پر سرگرم سیاسی پارٹیوں کا جائزہ لیا۔ اگلے سبق میں ہم اپنی زندگی میں سیاسی تحریکوں کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان کو مکمل کیجیے۔

۱۔ سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لیے جب لوگ متحد ہوکر انتخابی عمل میں حصہ لیتے ہیں تب اس تنظیم کو .... کہا جاتا ہے۔

(الف) سرکار (ب) سماج

(ج) سیاسی پارٹی (د) سماجی ادارہ

۲۔ نیشنل کانفرنس پارٹی کا تعلق .... سے ہے۔

(الف) اوڈیشا (ب) آسام

(ج) بہار (د) جموں اور کشمیر

۳۔ غیر برہمنی تحریک جسٹس پارٹی .... نامی سیاسی پارٹی میں تبدیل ہوگئی۔

(الف) آسام گن پریشد

(ب) شیوسینا

(ج) دراوڑ مُنیتر کلگھم

(د) جموں وکشمیر نیشنل کانفرنس

(۲) درج ذیل بیانات صحیح ہیں یا غلط، وجوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

۱۔ سیاسی پارٹیاں حکومت اور عوام کے درمیان رابطے کی کڑی کی حیثیت سے کام کرتی ہیں۔

۲۔ سیاسی پارٹی سماجی تنظیم ہی ہوتی ہے۔

۳۔ متحدہ محاذ حکومت سے عدم استحکام پیدا ہوتا ہے۔

۴۔ 'شرومنی اکالی دل' ایک قومی پارٹی ہے۔

(۳) درج ذیل تصورات کو واضح کیجیے۔

۱۔ علاقائیت

۲۔ قومی پارٹی

(۴) درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ سیاسی پارٹیوں کی امتیازی خصوصیات واضح کیجیے۔

۲۔ بھارت میں پارٹی نظام کی نوعیت میں کیا تبدیلی ہوئی ہے؟

سرگرمی

۱۔ آپ کے والدین کا نام جس لوک سبھا کے حلقۂ انتخاب میں شامل ہے اس حلقے کو مہاراشٹر کے نقشے کے خاکے میں دِکھایئے۔

۲۔ بھارت کے نقشے کے خاکے میں ان مقامات کو دِکھایئے جہاں اہم سیاسی علاقائی پارٹیوں کا اثر پایا جاتا ہے۔

3ZT28G

۴۔ سماجی اور سیاسی تحریکیں

ایک مقامی اخبار میں شائع شدہ درج ذیل خبر پڑھیے۔

> بچپن کی شادی کے خلاف چلائی جانے والی تحریک کو بڑی کامیابی ملی ہے۔ بچپن کی شادی کا تناسب تقریباً ۵۰٪ گھٹ گیا ہے۔ تحریک میں شامل سماجی خدمت گاروں نے بہت سوچ سمجھ کر کام کیا۔
>
> جہیز مخالف تحریک کے کارکنوں نے بھی ان کی مدد کی۔ اسی طرز پر اب ناقص تغذیہ مخالف مہم چلانے کی ضرورت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ غریبی اور ناقص تغذیہ بھی قابلِ توجہ مسائل ہیں۔

- اخبار کی اس خبر میں تحریک کا ذکر کیا گیا ہے۔ کیا آپ اس کا مطلب بتا سکیں گے؟
- اس خبر میں موضوعات الگ الگ دِکھائی دے رہے ہیں۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ تحریک صرف ایک موضوع سے متعلق ہوتی ہے؟
- آپ کے خیال میں کیا تحریک کے لوگ ایک دوسرے کا تعاون کریں تو اس کا زیادہ اثر ہوگا؟

پچھلے سبق میں ہم نے قومی اور علاقائی پارٹیوں کے بارے میں معلومات حاصل کی۔ سیاسی پارٹیاں اقتدار کے لیے مقابلہ آرائی کرتی ہیں اور الیکشن جیت کر عوام کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ سیاسی پارٹیوں کا نقطۂ نظر سب کو اپنے ساتھ لانے کا ہوتا ہے۔ اس لیے وہ محض کسی ایک مسئلے پر توجہ مبذول نہیں کر سکتیں۔ انھیں عام صفائی ستھرائی سے لے کر خلائی تحقیقات تک تمام اُمور پر قومی نقطۂ نظر سے غور و فکر کر کے فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ سماج کے تمام طبقات کے مسائل کے لیے سیاسی پارٹیوں کا اپنا پروگرام ہونا ضروری ہے۔ کسان، کاریگر، صنعتکار، خواتین، نوجوان طبقہ، بزرگ افراد وغیرہ تمام لوگوں کا خیال رکھتے ہوئے سیاسی پارٹیاں اپنی پالیسیاں طے کرتی ہیں۔

تحریک کیوں؟

سماج کے تمام افراد کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ سیاسی پارٹیوں میں شامل ہو کر عام مفادات کے لیے کام کریں۔ بعض افراد کسی ایک مسئلے پر اپنی توجہ مرکوز کر کے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مسئلے کے خاتمے کے لیے لوگوں کو منظّم کر کے حکومت پر کسی کام کو کرنے کے لیے دباؤ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مسلسل سرگرمِ عمل رہ کر اس مسئلے کے تعلق سے عوامی رائے عامہ ہموار کر کے سیاسی پارٹیوں اور حکومت پر دباؤ ڈالتے ہیں۔ اس اجتماعی عمل کو 'تحریک' کہتے ہیں۔ اجتماعی عمل تحریک کی روح ہوتی ہے۔

جمہوریت میں تحریکوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ تحریک کے ذریعے مختلف عوامی مسائل زیرِ بحث آتے ہیں۔ حکومت کو اس مسئلے پر توجہ دینا پڑتی ہے۔ تحریک کے رہنما اور کارکن حکومت کو مسائل سے متعلق ساری معلومات فراہم کرتے ہیں۔ پالیسی بناتے وقت حکومت کو ان معلومات سے بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

حکومت کے بعض فیصلوں یا پالیسیوں کی مخالفت کرنے کے لیے بھی تحریک چلائی جاتی ہے۔ مذمت یا مخالفت کرنے کا حق (Right to protest) جمہوریت میں ایک اہم حق ہے لیکن اس کا استعمال انتہائی صبر و تحمل کے ساتھ، حدود میں رہتے ہوئے اور ذمہ دارانہ طریقے سے کیا جانا چاہیے۔

بتائیے تو بھلا!

پناہ گزینوں کی باز آبادکاری کا کام ٹھیک ڈھنگ سے انجام پائے اور ان کی گزر بسر کے وسائل محفوظ رہیں، اس سلسلے میں ہمارے ملک میں کون سی تحریک فعال ہے؟

تحریک سے کیا مراد ہے؟

- تحریک ایک اجتماعی عمل ہے۔ اس میں کئی لوگوں کی فعال شرکت متوقع ہوتی ہے۔
- تحریک لوگوں کے کسی مخصوص مسئلے کی بنیاد پر بنائی گئی تنظیم ہوتی ہے مثلاً آلودگی کے واحد مسئلے کو لے کر بھی تحریک شروع کی جاسکتی ہے۔
- تحریک کے پیشِ نظر کوئی مخصوص عوامی مفاد یا مسئلہ ہوتا ہے مثلاً رشوت ستانی مخالف تحریک کا مقصد رشوت خوری کو ختم کرنا ہوتا ہے۔
- تحریک کے لیے کوئی قائد ہوتا ہے۔ قیادت کی وجہ سے تحریک فعال رہتی ہے۔ تحریک کے مقصد، پروگرام اور احتجاج کی تیاری کے سلسلے میں فیصلے کیے جاسکتے ہیں۔ مضبوط قیادت ہوتو تحریک نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے۔
- تحریک ایک تنظیم کی شکل میں ہوتی ہے۔ تنظیم کے بغیر تحریک مسائل کو حل نہیں کرسکتی مثلاً کسانوں کی تحریک کے لیے کسانوں کی تنظیم کام کرتی ہے۔
- کسی بھی تحریک کے لیے عوامی حمایت بہت ضروری ہوتی ہے۔ جس مسئلے کی بنیاد پر تحریک وجود میں آئی ہے، عوام کو وہ مسئلہ اپنا معلوم ہونا چاہیے۔ اس کے لیے تحریک خصوصی پروگرام کے ذریعے عوامی رائے کو ہموار کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

بحث کیجیے۔

کوئی تحریک اگرچہ کسی ایک مسئلے کی یکسوئی کا تعاقب کرتی ہو تب بھی تحریک کے پس پشت فکری وسعت ہوتی ہے مثلاً بچوں کی شادی یا جہیز مخالف تحریک کا جمہوریت، عورتوں کے استحکام، سماجی مساوات جیسی اقدار پر بھروسا ہوتا ہے۔ چند تحریکیں گزرتے زمانے کے ساتھ ساتھ سیاسی پارٹی میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔

بتائیے تو بھلا!

- بھارت کی کس تحریک کے سبب عدالت میں مفادِ عامہ میں داخل عرضی کی بنا پر عدالت کو اس پر فیصلہ دینا پڑا؟
- مہاتما پھلے، مہاتما گاندھی، سنت گاڈگے مہاراج، ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے کون سی تحریکیں چلائیں؟

درج ذیل مکالمہ پڑھیے اور اس پر مبنی ایک مضمون لکھیے۔

بحث کیجیے۔

بھارت میں فرزندانِ زمین تحریک (کسی علاقے میں سیکڑوں برسوں سے رہنے والے) کن نکات پر زور دیتی ہے؟

یہ کرکے دیکھیے۔

توہم پرستی کے خاتمے کی تحریک، دریاؤں کی آلودگی کی روک تھام سے متعلق تحریک، قتلِ جنین مخالف تحریک، 'ناٹ اِن مائی نیم' جیسی تحریکوں کے بارے میں اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کے تراشوں کا ذخیرہ کیجیے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

- عام مسائل کا تعلق صرف کسی ایک سماجی شعبے سے نہیں ہوتا بلکہ وہ سماج کے کسی بھی شعبے سے متعلق ہوسکتا ہے۔ سماجی اصلاحات کے لیے ہمارے ملک میں اور خصوصاً مہاراشٹر میں کئی تحریکیں وجود میں آئیں جن کی کوششوں سے جدید سماج کی تعمیر کا آغاز ہوا۔
- ہماری آزادی کی لڑائی بھی ایک سماجی تحریک تھی۔
- سیاسی و معاشی تحریکوں کے ذریعے شہریوں کے حقوق کی نگہداشت، حقِ رائے دہی، کم از کم تنخواہ، معاشی تحفظ جیسے مسائل کے لیے کوشش کی جاتی ہے۔ سودیشی ایک اہم معاشی تحریک ہے۔

بھارت کی اہم تحریکیں

ادی واسی تحریک : آزادی سے قبل کے عہد میں انگریزوں نے ادی واسیوں کے جنگلاتی دولت پر گزر بسر کرنے کے حق پر روک لگا دی تھی۔ اس بنا پر چھوٹا ناگپور میں کولام، اوڈیشا میں گونڈ، مہاراشٹر میں کولی، بھیل، راموشی، بہار میں سنتھال، منڈا

بِرسا مُنڈا

ادی واسیوں نے بڑے پیمانے پر بغاوت کردی۔ اسی وقت سے ادی واسیوں کی جدوجہد جاری ہے۔ بھارت کے ادی واسیوں کے کئی مسائل ہیں۔ ان کا سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ جنگلات پر ان کے حق کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ جنگلات پر ادی واسیوں کے حق کو تسلیم کرنا، جنگلاتی پیداوار کا ذخیرہ کرنے اور جنگل کی زمین میں کھیتی کرنے کا اختیار حاصل کرنا ادی واسیوں کے اہم مطالبات ہیں۔

بھارت کے کسانوں کی تحریک : بھارت کے کسانوں کی تحریک ایک انتہائی اہم تحریک ہے۔ برطانوی حکومت کے نوآبادیاتی عہد میں سرکار کی زراعت مخالف پالیسی کی وجہ سے کسان منظّم ہونے لگے۔ آپ بارڈولی، چمپارن، کھوتی کے مسائل کے تعلق سے کسانوں کی تحریک سے واقف ہوں گے۔ کسان تحریک نے مہاتما پھلے، نیائے مورتی راناڈے اور مہاتما گاندھی کے خیالات سے ترغیب حاصل کی۔

زراعت سے متعلق چند اصلاحات (کل قاعدہ، جو جوتے اس کی زمین وغیرہ) کی وجہ سے کسان تحریک سست پڑ گئی۔ البتہ سبز انقلاب کے بعد کسان تحریک زیادہ فعال اور مؤثر بن گئی۔ زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے اور اناج کے سلسلے میں خودکفیل بننے کے لیے سبز انقلاب لایا گیا لیکن اس سے غریب کسانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کسانوں میں غریب اور امیر دو طبقے وجود میں آ گئے۔ ان میں بے اطمینانی بڑھ گئی اور کسانوں کا آندولن شروع ہوگیا۔

زرعی پیداوار کی مناسب قیمت دی جائے، زراعت کو صنعت کا درجہ دیا جائے، سوامی ناتھن کمیشن کی سفارشات منظور کی جائیں، قرض معافی، قرض سے آزادی اور زراعت پر قومی پالیسی

کا اعلان کسانوں کی تنظیموں کے اہم مطالبات ہیں۔

شیتکری سنگھٹنا، بھارتی کسان یونین، آل انڈیا کسان سبھا بھارت میں کسانوں کی چند اہم تنظیمیں ہیں۔

یہ کرکے دیکھیے۔

کسانوں اور کھیت مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لیے حکومت نے کون سے منصوبوں پر عمل کیا ہے؟

مزدور تحریک : بھارت میں مزدور تحریک کا پس منظر صنعتکاری ہے۔ بھارت میں اُنیسویں صدی کے نصف آخر میں کپڑے کی مِلیں، ریلوے کمپنیوں جیسی صنعتیں شروع ہوگئی تھیں۔ ۱۸۹۹ء میں ریلوے کے مزدوروں نے اپنے مطالبات منوانے کے لیے ہڑتال کردی۔ لیکن مزدوروں کے مسائل حل کرنے کے لیے ایک بڑی تنظیم ۱۹۲۰ء میں قائم ہوسکی۔ اسے 'آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگریس' کہا جاتا ہے۔

آزادی کے بعد مزدوروں کی تحریک زیادہ مؤثر ڈھنگ سے کام کرنے لگی۔ ۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۰ء کی دہائیوں میں مزدوروں کی تحریک نے کئی آندولن کیے۔ لیکن ۱۹۸۰ء سے مزدور تحریک بکھر گئی۔ پورے بھارت میں مزدوروں کے مسائل نئے سرے سے اُبھر رہے ہیں۔ اس کا سبب عالم کاری کا اثر ہے جو مزدور تحریک پر پڑ رہا ہے۔ بے قاعدہ روزگار، ٹھیکے پر کام کرنے والے مزدور، معاشی عدم تحفظ، مزدور قوانین کا تحفظ نہ ہونا، کام کے لامحدود اوقات، کام کرنے کی جگہ پر عدم تحفظ کا ماحول، مضرِ صحت ماحول وغیرہ آج کی مزدور تحریک کے مسائل ہیں۔

یہ کرکے دیکھیے

آزادی کے بعد بھارت میں مزدوروں کے لیے بنائے گئے قوانین کے بارے میں انٹرنیٹ کی مدد سے معلومات حاصل کیجیے۔

تحریکِ نسواں (خواتین کی تحریک) : آزادی سے قبل کے دور میں ترقی پسند مردوں کی رہنمائی میں بھارت میں عورتوں کی تحریک شروع ہوئی۔ عورتوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کو روکنے، ان کے استحصال پر روک لگانے، عزت و وقار کے ساتھ انھیں زندگی گزارنے کا موقع دینے اور عوامی زندگی میں شریک کرنے کے لیے کئی اصلاحی تحریکیں شروع ہوئیں۔ ایشور چندر وِدّیا ساگر، راجا رام موہن رائے، مہاتما جیوتی راؤ پھلے، ساوتری بائی پھلے، مہرشی دھونڈو کیشو کروے، پنڈتا رَما بائی، رَما بائی راناڈے وغیرہ کی رہنمائی میں رسمِ ستی کی مخالفت، بیواؤں کی دوبارہ شادی، عورتوں کی تعلیم، بچپن کی شادی کی مخالفت، عورتوں کو ووٹ دینے کا حق جیسی اصلاحات کی گئیں۔

ساوتری بائی پھُلے

رَما بائی راناڈے

آزادی کے بعد دستورِ ہند میں عورتوں کو ہر معاملے میں مساوی حق دیا گیا۔ لیکن کئی شعبوں میں عورتوں کے ساتھ عملاً مساوی سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ اس دور میں عورتوں کی تحریک کا مقصد آزادیِ نسواں تھا۔ اس وقت عورتوں کی تحریک کا خاص مقصد انھیں انسان کی حیثیت سے سماج میں باعزّت مقام دلانا تھا۔ اس کا ایک مقصد عورتوں کی آزادی بھی تھا۔

بھارت میں رشوت ستانی، ذات پات کے نظام، مذہبی کٹرپن جیسے مسائل کے خلاف آندولن جاری ہیں۔ ان آندولنوں

میں خواتین نے بڑے پیمانے پر شرکت کی تھیں۔ اس سے عورتوں کو ان کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کا احساس ہوا۔ اس وجہ سے خواتین کی رہنمائی میں خواتین کی تحریک شروع ہوگئی۔ بھارت میں عورتوں کی تحریک متحدہ نوعیت کی نہیں ہے لیکن عورتوں کی صحت، ان کا سماجی تحفظ، ان کی معاشی خود کفالت اور استحکام جیسے نکات پر مختلف سطحوں پر عورتوں کی تنظیمیں غور وفکر کرتی ہیں۔ عورتوں کی تعلیم اور انھیں انسان کا درجہ اور وقار دیے جانے پر اصرار کا چیلنج خواتین کی موجودہ تحریک کو درپیش ہے۔

ڈاکٹر راجندر سینہہ

’بھارت کے جَل پُرش‘ کے نام سے پہچانے جانے والے ڈاکٹر راجندر سینہہ نے راجستھان میں ایک بڑا آبی انقلاب لایا ہے۔ راجستھان میں ہزاروں ’پُشتے‘ (دریاؤں پر مٹی کے بند) تعمیر کرنے کی وجہ سے راجندر سینہہ بہت مشہور ہوگئے ہیں۔ سینہہ نے راجستھان کے ریگستان میں دریاؤں کو نئی زندگی عطا کی ہے۔ انھوں نے ’ترون بھارت سنگھ‘ نامی تنظیم قائم کرکے سیکڑوں گاؤں میں تقریباً گیارہ ہزار پشتے تعمیر کیے۔ پورے ملک میں پدیاترا کرکے تحفظِ آب، دریاؤں کو دوبارہ زندگی دینے، تحفظِ جنگلات، جنگلی حیوانات کے تحفظ وغیرہ کی مہم چلا رہے ہیں۔ پچھلے ۳۱ برسوں سے ان کی یہ سماجی تحریک جاری ہے۔ ڈاکٹر راجندر سینہہ کو پانی کا نوبیل انعام سمجھا جانے والے ’اسٹاک ہوم واٹر پرائز‘ سے نوازا گیا ہے۔

ماحول کا تحفظ

ماحولیاتی تحریک : اس حقیقت سے ہم بخوبی واقف ہیں کہ ماحولیات کی تنزلی آج کے زمانے میں ایک قومی اور بین الاقوامی سطح کا سنگین مسئلہ ہے۔ ماحولیات کی بربادی کو روکنے کے لیے بین الاقوامی سطح پر بھی کئی تحریکیں سرگرمِ عمل ہیں اور اس شعبے میں بین الاقوامی تعاون بھی بڑے پیمانے پر کیا جارہا ہے۔

بھارت میں بھی ماحولیات کے مختلف موضوعات کو ترجیح دیتے ہوئے کئی تحریکیں جاری ہیں۔ حیاتیاتی تنوع کا تحفظ، پانی کے مختلف منبعوں کا تحفظ، جنگلاتی غلاف، دریاؤں کی آلودگی، سبز پٹے کا تحفظ، کیمیائی مادّوں کا استعمال اور ان کے خراب اثرات وغیرہ مسائل کی یکسوئی کے لیے تحریکیں جاری ہے۔

صارفین کی تحریک : ۱۹۸۶ء میں تحفظِ صارفین قانون وضع کیا گیا۔ اس کے بعد صارفین کی تحریک کا آغاز ہوا۔ اس تحریک کے مقاصد وسیع ہیں۔ سماج کا ہر طبقہ صارف ہوتا ہے۔ نظامِ معیشت میں تبدیلی اور سماجی نظام کے بدلنے کی وجہ سے صارفین متاثر ہوتے ہیں۔ انھیں مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسے ملاوٹ، چیزوں کی بڑھائی ہوئی قیمت، وزن اور ناپ میں فریب دہی وغیرہ۔ اس قسم کی دھوکے بازی سے گاہکوں کو محفوظ رکھنے کے لیے صارفین کی تحریک وجود میں آئی۔

تحریک کی وجہ سے عوامی زندگی میں شہریوں کی شرکت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ۱۹۸۰ء کے بعد اس تحریک کو 'نئی سماجی تحریک' کہا جانے لگا کیونکہ اس کی نوعیت پچھلی تحریک سے مختلف ہے۔ یہ اب زیادہ مقصد اساس ہوتی جارہی ہے یعنی ایک ایک مقصد کے لیے عوامی آندولن شروع کرنے کی کوشش کی جانے لگی ہے۔

اگلے سبق میں ہم جمہوریت کو درپیش چیلنجز پر غور کریں گے۔

مشق

(۱) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان کو مکمل کیجیے۔

۱۔ کسانوں کی تحریک کا سب سے اہم مطالبہ............. ہے۔

(الف) جنگل کی زمین پر کاشتکاری کا حق دیا جائے

(ب) زرعی پیداوار کو مناسب قیمت دی جائے

(ج) صارفین کا تحفظ کیا جائے

(د) بند تعمیر کیے جائیں

۲۔ زرعی پیداوار بڑھانے اور اناج کے معاملے میں خودکفیل ہونے کے لیے................ لایا گیا۔

(الف) آبی انقلاب

(ب) سبز انقلاب

(ج) صنعتی انقلاب

(د) سفید انقلاب

(۲) درج ذیل تصوّرات کو واضح کیجیے۔

۱۔ ادی واسیوں کی تحریک

۲۔ مزدوروں کی تحریک

(۳) درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ ماحولیات کی تحریک کے کاموں کو واضح کیجیے۔

۲۔ بھارت میں کسانوں کی تحریک کی نوعیت بیان کیجیے۔

۳۔ آزادی سے قبل خواتین کی تحریک کن اصلاحات کے لیے جدوجہد کررہی تھی؟

(۴) درج ذیل بیانات صحیح ہیں یا غلط، وجوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

۱۔ جمہوریت میں تحریکوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

۲۔ تحریک کے لیے مضبوط قیادت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۳۔ صارفین کی تحریک وجود میں آئی۔

سرگرمی

۱۔ مختلف سماجی تحریکوں کے آندولن کے بارے میں اخبارات میں شائع شدہ خبروں کے تراشے جمع کیجیے۔

۲۔ آپ کے قرب و جوار میں عوامی مسائل حل کرنے کے لیے کوشش کرنے والی کسی تحریک کے کاموں کی روداد لکھیے۔

۳۔ سبزی یا اناج خریدتے وقت آپ سے وزن میں دھوکے بازی کی گئی ہو تو تحفّظِ صارفین قانون کے تحت آپ کس طرح شکایت کریں گے؟ اس کا نمونہ تیار کیجیے۔

412XA4

۵۔ بھارتی جمہوریت کو درپیش چیلنجز

اس سے قبل کہا گیا ہے کہ جمہوریت ایک مسلسل جاری رہنے والا زندہ عمل ہے۔ جمہوریت کو اختیار کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جمہوریت وجود میں آ گئی بلکہ جمہوریت کو قائم کرنے کے لیے شعوری طور پر کوشش کرنا پڑتی ہے اور محتاط رہنا پڑتا ہے۔ جمہوریت کو لاحق خطرات کو بروقت پہچان کر انھیں جمہوری طریقے سے دور کرنا ضروری ہے۔ اس سبق میں ہم بھارتی جمہوریت کو درپیش مشکلات (چیلنجز) کا خصوصی طور پر مطالعہ کریں گے۔ پہلے ہم عالمی سطح پر جمہوریت کو درپیش چیلنجز کا مختصر جائزہ لیں گے۔

- آج ہم دنیا کے ہر ملک کو جمہوری ملک کہتے ہیں لیکن عملاً لوگوں کے حقوق اور آزادی کو برقرار رکھنے اور عوامی فلاح و بہبود کو ترجیح دینے والی جمہوریت بہت کم ملکوں میں پائی جاتی ہے۔ جمہوریت کے سامنے فوجی نظامِ حکومت ایک بڑا خطرہ ہے۔ اس وجہ سے عالمی سطح پر حقیقی جمہوریت کا پھیلاؤ اور ہر ملک میں اس پر انحصار کرنا جمہوریت کو درپیش ایک بڑا چیلنج ہے۔

غیر جمہوری نظام سے جمہوری نظام کی طرف سفر کرنے کے لیے کون سے جمہوری ادارے قائم کرنے پڑیں گے؟

- جن ملکوں میں ہم سمجھتے ہیں کہ جمہوریت کی جڑیں مضبوط ہیں دراصل وہاں بھی جمہوریت کا استعمال محدود پیمانے پر ہوتا ہے۔ بھارت جیسے دیگر ملکوں میں بھی جمہوریت کا مطلب محض رائے دہی، الیکشن، حکومتی کاروبار، عدالت وغیرہ سمجھا جاتا ہے لیکن یہ سب جمہوریت کا سیاسی روپ ہے۔ اگر جمہوریت کو ایک طرزِ زندگی کی حیثیت دینی ہو تو اسے سماج کے مختلف شعبوں تک پہنچنا چاہیے۔ اس کے لیے تمام سماجی طبقات کی شمولیت، سماجی اداروں کی خود مختاری، شہریوں کا استحکام، انسانی اقدار کا تحفظ وغیرہ جیسے طریقوں کو اختیار کرنا ہوگا۔ حقیقی جمہوریت کے قیام کے لیے مذکورہ تمام کاموں کو انجام دینا ضروری ہے۔

بتائیے تو بھلا!

جمہوریت میں سیاسی پارٹیاں انتخابات میں حصہ لے کر اقتدار حاصل کرتی ہیں لیکن کیا سیاسی پارٹیوں کا داخلی الیکشن ہوتا ہے؟ سیاسی پارٹیوں کو تنظیم کی سطح پر الیکشن کروانا ضروری ہوتا ہے لیکن کیا ایسے الیکشن ہوتے ہیں؟

میرے ذہن میں پیدا ہونے والے سوال...

چین نے معاشی اصلاحات اختیار کیں۔ عالمی تجارتی تنظیم کی رکنیت بھی حاصل کر لی لیکن وہاں ایک ہی پارٹی کی بالادستی کیوں ہے؟ کیا چین جمہوری ملک ہے؟

- جمہوریت کی جڑوں کو مزید گہرائی تک لے جانا آج دنیا کے تمام جمہوری ملکوں کے سامنے ایک بڑا چیلنج ہے۔ آزادی، مساوات، بھائی چارہ، انصاف، امن، ترقی اور انسان دوستی کی قدروں کو سماج کی تمام سطحوں تک لے جانا ضروری ہے۔ اس کے لیے درکار وسیع پیمانے پر اتفاق رائے تیار کرنے کا کام بھی جمہوری طریقے سے کرنا ممکن ہے۔ جمہوریت کی جڑوں کو گہرائی تک لے جانے کے لیے یہ اصلاحات بہت ضروری ہیں۔

بھارتی جمہوریت کو درپیش چیلنجز

جمہوریت کو زیادہ بامعنی بنانے کے لیے حکومت نے اقتدار کو لامرکزی بنانے اور عورتوں اور کمزور طبقات کو ریزرویشن دینے کی تدبیر پر عمل کیا لیکن یہاں ایک سوال پر غور کرنا ضروری ہے کہ کیا اس سے صحیح معنوں میں اقتدار شہریوں کے ہاتھ میں آیا؟

فرقہ پرستی اور انتہا پسندی : مذہبی تصادم اور اس سے پیدا ہونے والی انتہا پسندی بھارتی جمہوریت کے سامنے سب سے بڑا چیلنج ہے۔ سماج میں مذہبی تنازعات بڑھ جانے کی وجہ سے سماجی استقلال کو نقصان پہنچتا ہے۔ انتہا پسندی جیسے واقعات کی وجہ سے جمہوریت میں لوگوں کی شرکت کم ہو جاتی ہے۔

بائیں بازو والے شدت پسند (نکسل وادی) : بھارت کا ایک بہت بڑا مسئلہ نکسل واد ہے۔ بے زمین کسانوں اور ادی واسیوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کو ختم کرنے کے لیے نکسل واد کا آغاز ہوا۔ نکسل واد نے اب جارحانہ روپ اختیار کرلیا ہے۔ اب اس میں کسانوں اور ادی واسیوں کے مسائل کی اہمیت کم ہوگئی ہے۔ اس کی بجائے نکسل وادی گروہ پرتشدد طریقوں سے حکومت کی مخالفت کرنے، پولس کی ٹولیوں پر حملہ کرنے جیسے طریقوں کو استعمال کر رہے ہیں۔

بدعنوانی : بھارت میں عوامی شعبوں میں بڑے پیمانے پر بدعنوانی کا مسئلہ پایا جاتا ہے۔ سیاسی اور انتظامی سطح پر بدعنوانیوں کی وجہ سے سرکار کی کارکردگی کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ سرکاری کاموں میں لگنے والے وقت، عوامی سہولیات کا پست معیار، مختلف مالی بدعنوانیوں کی وجہ سے لوگوں میں پورے نظام کے تعلق سے بے اعتباری اور بے اطمینانی کے جذبات پیدا ہوجاتے ہیں۔ انتخابی عمل میں ہونے والی بدعنوانیاں، جعلی رائے دہی (بوگس ووٹنگ)، رائے دہندگان کو رشوت دینے، ووٹ پیٹی اُٹھا لے جانے جیسے واقعات کی وجہ سے انتخابی عمل پر سے لوگوں کا بھروسا ختم ہوسکتا ہے۔

> **آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟**
>
> سیاست میں خاندانی حکومت ہماری جمہوریت کے سامنے ایک بڑا مسئلہ ہے۔ سیاست میں ایک ہی خاندان کی اجارہ داری ہونے سے جمہوریت میں خلا پیدا ہوجاتا ہے۔ عام لوگوں کو عوامی شعبوں میں شرکت کا موقع نہیں ملتا۔

سیاست اور جرائم : سیاسی عمل میں مجرموں کی بڑھتی ہوئی شرکت جمہوری نظام کے لیے ایک سنگین مسئلہ ہے۔ مجرمانہ پس منظر، مجرمانہ نوعیت کے الزام، بدعنوانیوں کے الزام کے حامل افراد کو سیاسی پارٹیاں اپنا اُمیدوار بناتی ہیں۔ اس وجہ سے سیاست میں دولت اور غنڈہ گردی کا زور بڑھتا جا رہا ہے۔ الیکشن کے موقع پر تشدد کے استعمال کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔

سماجی مشکلات : مذکورہ بالا مشکلات کے علاوہ جمہوریت کے سامنے چند سماجی مشکلات بھی ہیں۔ بے روزگاری، منشیات کا پھیلاؤ، قحط، وسائل کی غیر مساوی تقسیم، امیروں اور غریبوں کے درمیان بڑھتی ہوئی خلیج، ذات پات پر مبنی سماجی نظام وغیرہ جیسے سماجی مسائل کو حل کرنا ضروری ہے۔

بھارتی جمہوریت کو کامیاب بنانے کے لیے کیا کیا جاسکتا ہے؟

۱۔ جمہوریت میں کثرتِ رائے کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ جمہوری طرزِ حکومت میں اکثریت حاصل کرنے والی پارٹی اقتدار میں آتی ہے۔ پارلیمنٹ میں سارے فیصلے کثرتِ رائے سے کیے جاتے ہیں۔ اکثریتی سماج کی فلاح و بہبود جمہوریت کا مقصد ہوتا ہے۔ کثرتِ رائے کو اہمیت دیتے ہوئے قلّتِ رائے اور اقلیتوں کے ساتھ ناانصافی ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ اگرچہ جمہوریت کثرتِ رائے سے چلنے والی سرکار ہوتی ہے پھر بھی قلّتِ رائے کے حامل افراد کو فیصلے کے عمل میں شامل کرنا اور ان کے مفادات کا خیال رکھنا بھی حکومت کا فرض ہے۔ مختصراً یہ کہ جمہوری حکومت میں سب لوگوں کی رائے کو اہمیت دی جانی چاہیے۔ اسی طرح اس امر کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ اکثریت سے بننے والی حکومت محض اکثریتی سماج کی سرکار نہ بن جائے۔ ہمہ مذہبی، ہمہ نسلی، ہمہ لسانی، ہمہ ذاتی اور تمام فرقے کے گروہوں کو جمہوریت میں فیصلے کے عمل میں شریک ہونے کے یکساں مواقع حاصل ہونے چاہئیں۔

۲۔ بھارت کی عدالتیں سیاسی عمل کو زیادہ سے زیادہ شفاف بنانے کے لیے شعوری طور پر کوشش کرتی ہوئی دِکھائی دے

رہی ہیں۔ خاص طور پر سیاست کو جرائم سے محفوظ رکھنے کے لیے عدالتیں مجرموں کو سخت سزائیں دیتی ہیں اور سیاسی عمل میں ان کی شرکت پر پابندی عائد کر رہی ہیں۔

۳۔ بھارت میں جمہوریت کو کامیاب بنانے کے لیے صرف حکومت، انتظامیہ اور عدالتی سطح پر کوشش کرنا کافی نہیں ہے۔ اس کے لیے سماجی اور انفرادی سطح پر ہر فرد کو شعوری طور پر کوشش کرنا چاہیے۔ سرکاری اور انتظامیہ سطح پر سروشکشا ابھیان، 'سوچھ بھارت ابھیان'، 'گرام سمردّھی یوجنا'، 'خود امدادی گروہ کا قیام'، 'مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار اسکیم' جیسی کئی اسکیموں پر عمل کیا جارہا ہے۔ خواتین کی سیاسی نمائندگی بڑھانے کے لیے مقامی حکومتی اداروں میں خواتین کے لیے ۵۰٪ نشستیں محفوظ کی گئی ہیں۔

स्वच्छ भारत

एक कदम स्वच्छता की ओर

۴۔ بھارت میں جمہوریت کو کامیاب بنانا ہو تو تمام سطحوں پر شہریوں کی شرکت میں اضافہ ہونا چاہیے۔ خاص طور پر حکومتی کام کاج کی سطح پر اضافہ ہو تو عوامی پالیسیوں کی نوعیت میں تبدیلی آئے گی۔ بات چیت کے ذریعے وہ پالیسیاں وضع کی جائیں گی۔ اقتدار میں جو لوگ شریک نہیں ہوسکے ہیں ان کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرنا جمہوریت کی کامیابی کے لیے ضروری ہے۔

ہمیں اپنی انفرادی زندگی میں بھی مساوات، آزادی، سماجی انصاف، مذہبی غیر جانبداری جیسی اقدار کا احترام کرنا اور انھیں پروان چڑھانا چاہیے۔ ہر ایک کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ اس ملک کا ایک ذمہ دار شہری ہے تبھی جمہوریت کامیاب ہوگی۔

41BTBR

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان کو مکمل کیجیے۔

۱۔ جمہوریت میں .... الیکشن میں حصہ لے کر اقتدار میں داخل ہوتی ہیں۔

(الف) سیاسی پارٹیاں (ب) عدالتیں

(ج) سماجی ادارے (د) ان میں سے کوئی نہیں

۲۔ دنیا کے تمام جمہوری ملکوں کو درپیش سب سے بڑا چیلنج یعنی .... ہے۔

(الف) مذہبی تصادم (ب) نکسل وادی کارروائیاں

(ج) جمہوریت کی جڑوں کو اور گہرائی میں لے جانا

(د) غنڈہ گردی کی اہمیت

(۲) درج ذیل بیانات صحیح ہیں یا غلط، وجوہات کے ساتھ لکھیے۔

۱۔ جمہوریت کو قائم رکھنے کے لیے مستعد رہنا ضروری ہے۔

۲۔ بائیں بازو کی شدت پسند تحریک میں آج کسانوں اور ادی واسیوں کے مسائل کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔

۳۔ الیکشن میں بدعنوانیوں کی وجہ سے لوگوں کا جمہوری عمل پر سے بھروسا اُٹھ سکتا ہے۔

(۳) درج ذیل تصوّرات کو واضح کیجیے۔

۱۔ بائیں بازو والے شدت پسند ۲۔ بدعنوانی

(۴) درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ بھارت میں جمہوریت کی کامیابی کے لیے کون سے اُمور ضروری ہیں؟

۲۔ سیاست میں مجرمانہ عناصر کے شامل ہونے سے کون سے اثرات ہوتے ہیں؟

۳۔ سیاسی عمل کو شفاف بنانے کون سی کوششیں کی جاتی ہیں؟

سرگرمی

۱۔ بدعنوانی کی روک تھام کے لیے آپ جو تدبیریں پیش کر سکتے ہیں، ان کی فہرست بنائیے۔

۲۔ 'بھارت میں انتہا پسندی' کے مسئلے پر جماعت میں گروہی مباحثے کا اہتمام کیجیے۔

۳۔ 'منشیات سے آزادی' کے موضوع پر ایک نکڑ ناٹک پیش کیجیے۔

سیاسیات کے مطالعے سے...

بھارت کا ہر شہری خواہ وہ گاؤں میں رہتا ہو یا تعلقہ یا شہر میں، اسے ہر روز کئی شہری اور سیاسی مسائل سے مسلسل سابقہ پڑتا رہتا ہے جیسے رہائشی سرٹیفکیٹ ، ذات کا سرٹیفکیٹ، آدھار کارڈ کے لیے کس سے ملاقات کی جائے؟ پانی، عوامی صفائی ستھرائی کے تعلق سے کہاں شکایت کی جائے؟ مکان کے تعلق سے کاغذات کہاں سے حاصل کیے جائیں؟ عوامی سہولیات حاصل کرنے کے لیے کیا کریں؟ ایسے کئی امور کے بارے میں معلومات علمِ شہریت اور سیاسیات کے مطالعے سے سمجھ میں آتی ہیں۔ اس مطالعے سے ہم ایک اچھا شہری بننے اور ملک کے شہری ہونے کے ناطے اپنے حقوق اور فرائض سے واقف ہوتے ہیں۔ بھارت میں اور بھارت کے باہر آپ کو سفر کرنا ہو تو شہری کی حیثیت سے ضروری معلومات آپ کو اس مضمون کے مطالعے سے حاصل ہوگی۔

اسکول کی تعلیم ختم کرنے کے بعد جب آپ مستقبل کی منصوبہ بندی کریں گے اس وقت بھی آپ کو سیاسیات کے مضمون سے مدد ملے گی۔ یونین پبلک سروس کمیشن، مہاراشٹر پبلک سروس کمیشن اور بینکوں میں بھرتی کے لیے جو امتحانات لیے جاتے ہیں ان کے نصاب میں ہندوستانی حکومت اور سیاست کا مضمون شامل ہے۔ آپ روزگار کے لیے کسی بھی شعبے کا انتخاب کریں، سیاسیات اس کی بنیاد ہوگا۔ اسی طریقے سے بین الاقوامی سیاست، عوامی انتظامیہ (پبلک ایڈمنسٹریشن)، امن و جنگ کے موضوعات کا مطالعہ سیاسیات کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ اب اس مضمون میں روزگار کے کئی مواقع دستیاب ہیں۔ صرف تدریس اور تحقیق کے شعبے میں نہیں بلکہ اطلاعاتی ٹکنالوجی، پالیسی کا تجزیہ، سیاسی لیڈروں کی صلاح کار تنظیموں میں بھی کافی مواقع میسر ہیں۔

عالم کاری کی وجہ سے ایسے کئی مواقع وجود میں آچکے ہیں جس سے سیاسیات کا عملاً استعمال کیا جاسکتا ہے۔ آج حکومت اور سیاست سے واقف محققین اور ثالثی کرنے والے افراد کی سیاسی پارٹیوں، پریشر گروپ، غیر سرکاری تنظیموں، رضا کار تنظیموں کو ضرورت ہے۔ سیاسی عمل اور نوکر شاہی کی پیچیدگیوں کو سمجھنے والے اور تجزیاتی مہارت کے حامل افراد کے لیے آج کل کافی مواقع میسر ہیں۔

छत्रपती शिवाजी महाराज स्मृतिग्रंथ

- सामान्य रयतेच्या कल्याणासाठी स्थापन केलेल्या स्वराज्य स्थापनेची कथा उलगडणारे पुस्तक.
- छत्रपती शिवाजी महाराजांच्या उत्तुंग कार्य व त्यामागची तेवढीच उत्तुंग व उदात्त भूमिका वाचकांसमोर आणणारे प्रेरणादायी वाचन साहित्य.
- इतिहास वाचनासाठी पूरक असे संदर्भ पुस्तक.

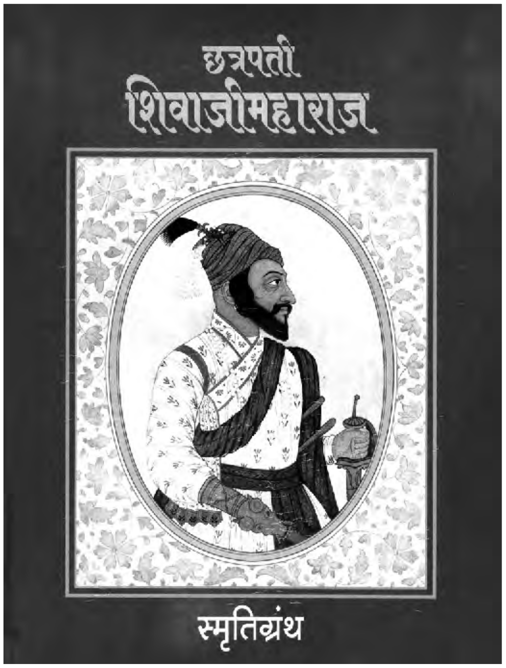

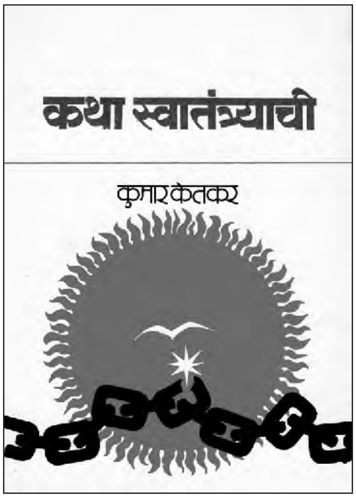

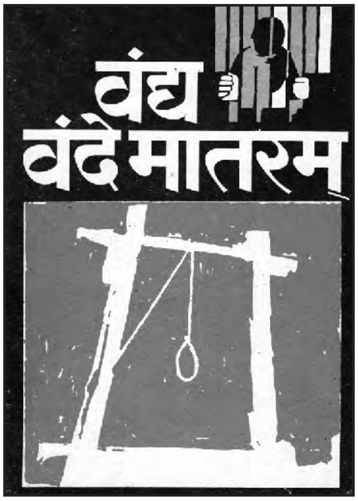

- इतिहास वाचनासाठी पूरक अशी संदर्भ पुस्तके.
- निवडक लेखक, इतिहासकारांचे प्रेरणादायी लेख.

पुस्तक मागणीसाठी www.ebalbharati.in, www.balbharati.in संकेतस्थळावर भेट द्या.

साहित्य पाठ्यपुस्तक मंडळाच्या विभागीय भांडारांमध्ये विक्रीसाठी उपलब्ध आहे.

ebalbharati

विभागीय भांडारे संपर्क क्रमांक : पुणे - ☎ २५६५९४६५, कोल्हापूर- ☎ २४६८५७६, मुंबई (गोरेगाव) - ☎ २८७७१८४२, पनवेल - ☎ २७४६२६४६५, नाशिक - ☎ २३९१५११, औरंगाबाद - ☎ २३३२१७१, नागपूर - ☎ २५४७७१६/२५२३०७८, लातूर - ☎ २२०९३०, अमरावती - ☎ २५३०९६५

مہاراشٹرراجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

इतिहास व राज्यशास्त्र इ. १० वी (उर्दु माध्यम)

₹ 56.00

स्वच्छ भारत

एक कदम स्वच्छता की ओर